۷۴۲۶ع

ترجمۂ عقائد شیخ صدوق علیہ الرحمہ

ترجمہ عقائد شیخ صدوق علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بیحد اُسی ذات ابدی و سرمدی قادر و مختار حی و قیوم و عالم اسرار و دانائے راز خلاقِ عالم کے لئے شایان اور زیبا ہی جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ مشیر و وزیر ہی نہ وہ جسم و بدن رکھتا ہی نہ اُس کے جسم کے لوازمات ہیں۔ نہ وہ کسی مکان میں ہی نہ اس کیواسطے کوئی خاص سمت اور جہت ہے۔ اسکی قدرت کا نور سارے جہان کو روشن کیے ہوئے ہی۔ وہی اکیلا ساری دنیا کا فرمانروا اور شہنشاہ حقیقی ہی۔ تمام شاہانِ دنیا اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں جسوقت جسکو چاہے نیست و نابود کر دے۔ راجاؤں کی گدّی اور راج شاہوں کا تخت اور تاج اُسکے سامنے ہیچ ہے جب وہ چاہتا ہے ایک دم میں تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ تمام بندے اُسکے محتاج ہیں وہ کسی کا حاجتمند نہیں۔ اسکا ہر کام مضبوط اور بے عیب ہے۔

یہ بڑے بڑے آسمان اسی نے بنائے۔ یہ چوڑی چکلی زمین اسی نے بچھائی۔ یہ روشن سورج اور چمکتا چاند اسی کے حکم سے طلوع اور غروب کرتا ہے۔ یہ درخشاں تارے اسی کے فرمان سے اندھیری رات میں جگمگاتے ہیں۔ یہ کالی کالی گھنگھور گھٹائیں اسی کی رحمت کا مینھہ برساتی ہیں۔ اسی کے اشارے سے زمین میں غلّہ دریا میں مونگا صدف میں موتی پہاڑ میں جواہر۔ درخت میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ وہی دانہ سے پودا۔ پودے میں بال۔ بال میں اناج ظاہر کرتا ہی اُسکی قدرت کا کیا ٹھکانا ہی۔ اُسی نے جنت و دوزخ بنائے۔ نیکوں کیواسطے جنت کی نعمتیں۔ مزیدار کھانے۔ بیش بہا کپڑے خدمت کیلئے لڑکے۔ لذت کیلئے ماہ جبیں حوریں۔ سیر و تفریح کیلئے پر فضا باغ کہ جن میں موتی سے جھلکتے ہوئے پانی کی نہریں جاری ہیں پیدا کئے۔ اور

گنہگاروں کیلئے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کھولتا ہوا پانی کھانے کے لئے تھوڑ اور گندا گوشت۔ پینے کے لئے خون اور پیپ اور پگھلا ہوا تانبا ایذا رسانی کے لئے سانپ بچھو اور خونخوار اژدہے۔ سزا کے لئے آگ کے لال لال گرز پہننے کے لئے کالے کپڑے مہیا کئے۔

اُسی نے بندوں کی ہدایت کیواسطے اور اچھے کاموں کیطرف رغبت دلانے اور بُری باتوں سے بچانے کیلئے عقل سلیم عطا فرمائی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے اور ہر نبی کے لئے وصی اور خلیفہ مقرر فرمائے۔ درود نامعدود خدا کے حبیب اور رسول جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جن کے وجود ذی جود کی برکت سے خدا نے سارے جہان کو پیدا کیا اور ساری خلقت پر آنجناب کو بزرگی بخشی۔ تمام نبیوں کا پیشوا۔ اور رسولوں کا سرتاج بنایا۔ جنت و دوزخ کا آنحضرت کو اختیار دیا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ سے مقرب بارگاہ ملائک کو جو لاکھوں فرشتوں کے افسر ہیں آنجناب کی شرف خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اور ہر قسم کے گناہ سے عصمت ہر طرح کی نجاست و کثافت سے طہارت آنجناب کو خدا نے بخشی۔ اور لباس نبوت سے آراستہ۔ تاج رسالت سے پیراستہ کر کے اپنے احکام پہنچانے اور نئی شریعت جاری کرنے اور جدید مذہب پھیلانے کے واسطے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ نبیوں کی آمد کا سلسلہ قطع ہو چکا تھا۔ بندوں کی ظلم و تعدی اور فتنہ و فساد۔ لوٹ اور غارتگری کبر و نخوت۔ خودرائی۔ بدچلنی۔ کفر و نفاق اور خونریزی۔ آپس کی شرارت اور خانہ جنگی۔ بداخلاقی بے تمدنی بدامنی۔ بتوں کی عبادت بے علمی اور جہالت۔ خانہ کعبہ پر کافروں کا تسلط۔ شعر و سخن کا چرچا فصاحت و بلاغت کا زور و شور ناشائستہ رسموں کی ترقی۔ نازیبا افعال کی زیادتی یہی چاہتی تھی کہ ایسا رسول بھیجا جائے جو اعلیٰ درجہ کا حکیم و دانا۔ قوی دل حسب و نسب میں سب سے اشرف خلق و تواضع میں سب سے افضل۔ زمانہ کی ضرورتوں سے

آگاہ - انسانی بری صفتوں سے پاک صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے آراستہ۔ کمالات انسانی کا جامع علم آلہی کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو۔ کفرو نفاق کا مٹانیوالا۔ بدامنی و بغاوت کو دور کرنیوالا بتوں کی عبادت سے روکنے والا۔ معبود حقیقی کی جانب بلانیوالا - ایسا دین جاری کرنیوالا ہو جسے زوال نہو جو قیامت تک باقی رہے - اس رسول کے اخلاقی آداب اور تمدنی طریقے اور میل جول کے برتاوے ایسے ہوں جو دشمنوں کو رام بنائیں۔ مخالفوں کے دل میں اثر کریں جسکی وجہ سے کفرو نفاق کمزور اور کبر و نخوت دور ہو جائے۔ چاروں طرف دین خدا کا ڈنکا بجنے لگے۔ اللہ اللہ کی آواز کان میں آنے لگے بتوں کی نجاست سے خانۂ کعبہ پاک ہو جائے۔

اور ایسی کتاب خدا کیطرف سے اس کے پاس نازل ہو جس کی فصاحت۔ بلاغت صنائع بدائع۔ کنائے استعارے تشبیہات عرب کی فصاحت اور بلاغت کو مٹائے۔ جس کے سننے سے شعرا فصحا بلغا دنگ ہو جائیں ادبا اور خطبا گنگ ہو جائیں۔ خانۂ کعبہ پر لٹکے ہوئے سات قصیدے اس کتاب کی فصاحت کو دیکھکر اتار لیئے جائیں جس کی ایک آیت کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے۔

وہ رسول جن کے بعد نہ کوئی نبی ہوا اور نہ آیندہ ہو گا۔ جن پر نبوت ختم ہو چکی۔ قیامت تک جنکا دین برقرار رہیگا شریعت جنکی منسوخ اور بیکار نہ ہو گی۔ آنجناب کے بعد جو کوئی رسالت و نبوت کا دعوے کرے وہ مفتری اور جھوٹا ہو گا۔ تمام رسولوں سے جو افضل ہیں ساری مخلوق سے جو اشرف ہیں وہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں جنکے والد ماجد حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب بن حضرت ہاشم بن حضرت عبدالمناف تھے اور جنکی والدہ معظمہ حضرت آمنہ بنت وہب تھیں۔ وہ جناب تمام انسانوں اور جنات کیلئے رسول اور سارے فرشتوں کیواسطے نبی اور ساری خدائی کیلئے خدا کی رحمت تھے اور وہ کتاب جو اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ پچھلی کتابوں کو بیکار بنانیوالی خدا کیطرف سے آنیوالی قرآن مجید ہے جسمیں عبرت آمیز اور نتیجہ خیز گذشتہ واقعے۔ وعظ و نصیحت کی باتیں۔ جنت کی بشارت۔ دوزخ کی دہشت

زجر و توبیخ۔ خوف و رجا۔ حرام و حلال کے مسائل۔ شریعت کے احکام عبادات۔
معاملات۔ ایقاعات۔ احکامات۔ تعزیرات اور حدود وغیرہ کا ذکر ہے۔ خدا اور درود وسلام
حضرت رسول کی آل پاک پر نازل ہو جنکی شان میں خدا نے فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا یعنی خدا کا ارادہ یہ ہی کہ ہر طرح کی
نجاست کو اے اہلبیت رسالت تم سے دور رکھے اور جیسا حق ہی ویسی تم کو پاکیزگی
عطا فرمائے۔ وہ اہل البیت چودہ معصوم ہیں جنہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا ان میں سے
سب سے افضل حضور سرور عالم کی ذات ہی۔ باقی تیرہ معصوم ہمیشہ دین محمدی کے پیرو رہے
اول عمر سے آخر زندگی تک کبھی کوئی گناہ ان سے سرزد ہوا نہ کبھی اُنہوں نے شریعت
کیخلاف کوئی کام کیا۔ یہ سب کے سب رسول اللہ کی ذریت ہیں۔ نور رسول سے ان کی
خلقت ہی۔ ان تیرہ میں سی ایک جناب مریم کبریٰ بتول عذرا زنان دو عالم کی سردار
رسول اللہ کی نور نظر لخت جگر صدیقہ طاہرہ معصومہ حضرت فاطمہ زہرا ہیں جو امیر المومنین
حضرت مولا علی شیر خدا کے علاوہ باقی گیارہ اماموں سی افضل ہیں۔

بعد رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ افضل البشر اور خیر البشر حضرت امیر المومنین
علیہ السلام ہیں۔ اُن جناب کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام پھر جناب امام حسین علیہ السلام
پھر جناب حضرت حجت صاحب الامر علیہ السلام اپنے اجداد طاہرین میں سی نو اماموں پر
فضیلت رکھتے ہیں جو پندرہویں شعبان ۲۵۶ھ کی شب میں بمقام سر من رائے
حضرت نرجس خاتون شہزادی روم کے شکم مبارک سی متولد ہوئے اور چوہتر برس کے
سن میں بحکم خدا بالکل غائب ہو گئے پھر کسیکو نظر نہ آئے۔ وہ جناب اسوقت تک زندہ
ہیں۔ خلائق کی نظروں سی پوشیدہ ہیں جب منظور خدا ہوگا آسمان و زمین کے مابین ایک
منادی پکاریگا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا حق آیا باطل دور
ہوا بیشک باطل تو مٹنے ہی کی چیز ہے۔ اس ندا کے بعد وہ جناب ظاہر ہو جاوینگے

اور پورب سے پچھم تک ایک دین کر دینگے شریعت محمدی کو پوری طرح جاری فرماویں گے۔
آسمانی آواز سے پہلے اور غیبت کبرٰی کے بعد جو کوئی اُن جناب کے دیکھنے کا دعوےٰ
کرے یا مہدیٔ موعود ہونیکا مدعی ہو وہ مفتری اور جھوٹا ہی خدا کی اُس پر لعنت ہے
حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے دس برس کے سن میں نبوت جناب
رسالتمآب کی تصدیق فرمائی۔ اسوقت تک سوائے جناب خدیجۃ الکبریٰ کے اور کوئی
مسلمان نہ تھا حضرت کا ایمان جناب رسول خدا نے قبول فرمایا اور اسیوجہ سی صدیق اکبر
کا لقب اُن حضرت کو دیا۔ اس سی معلوم ہو گیا کہ اگرچہ عقل انسانی کو کمال عام طور سے
پندرہ برس پورے ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اہلبیت رسالت اس
قاعدے میں داخل نہیں ہیں ان کا بچپنا اور جوانی اور بڑہاپا تینوں یکساں ہیں ہر زمانہ
میں ان کو کمال عقل حاصل ہی جناب رسول خدا کا ایمان حضرت علی بن ابی طالب
کو جس کا اظہار دس برس کے سن میں ہوا تسلیم کر لینا اور خداوند عالم کا جناب عیسیٰ کو گہوارہ
میں اور حضرت یحییٰ کو بچپنے میں نبوت عطا فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہی کہ ان حضرات
کی عقلیں لڑکپن ہی میں کامل تھیں اور جس کسیکی عقل کامل ہوتی ہو ایمان بھی اسکا کامل ہوتا
ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے آخری حج سے واپسی میں بمقام غدیر خم ماہ
ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کی ۱۸ تاریخ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے سامنے خطبۂ بلیغ پڑہنے
کے بعد اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ (کیا میں تم لوگوں پر حاکم نہیں ہوں) ارشاد کر کے
حاضرین کا اقرار لینے کے بعد حضرت علیؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بلند کر کے فرمایا تھا
مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جسکا میں حاکم ہوں یہ علیؑ اُسکے حاکم ہیں) اپنی خلافت
کو اُمت کے ہاتھ میں نہ چھوڑا کہ امت جسے چاہے خلیفہ بنالے۔ بلکہ ان جناب نے
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔
امّا بعد کمترین عاجز سراپا تقصیر حاجی زائر شیخ محمد اعجاز حسن بدایونی خلف جناب مستطاب

مولانا الحاج الزائر الشیخ جعفر حسن صاحب قبلہ پیش نماز بن جناب مستطاب مولانا الزائر الشیخ علی حسین صاحب قبلہ پیش نماز اعلی اللہ مقامہ مومنین باتمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ زمانہ کی گردش اور آسمان کے چکر نے یہ نوبت پہنچا دی ہی کہ دینی تعلیم میں روز بروز کمی ہوتی جاتی ہی جس کا نتیجہ یہ ہی کہ بہتیروں کو دینی احکام پر اطلاع حاصل نہیں. ضروریات دین اُنہیں معلوم نہیں. جب بچہ کسی قابل ہوا دنیاوی تعلیم میں ڈال دیا گیا جس کا انجام یہ ہوتا ہی کہ نہ اس کا عقیدہ درست ہوتا ہے اور نہ مذہب کی پختگی اسے حاصل ہوتی ہے۔ نہ حلال و حرام کی شناخت اسے ہوتی ہی نہ واجبات و مستحبات و محرمات و مکروہات اسے معلوم ہوتے ہیں۔ مذہب کی وقعت اسکی نظر سے گر جاتی ہی۔ ہر وقت ترقی دنیا اُسے مدنظر رہتی ہی نماز اس پر گراں۔ روزہ اسپر بار ہو جاتا ہی۔ اے برادران ایمانی انصاف کرو کہ قیامت کے دن جب ساری مخلوقات انسانی میدان حشر میں کھڑی ہوگی تو اسوقت خدائے عادل کیطرف سے کس چیز کا سوال کیا جائیگا۔ کیا یہ دریافت کیا جائیگا کہ دنیا میں تم نے کتنا روپیہ کمایا. کتنی جائداد تم نے پیدا کی۔ کسقدر تمہارے پاس گاؤں تھے۔ تمہارے یہاں کتنے نوکر چاکر تھے۔ تم کس عہدہ پر ملازم تھے کون کون سے حکام وقت تک تمہاری رسائی تھی۔ ان باتوں کا ہرگز سوال نہ ہوگا۔ بلکہ وہاں تو یہ پوچھا جائیگا کہ تم نے خدا کے معاہدے پورے کیوں نہ کئے۔ نماز کیوں نہ پڑھی۔ روزہ کیوں نہ رکھا. زکوٰۃ کیوں نہ دی۔ خمس اور حج کیوں ادا نہ کیا. نماز ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جس کے ضائع کرنے سے دین برباد ہو جاتا ہی جیسا کہ حضور سرور عالم ارشاد فرماتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ عُمُودُ الدِّیْنِ وَمَنْ ضَیَّعَ صَلٰوتَہٗ فَقَدْ ھَدَمَ دِیْنَہٗ یعنی نماز دین کا ستون ہے اور جس نے اپنی نماز ضائع کی اُس نے اپنا دین گرا دیا۔ نماز کے قبول ہونے پر سارے اعمال کا قبول ہونا موقوف ہے جیسا کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا اَلصَّلٰوۃُ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوَاھَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّ مَا سِوَاھَا یعنی اگر نماز قبول ہوئی تو ماسوا نماز کے

جتنے اعمال ہونگے وہ سب قبول ہو جائینگے اور اگر نماز رد ہو گئی تو سارے اعمال
مردود ہو جائیں گے نماز وہ چیز ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے اسی کا سوال ہوگا
جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ یعنی روز قیامت
آدمیوں سے تمام باتوں سے پیشتر نماز کا حساب لیا جاوے گا پس جو شخص نماز کے
متعلق جواب دیگا وہ آگے بڑھیگا۔ اور جن لوگوں نے نماز کو ضایع کیا ہوگا وہ اوندھے
منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے جیسا کہ خدائے عزوجل قرآن میں ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ
مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا پس ان کے بعد
کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی نماز کھودی اور خواہشات نفسانی کے
وہ پیرو ہوگئے پس عنقریب جہنم سے وہ ملاقات کریں گے۔ سورہ مدثر میں بے نمازیونکے
بارے میں ہے۔ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ
الْمُصَلِّيْنَ ط یعنی جنتی بندے گنہگاروں سے یہ دریافت کرتے ہوں گے کہ تمکو بھڑکتی
ہوئی آگ میں کس چیز نے پہنچایا۔ وہ جواب دینگے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ روزہ کے
متعلق حدیث میں ہے اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ لِّلنَّارِ یعنی روزہ سپر ہے آتش جہنم کیلئے۔ زکوٰۃ نہ
دینے والوں کی مذمت میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ
وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ط یعنی جو لوگ جمع کرتے
ہیں سونا اور چاندی (اشرفی اور روپیہ) اور راہ خدا میں اس کو خرچ نہیں کرتے
(زکوٰۃ نہیں دیتے) تو ان کو سخت عذاب کی خبر دیدو جسدن کہ وہ سونا اور چاندی
آتش دوزخ میں تپایا جائیگا پھر اسکے ذریعہ سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور پہلو
اور انکی پشتیں داغی جائیں گی اور ان سے یہ کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے
جمع کیا تھا پس تم اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔ حج کے بارے میں خدا فرماتا ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ط
یعنی خدا کی خوشنودی کیلئے تمام آدمیوں پر حج بیت اللہ واجب ہے جس کو اس تک پہنچنے کی راہ میسر ہو جائے اور جو شخص کافر ہو جائے (حج واجب ادا نہ کرے) تو اللہ سارے عالم سے بے پروا ہے مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ میں وہ وصیت درج ہے جو حضور ختمی منزلت نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو فرمائی تھی جس میں یہ بھی تھا کہ اے علیؑ جو شخص باوجود استطاعت کے حج کو ترک کریگا وہ کافر ہے۔ پھر حضرت نے آیت مذکورہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا اے علیؑ جو کوئی حج کو ٹالتا رہے یہانتک کہ مر جائے تو خداوند عالم روز قیامت اُسکو یہودی یا نصرانی اُٹھائیگا۔

خمس کے واجب ہونے کیمتعلق قرآن میں ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ یعنی اور یہ جان لو کہ جب کسیطرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اُسکا پانچواں حصہ اللہ کا اور رسول کا اور (رسول کے) قرابت داروں اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ہے اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو۔

یہ مال کہ جس کے جمع کرنے میں لوگ کیسی کیسی زحمت اُٹھاتے ہیں۔ اولاد کے کارن مصیتیں جھیلتے ہیں بھلا کوئی بتا تو دے کہ آج تک کوئی اپنے ہمراہ لیگیا۔ لیگیا تو کیا اس مال کا مظلمہ۔ بندگانِ خدا اور خدا کے حقوق۔ زکوٰۃ نہ نکالی خمس نہ دیا۔ حج نہ کیا۔ یتیموں اور بیواؤں کی اُس سے پرورش نہ کی۔ اکثر لوگوں نے وہ مال کمایا تو کیونکر دغابازی سے۔ رشوت سے۔ سود لینے سے۔ زبردستی کسی کا حق دبا لینے سے۔ ناجائز پیشوں سے۔ حرام تجارت سے۔ ناجائز نوکری سے۔ چوری سے جوئے سے۔ حرام کاری سے۔ خیانت سے۔ جھوٹی گواہی دیکر جھوٹا دعوے کر کے وغیرہ وغیرہ۔

میں یہ نہیں کہتا کہ معاش کی تلاش نہ کرو۔ نوکری نہ کرو۔ تجارت نہ کرو ضرور کرو لیکن جائز طور سے کرو جائز طریقہ کیونکر معلوم ہو۔ علم دین کے حاصل کرنے سے ہر حلال و حرام کی شناخت ہوسکتی ہے۔ اور علم دین کیونکر حاصل ہو۔ یہ بات کتاب خدا قرآن اور احادیث نبوی سے جو اہلبیت طاہرین سے منقول ہیں حل ہوسکتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں کیونکر سمجھ میں آئیں۔ عربی پڑھو اور اگر کسی وجہ سے باقاعدہ عربی درسیات نہ پڑھ سکو تو اردو زبان میں دینی کتابیں موجود ہیں انہی کو دیکھو اور اپنے بچوں اور مستورات کو پڑھاؤ۔ عالیجناب مستطاب واعظ بیمثال مداح اہلبیت بے نظیر ذاکر بے بدل مترجم کلام اللہ مولٰنا مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی نے اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دیا بہت سی دینی کتابوں کا اُردو زبان میں بامحاورہ ترجمہ کیا اور مفید کتابیں چھپوائیں اور اسی وجہ سے حسب ارشاد ممدوح اس خادم نے اعتقادیہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا سہل و آسان اُردو میں ترجمہ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ شیعوں کا عقیدہ یہ ہونا چاہیئے جو اس کتاب میں درج ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ میرا ترجمہ ہر شخص کی سمجھ میں آجائے گا۔ میں نے اصل رسالہ کی مشکل عبارتوں کے حل کرنے میں بڑی کوشش سے کام لیا ہے۔ اگر اس پر بھی کہیں ترجمہ غلط ہوگیا ہو یا اصل عبارت کی توضیح نہ ہوئی ہو تو اس کو ناظرین میری عاجزی پر محمول فرماویں اور ملامت کے بدلے دعائے خیر سے یاد کرلیا کریں تاکہ میری روح پر احسان ہو اور آپ کو خداوند عالم جزائے خیر عطا فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وحده
لا شريك له وصلى الله على محمد وآله
الطيبين الطاهرين وسلم تسليما
وحسبنا الله ونعم الوكيل۔

باب في صفة اعتقاد الامامية في التوحيد

قال الشيخ الرباني ابو جعفر محمد بن علي
بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي
الفقيه المصنف لهذا الكتاب اعلم ان
اعتقادنا في التوحيد ان الله واحد
احد ليس كمثله شيء قديم
لم يزل ولا يزال سميعا بصيرا عليما
حكيما حيا قيوما عزيزا قدوسا عالما
قادرا غنيا۔ لا يوصف بجوهر ولا
عرض ولا جسم ولا صورة ولا
خط ولا سطح ولا ثقل ولا خفة ولا
حركة ولا سكون ولا مكان ولا زمان

میں خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں
حمد وثنا خدائے وحدہ لاشریک کیلئے خاص ہی جو سارے
جہانوں کا پروردگار ہی۔ خدا کا درود اور جیسا کہ حق ہی وہ سلام حضرت
محمد مصطفےٰ اور آنکی پاک اور پاکیزہ آل پر نازل ہو۔ خدا ہمارے لئے
کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔

یہ باب اُس عقیدہ کے بیان میں ہی جو فرقہ امامیہ کا توحید میں ہی
شیخ ربانی ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی
فقیہ اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں۔
واضح ہو ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہی کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے
کوئی چیز اُسکی مثال نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا
وہ ہر آواز بے کانوں کے سنتا ہی وہ ہر شے کو بے آنکھ کے دیکھتا
ہے (جانتا ہے)، وہ باخبر ہے اسکا ہر کام بے عیب ہے، وہ
زندہ ہی اسے زوال نہیں۔ وہ غالب ہے وہ پاکیزہ ہے۔ وہ
عالم ہے وہ قادر ہے۔ وہ محتاج نہیں نہ وہ جوہر ہے۔
اور نہ عرض[ع] نہ وہ جسم ہے اور نہ صورۃ نہ وہ خط ہے اور نہ
سطح نہ وہ ثقل ہی نہ خفت نہ وہ حرکت ہی اور نہ سکون نہ وہ
مکان ہی اور نہ زمانہ۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر

ع جوہر وہ ممکن چیز ہی جو اپنے وجود میں ایسے محل اور جگہ کا محتاج نہ ہو جو اس جوہر سے بے پرواہ ہو خواہ اُس جوہر کیلئے کوئی محل ہی نہ ہو جیسے کہ حکماء کے نزدیک نفس ایسا جوہر ہے جسے محل کی ضرورت نہیں ایسا ہی خواہ اس جوہر کیواسطے محل ہو لیکن وہ اس جوہر سے بے پرواہ ہو جیسے بقول حکماء صورۃ وہ جوہر ہے جو مادہ میں سمائی ہوئی ہی مادہ اُسکا محل ہی لیکن وہ صورۃ کا محتاج نہیں۔ ع عرض وہ امکانی چیز ہی جو اپنے وجود میں ایسے محل کی محتاج ہو جو اس عرض سے بے پرواہ ہو جیسے رنگ و القدر وغیرہ ۱۲ جسم وہ ممکن ہی جسمیں لمبائی چوڑائی گہرائی ہو ۱۲ صورۃ وہ جوہر ہے جو جسم کا جزو ہے اور مادہ میں سمایا ہوا ہے ۱۲ خط وہ کنارہ ہے سطح کا جس میں صرف طول ہوتا ہے ۱۲ سطح وہ کنارہ ہی جسم کا جس میں طول اور عرض ہوتا ہے ۱۲

وانہ تعالی متعال عن جمیع صفات خلقہ
خارج عن الحدین حد الابطال
وحد التشبیہ۔ وانہ شیء لا
کالاشیاء احد صمد لم یلد فیورث
ولم یولد فیشارک ولم یکن لہ کفوا
احد ولا ند لہ ولا ضد ولا شبہ
لہ ولا صاحبۃ لہ ولا مثل لہ ولا
نظیر ولا شریک لہ ولا مشیر لہ
لا تدرکہ الابصار وہو یدرک
الابصار وہو اللطیف الخبیر ولا
یدرکہ الاوہام وہو یدرکہا
ولا تاخذہ سنۃ ولا نوم وہو
خالق کل شیء لا الہ الا ہو لہ
الخلق ولہ الامر تبارک اللہ
رب العالمین۔ ومن قال
بالتشبیہ فہو مشرک۔ ومن
نسب الی الامامیۃ غیر ما
وصف فی التوحید فہو کاذب
وکل خبر یخالف ما ذکرت فی التوحید
فہو موضوع مخترع۔ وکل حدیث

ہے۔ اللہ دونوں حدوں عہ سے خارج ہے۔ نہ حد ابطال
میں ہے (کہ اس کیلئے کمال نہو) اور نہ حد تشبیہ میں
ہے (کہ اسکا کمال مخلوق کے مشابہ ہو) وہ ہی شے ہے مگر اشیاء کے
مانند نہیں وہ یکتا بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا کہ
اُسے اپنا وارث بنائے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا کہ
اُسکا شریک کہلائے۔ اسکا ہمسر نہیں ہم رتبہ
نہیں۔ ضد نہیں شبیہ نہیں۔ اسکے زوجہ نہیں۔
مثل نہیں نظیر نہیں۔ اسکا کوئی شریک نہیں۔
مشیر کار نہیں (دنیا اور آخرت میں) آنکھیں اُسے
دیکھ نہیں سکتیں وہ آنکھوں کے حال سے باخبر ہے وہ
باریک بین خبردار ہے۔ وہم و خیال اُسے پا نہیں سکتا۔
وہ (بندوں کی) خیالی باتوں کو معلوم کر لیتا ہے۔ نہ اُسے
اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کے
سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی پیدا کرنیوالا ہے اور وہی حاکم
ہے۔ بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب
ہے۔ جو شخص خدا کو تشبیہ دے وہ مشرک ہے۔ جو شخص
مذہب امامیہ کیطرف اُن عقائد کے ماسوا کو نسبت دے
جو توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے اور جس روایت کا
مضمون اُن عقیدوں کے مخالف ہو جو توحید میں بیان
ہوئے وہ موضوع اور من گھڑت ہوگی جس خبر کا مضمون

عہ اس عبارت سے دو فرقوں کی رد مقصود ہے ایک وہ فرقہ جسکا عقیدہ یہ ہے کہ خدا میں نہ کمال ہے نہ وہ کسی صفت کیساتھ موصوف ہے دوسرا وہ گروہ جو کہتا ہے کہ خدا کی صفتیں صفات مخلوق کے مشابہ ہیں الحاصل خدا صاحب کمال بھی ہے اور اسکی صفات اوصاف مخلوق کے مانند نہیں ہیں ۱۲

لایوافق کتاب اللہ فھو باطل
وجد فی کتب علمائنا فھو
مدلس۔ والاخبار التی یتوھمھا
الجھال تشبیھا للہ بخلقہ
فمعانیھا محمولۃ علی مافی القرآن
من نظائرھا لان مافی القرآن
(پارہ ۲۰ رکوع ۱۲ سورہ قصص)
کل شیئ ھالک الا وجھہ
ومعنی الوجہ الدین والوجہ الذی
یوتی اللہ منہ ویتوجہ بہ الیہ
وفی القرآن یوم یکشف عن
ساق ویدعون الی
السجود فالساق
وجہ الامر وشدتہ
وفی القرآن ونفخت
فیہ من روحی وھو
روح مخلوقۃ جعل اللہ

کتاب خدا کیموافق نہ ہو وہ خبر باطل ہی۔ اور اگر ہمارے علماء کی کتابوں میں ایسی روایت پائی جائے تو وہ مدلس ہوگی۔ جن روایتوں سے جاہلوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اُن میں خدا کو مخلوق سے تشبیہہ دیگئی ہی تو اُنکے وہی معانی لینے چاہئیں جو اس طور کی آیتوں کا مقصود ہے۔ مثلاً قرآن میں ہی سوائے وجہ خدا کے ہر چیز فنا ہو جائیگی۔ وجہ کے معنی اس آیت میں دین اسلام ہی اور وجہ بمعنی ذریعہ اور وسیلہ بھی ہی۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ معرفت خدا حاصل کرنیکا ذریعہ اور اسکی طرف توجہ کا وسیلہ فنا نہ ہوگا۔

اور قرآن میں ہی روز قیامت ساق ظاہر ہو جائیگی اور لوگوں کو سجدہ کا حکم دیا جائیگا۔ اس آیت میں ساق کے کھلنے سے قیامت کی سختی اور پوشیدہ باتوں کا ظاہر ہونا مراد ہے قرآن میں ہی اور میں نے اپنی روح (آدم و عیسیٰ کے بدن میں) پھونکی یعنی جو روح خدا کی پیدا کی ہوئی تھی وہ اُس نے حضرت آدم اور

مدلس وہ حدیث ہی جسکو مخالف مذہب نے دھوکا دینے کیلئے شیعوں کی طرف منسوب کر دیا ہو کشف عن ساق عرب کا محاورہ ہے سختی اور گھبراہٹ کے موقع پر یہ محاورہ مستعمل ہوتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہی کہ عرب کے لوگ نیچے نیچے کرتے پہنتے تھے اور جب کسی لڑائی سے بھاگتے تھے تو کرتے اوپر اٹھا لیتے تھے جس سے اُن کی پنڈلیاں کھل جاتی تھیں۔ دیکھنے والا سمجھ لیتا تھا کہ یہ لوگ گھبرائے ہوئے ہیں۔ عرب کے شاعر نے ساق کے کھلنے سے سختی اور شدت کا ظاہر ہونا مراد لیا ہی جیسا کہ وہ کہتا ہی شعر کشفت لھم عن ساقھا وبدا من الشر الصراح یعنی لڑائی نے ان کیلئے اپنی ساق کھولدی اور خالص جنگ نمایاں ہوگئی کہ امید فتح باقی نہ رہی مطلب یہ ہے کہ سخت لڑائی ہونے لگی۔ اسیطرح اس آیت میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا مراد یہ ہی کہ قیامت ایسا ہولناک دن ہوگا کہ ہر قسم کی سختی اسدن ہویدا ہو جائیگی۔ اس روز لوگوں کو سجدہ کا حکم ہوگا پس جنہوں نے دنیا میں نماز پڑھی ہوگی وہ سجدہ کر لینگے اور بے نمازیوں کی کمریں ایسی سخت ہو جائینگی کہ ہرگز وہ لوگ سجدہ نکر سکیں گے جسکے سبب سے اُنپر مار پڑیگی وہ آگ کے دُرّے لگائے جائیں گے ۱۲ مترجم بدایونی

منها فی آدم و عیسیٰ وانما قال
روحی کما قال بیتی و عبدی
وجنتی وناری وسمائی وارضی
وفی القرآن بل یداہ
مبسوطتان یعنی نعمۃ الدنیا
ونعمۃ الآخرۃ وفی القرآن
(پارہ ۲۷ رکوع ۲ سورہ ذاریات)
والسماء بنیناها باید والاید
القوۃ ۔ ومنہ قولہ تعالیٰ واذکر عبدنا
(پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ سورہ ص)
داؤد ذا الاید یعنی ذا القوۃ وفی
(پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ سورہ ص)
القرآن یا ابلیس ما منعک ان
تسجد لما خلقت بیدی یعنی
بقوتی وقدرتی وفی القرآن
(پارہ ۲۴ رکوع ۱۴ سورہ زمر)
والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ یعنی
ملکہ لا یملکہا معہ احد وفی القرآن
(پارہ ۲۴ رکوع ۴ سورہ زمر)
والسموات مطویات بیمینہ وفی القرآن
(پارہ ۳۰ رکوع ۱۴ سورہ فجر)
وجاء ربک والملک صفا صفا یعنی
(پارہ ۳۰ رکوع ۸ سورہ مطففین)
جاء امر ربک ۔ وفی القرآن کلا انہم
عن ربہم یومئذ لمحجوبون یعنی عن ثواب ربہم
(پارہ ۲ رکوع ۹ سورہ بقر)
وفی القرآن هل ینظرون الا ان یاتیہم
اللہ فی ظلل من الغمام ای عذاب اللہ

جناب عیسیٰ کے بدنوں میں ڈالی اور خدا نے جو فرمایا میری
روح (یہ نسبت مجازی ہے) جیساکہ اس نے فرمایا میرا
گھر۔ میرا بندہ۔ میری جنت۔ میرا دوزخ۔ میرا آسمان
اور میری زمین۔ قرآن میں ہے خدا کے دونوں ید دراز ہیں۔
(ید بمعنی نعمت ہی) دونوں ید سے دنیا کی نعمت اور آخرت کی
نعمت مراد ہے اور قرآن میں ہے ہم نے آسمان کو اید سے
بنایا یعنی قوت سے بنایا۔ اید بمعنی قوت ہے اور لفظ اید
کے یہی معنی اس آیت میں ہیں کہ یاد کرو ہمارے بندہ داؤد
کو جو صاحب اید یعنی صاحب قوت تھا قرآن میں ہے
(خدا نے فرمایا اے ابلیس تو نے اسکو سجدہ (تعظیمی)
کیوں نہیں کیا جسکو میں نے اپنے دونوں ید یعنی اپنی
قوت و قدرت سے پیدا کیا ہے۔ قرآن میں ہے روز قیامت
ساری زمین خدا کے قبضہ[عہ] میں ہوگی یعنی صرف خدا کی
ملک ہوگی کوئی اور خدا کا ساجھی نہ ہوگا۔ قرآن میں ہے
تمام آسمان خدا کی یمین سے لپیٹ دئے جائینگے قرآن میں
ہے تمہارا رب آئیگا اور فرشتے صف بصف حاضر ہونگے
مراد یہ ہے کہ تمہارے رب کا حکم آئیگا۔ قرآن میں ہے وہ لوگ
یعنی کفار اپنے رب سے محروم رہیں گے یعنی اسکے ثواب سے
محروم رہیں گے قرآن میں ہے انہیں تو اب اسی بات کا انتظار
ہے کہ بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس خدا آئے یعنی اسکا

عہ اس آیت میں قبضہ مٹھی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ملکیت یعنی قدرت ہے

پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ سورہ قیمہ

وفی القران وجوہ یومئذ ناضرۃ
الیٰ ربہا ناظرۃ یعنی منتہیۃ ینتظر

پارہ ۱۶ رکوع ۱۳ سورہ طٰہٰ

ثواب ربہا۔ وفی القرآن ومن یحلل
علیہ غضبی فقد ھوٰی غضب اللہ
عقابہ ورضاہ ثوابہ وفی القرآن

پارہ ۷ رکوع ۶ سورہ مائدہ

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک
یعنی تعلم غیبی ولا اعلم غیبک و
فی القرآن ویحذرکم اللہ نفسہ

پارہ ۳ رکوع ۱۱

ای عقابہ وفی القرآن۔ ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی
یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ
وفیہ ھو الذی یصلی علیکم
وملائکتہ فالصلوۃ من اللہ
رحمۃ ومن الملائکۃ استغفار
وتزکیۃ ومن الناس دعاء وفی
القرآن ومکروا ومکر اللہ
واللہ خیر الماکرین وفیہ
یخادعون اللہ وھو خادعھم
وفیہ اللہ یستہزئ بہم وفی
القرآن۔ سخر اللہ منہم۔

عذاب آئے۔ قرآن میں ہی روز قیامت اکثر چہرے بارونق
ہونگے۔ اپنے پروردگار کیطرف دیکھ رہے ہونگے۔ یعنی
اکثر چہرے چمکتے ہونگے اور اپنے رب کے ثواب کی راہ تک
رہے ہونگے۔ قرآن میں ہی خدا فرماتا ہی جس پر میرا غضب
نازل ہوا وہ ہلاک ہوگیا۔

غضب خدا کا اسکا عذاب ہے اور رضا خدا اسکا ثواب ہے
قرآن میں ہی حضرت یوسف نے عرض کیا خدایا، تو میرے دلکی
باتوں سے واقف ہی میں تیرے رموز سے آگاہ نہیں
یعنی تو میرے راز کو جانتا ہے اور میں تیرے بھیدوں
کو نہیں جانتا قرآن میں ہی خدا تم کو اپنے نفس سی ڈراتا ہی۔
نفس سی عذاب مراد ہی۔ قرآن میں ہے خدا اور اُس کے
فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود
بھیجو۔ دوسری آیت میں ہی خدا اور اسکے فرشتے تم پر صلوات
بھیجتے ہیں۔ صلوٰۃ خدا سے اسکی رحمت اور صلوٰۃ ملائکہ
سے طلب بخشش اور رسول اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا
اور آدمیونکی صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔ قرآن میں ہے اُن
لوگوں نے مکر کیا اور خدا نے مکر کیا اور خدا مکر کرنیوالوں میں
بہتر ہے۔ قرآن میں ہی وہ لوگ خدا سے دھوکہ بازی کرتے
ہیں اور خدا اُن سے خدع کرنیوالا ہے۔ قرآن میں ہے
خدا ان سے ہنسی کرتا ہی۔ قرآن میں ہی خدا اُن سے

عہ اس آیت میں خدا کی طرف نظر کرنے سے اس کے ثواب کا انتظار مراد ہے ۱۲ مترجم بدایونی

وفيه نسوا الله فنسيهم يعنى ذالك انه يجازيهم جزاء المكر وجزاء المخادعة وجزاء الاستهزاء وجزاء السخرية وجزاء النسيان وهوان ينسيهم انفسهم لانه عزوجل فى الحقيقة لا يمكر ولا يخادع ولا يستهزى ولا يسخر ولا ينسى تعالى الله عن ذالك علواً كبيرا۔

وليس يرد فى الاخبار التى يشنع بها اهل الخلاف والالحاد الا مثل هذه الالفاظ ومعانيها معانى الفاظ القرآن

باب الاعتقاد فى صفات الذات وصفات الافعال

قال الشيخ ابو جعفر كلما وصفنا الله بصفة من صفات ذاته فانما نريد

سخریہ کرتا ہے قرآن میں ہے وہ لوگ خدا کو بھول گئے خدا نے انکو فراموش کیا ان سب آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ خدائے عزوجل مکر کرنیوالوں کو مکر کی جزا و ہو کا بازوں کو دہوکے کی سزا۔ ہنسی کرنیوالوں کو ہنسی کا بدلا۔ مسخروں کو ٹھٹے کا نتیجہ۔ بھولنے والوں کو فراموشی کا عقاب[ع] دیتا ہے۔ وہ یہ کہ وہ لوگ اپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہیں کیونکہ درحقیقت خدا نہ مکر کرتا ہے اور نہ دہوکا دیتا ہے اور نہ ہنسی کرتا ہے اور نہ مسخراپن اور نہ اُسے نسیان عارض ہوتا ہے (یہ سب باتیں عیب ہیں) خدا ان باتوں سے بجید بلند و برتر ہے جن حدیثوں پر مخالفوں اور بے دینوں کے حملے ہوتے ہیں ان میں اسی قسم کے الفاظ وارد ہو گئے ہیں لہذا اُن لفظوں کے وہی معانی لینے چاہیئے جو قرآن مجید میں ان الفاظ کے معنی لیے گئے ہیں۔

اس باب میں خدا کی صفات ذات اور صفات فعل کے متعلق عقیدہ کا بیان ہے

شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ جب ہم خدا کی کوئی ایسی صفت بیان کرتے ہیں جسکا تعلق اسکی ذات سے

ع عربی زبان میں سزا کا وہی نام رکھ لیا جاتا ہے جو اس فعل کا نام ہوتا ہے جس کی سزا دیجاتی ہے مثلاً قرآن میں ہے جزاء سيئة سيئة مثلها یعنی بدکاری کی سزا بدی ہے۔ فعل بد کو عربی میں سیئہ کہتے ہیں اور فعل بد کی سزا کو بھی سیئہ کہتے ہیں ابو الغول طہوری عرب کا مستند شاعر کہتا ہے شعر۔ فنکب عنہم درا الاعادی وداووا بالجنون من الجنون بنی مازن کی تلوار نے بنی وائل اور بنی یربوع کا اسطور سے دفعیہ کیا کہ جیسے دشمن کو دفع کرتے ہیں اور جنون کا علاج جنون سے کیا۔ اس شاعر نے جنون یعنی لڑائی کی سزا کو جنون سے تعبیر کیا ہے۔ عمر بن کلثوم تغلبی کہتا ہے شعر الا لا یجهلن احد علینا فنجهل فوق جهل الجاهلینا خبردار ہو جاؤ کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی شخص جہالت نہیں کر سکتا۔ کہ ہم تو جاہلوں سے بڑھکر جہالت کرنے پر قدرت رکھتے ہیں یعنی ہم سے کوئی لڑ نہیں سکتا کہ ہم لڑنیوالوں کو بڑی سزا دیتے ہیں اس شاعر نے جہالت کی سزا کو جہالت کہا ہے اسیطرح ان آیتوں میں بھی مکر کی سزا کو مکر اور دہوکے کی سزا کو دہوکہ ٹھٹے کی سزا کو ٹھٹا اور مسخرا پن کی سزا کو مسخرہ اور فراموشی کی سزا کو فراموشی سے تعبیر کیا گیا ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔ ع شیخ مفید تحریر کرتے ہیں کہ نسیان کے لغوی معنی ترک کر دینے کے ہیں اور نسیان کے معنی تاخیر میں ڈالدینے کے بھی ہیں لہذا آیۂ نسوا الله فنسيهم کے معنی یہ ہونگے کہ یہ لوگ خدا کی اطاعت و عبادت ترک کر دیتے ہیں خدا ان کو ثواب دینا ترک کر دیگا ۱۲۔

بكل صفة هو نافي ضدها عنه
عز وجل ونقول لم يزل الله تعالى
سميعا بصيرا عليما حكيما قادرا
عزيزا حيا قيوما واحدا قديما
وهذه صفات ذاته

ولا نقول انه عز وجل لم يزل خالقا
فاعلا شائيا مريدا
راضيا ساخطا رازقا
وهابا متكلما لان هذه
الصفات افعال محدثة
لا يجوز ان يقال لم يزل
الله موصوفا بها۔

ہے تو غرض ہماری یہ ہوتی ہے کہ خدا سے اس صفت
کی ضد متعلق نہیں ہو سکتی مثلاً ہم کہتے ہیں خدا ہمیشہ
سے سمیع و بصیر ہے۔ عالم ہے جاہل نہیں، صاحب حکمت ہے
قادر ہے عاجز نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں، زندہ ہے
مُردہ نہیں، قیوم ہے اسے زوال نہیں، قدیم ہے ایک ہے اسکا
شریک نہیں، یہ سب صفات ذات کہلاتی ہیں اور عین
ذات ہیں،

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے فاعل ہے۔ ارادہ اور
مشیت اسکی مخلوق سے برابر متعلق ہو رہی ہے۔ وہ ہمیشہ
سے راضی ہے اور کسی سے ناراض ہے۔ وہ برابر قدیم سے روزی دیتا
ہے سخاوت کرتا ہے سو وہ ازل سے کلام پیدا کرنیوالا ہے۔ وجہ
یہ ہے کہ یہ سب صفتیں صفات فعل ہیں اور حادث ہیں۔
خدا کی ذات کو ہمیشہ سے ان صفتوں کیساتھ موصوف ماننا جائز نہیں۔

عہ یعنی خدا دیکھنے اور سننے کی چیزوں سے ناواقف نہیں ۱۲ منہ یعنی خدا کا کوئی کام ناقص اور بے عیب نہیں ہوتا یعنی وجود خدا کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا ۱۲ صفات ذات وہ صفتیں ہیں جن کیساتھ خدا کی ذات ہمیشہ سے موصوف ہے۔ اور ذات الٰہی کو ان سے خالی ماننا محال ہے مثلاً اللہ کا عالم ہونا۔ قادر ہونا۔ با اختیار ہونا۔ ازلی ہونا۔ ابدی ہونا غنی ہونا۔ زندہ ہونا۔ یکتا ہونا۔ صادق ہونا وغیرہ ۱۲ مترجم بدایونی۔ صفات فعل وہ صفتیں ہیں جو خدا کے فعل سے متعلق ہوتی ہیں جیسا کام وہ کرتا ہے ویسی صفت سے وہ موصوف کہلاتا ہے۔ مثلاً اس نے کسی کو پیدا کیا خالق کہلایا۔ کسی کو رزق دیا رازق اسکا نام ہو گیا ان صفات کیساتھ خدا کی ذات کا ہمیشہ سے متصف ہونا لازم نہیں بلکہ ذات خدا کو ان صفتوں سے خالی ماننا جائز ہے ہمیشہ سے اس کا ان صفتوں سے موصوف جاننا جائز نہیں ۱۲

ے عقیدہ یہ ہے کہ خدا سے ہر ایک فعل کا ہمیشہ صادر ہونا لازم نہیں ہے بلکہ افعال کا صدور کسی حکمت اور مصلحت پر موقوف ہوتا ہے۔ چونکہ فعل کا حادث ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے صفات فعل کا بھی حادث ہونا ضروری ہوا۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا سے ہمیشہ سے افعال صادر ہو رہے ہیں۔ موجب کفر ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق ہے تو وہ لوگ جن کو اس نے پیدا کیا اور روزی عنایت فرمائی ان کو بھی خدا کی طرح قدیم ماننا پڑے گا۔ حالانکہ خدا کے سوا کوئی چیز قدیم نہیں۔ اسی طرح جس مخلوق سے اس کا ارادہ اور اس کی مشیت متعلق ہوئی یا جس سے خدا راضی ہوا یا جس پر خدا نے عذاب کیا یا جس کو اس نے نعمت دی یا جس چیز میں اس نے کلام پیدا کیا۔ اگر یہ سب چیزیں ہمیشہ سے مانی جائیں تو سب قدیم کہلائیں گی اور چند چیزوں کے قدیم جاننے سے اسلام رخصت ہو جائے گا لہذا ضروری ہوا کہ خدا کی ذات تو ہمیشہ سے ہے لیکن خالق وغیرہ ہونے کی صفت اسوقت اس سے متعلق ہوئی کہ جب یہ افعال اس سے صادر ہوئے ہاں خدا میں ان باتوں کی قدرت ہمیشہ سے تھی اگرچہ اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا تھا۔ روزی عطا نہیں فرمائی تھی ۱۲ مترجم بدایونی۔

باب الاعتقاد فی التکلیف

قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی التکلیف هو ان الله لم یکلف عباده الا دون ما یطیقون کما قال لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا والوسع دون الطاقه، قال الصادقؑ والله ما کلف الله العباد الا دون ما یطیقونه لانه انما کلفهم فی کل یوم و لیلة خمس صلوات وکلفهم فی کل سنة صیام ثلثین یوما و کلفهم فی مائتی درهم خمسة دراهم وکلفهم فی العمر حجة واحدة وهم یطیقون اکثر من ذالک

(تکلیف کے متعلق عقیدہ)

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو انکی طاقت سے کم تکلیف دی ہے جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔ خدا ہر نفس کو بقدر اسکی وسعت کے تکلیف دیتا ہے۔ (عربی محاورہ میں، طاقت سے گھٹے ہوئے درجہ کا نام وسعت ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا بخدا قسم اللہ نے اپنے بندوں کو اتنی ہی تکلیف دی ہے جو ان کی طاقت سے کم ہے۔ اسلئے خدا نے شب و روز میں صرف پانچ نمازیں اپنے بندوں پر فرض کی ہیں۔ اور سال بھر میں صرف تیس روزے (یعنی ماہ رمضان کے روزوں) کی تکلیف دی ہے اور ہر دو سو درہموں میں (سال بھر کے بعد) پانچ درہم زکوٰۃ دینی واجب کی ہے اور عمر بھر میں صرف ایک حج کی تکلیف دی ہے۔ حالانکہ بندے اس سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔

(باب الاعتقاد فی افعال العباد)

قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی افعال العباد انها مخلوقة خلق تقدیر لا خلق تکوین و معنی ذالک انه لم یزل الله

(افعال عباد کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں افعال بندگان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بخلق تقدیری[1] خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ بخلق تکوینی[2] خدا کی مخلوق نہیں ہیں خلق تقدیری کے معنی یہ ہیں کہ خدا ہمیشہ سے بندوں کے افعال سے باخبر ہے

---

[1] خلق تقدیری سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے بندوں کو پیدا کیا اور اچھے برے کاموں کی قوت انہیں عطا فرمائی اب بندے اس قوت سے جو کچھ کرتے ہیں خدا کو سب معلوم ہے ۱۲ [2] خلق تکوینی سے مراد یہ ہے کہ خدا افعال کو بندوں میں خود پیدا کر دے یعنی ان کے اعضاء پر جاری کر دے مثلاً کسی نے چوری کی تو کہا جائے کہ خدا نے چوری کی معاذ اللہ

عالما بمقاديرها

باب الاعتقاد في نفي الجبر والتفويض

قال الشيخ اعتقادنا في ذلك قول الصادق عليه السلام لا جبر ولا تفويض بل امر بين بين فقيل له وما امر بين بين فقال ذلك مثل رجل رأيته على معصية فنهيته فلم ينته فتركته ففعل تلك المعصية فليس حيث لا يقبل منك فتركته كنت الذي امرته بالمعصية

باب الاعتقاد في الارادة والمشية

قال ابو جعفر اعتقادنا في ذلك قول الصادق عليه السلام شاء الله و اراد ولم يحب ولم يرض شاء الله ان يكون

اور اُنکے اندازے یعنی اچھائی برائی سے آگاہ ہے

(جبر و تفویض کی نفی کا عقیدہ)

شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس کے متعلق ہمارا عقیدہ وہ ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے نہ جبر ہے نہ تفویض بلکہ ایک امر ہے جو بین بین ہے کسی نے عرض کیا وہ بین بین کیا ہے۔ فرمایا اسکی مثال یہ ہے کہ تم کسی شخص کو بُرے کام پر آمادہ دیکھکر اُسے منع کرو لیکن وہ تمہاری بات نہ مانے پس تم اُسے چھوڑ دو اور وہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اُسکے قبول نہ کرنے کا اور تمہارے چھوڑ دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم نے اسکو گناہ کا حکم دیا ہے

(ارادہ اور مشیت خدا کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں اسمیں ہمارا عقیدہ وہ ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اور دوست نہیں رکھتا اور راضی نہیں ہوتا۔ یہ چار باتیں ہیں۔ شاء اللہ

ع۵ جبریہ وہ گروہ ہے جو کہتا ہے بندے بالکل مجبور ہیں اچھا برا کام خدا ہی کرتا ہے مفوضہ وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ خدا نے ہر کام بندے کے سپرد کر دیا ہے جو اسکا جی چاہے کرے۔ خدا اسکے کاموں میں دخل نہیں دیتا۔ یہ دونوں عقیدے باطل ہیں ۱۲ مترجم بدایونی تفویض کے دوسرے معنی ہیں کہ غالیوں کا ایک فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد اور حضرت علی کو پیدا کر کے ساری دنیا کا انتظام ان کے سپرد کر دیا ہے پس یہی دونوں پیدا کرتے ہیں۔ روزی دیتے ہیں۔ مار ڈالتے ہیں۔ یہ عقیدہ شرک ہے ۱۲ مترجم بدایونی ع۶ یہی مطلب اس صورت میں بھی ہے کہ خدا اپنے بندے کے افعال دیکھتا ہے اور اس نے بدکاری سے منع بھی کر دیا ہے اس نے ہرگز گناہ کا حکم نہیں دیا اور نہ ان کو بکمخت آنا دی دیکر بے مہار چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ خدائے عز و جل ان کی ہدایت کے لئے نبی بھیجتا۔ کتابیں ارسال کر کے حلال و حرام کی تکلیف نہ دیتا جنت و دوزخ پیدا کرتا ہے بیگناہ کے لئے جنت بدکار کے لئے دوزخ قرار دیتا۔ قرآن میں یہ نہ فرماتا کہ جو شخص جیسا کریگا ویسا نتیجہ دیکھیگا۔ انہی باتوں سے تو معلوم ہو گیا کہ جبریہ اور مفوضہ دونوں کا عقیدہ باطل ہے ۱۲ مترجم بدایونی ع۷ ارادہ اور مشیت خدا کے چند معنی ہیں۔ اول علم بمصلحت یعنی جیسی مصلحت ہوتی ہے ویسا کام خدا کرتا ہے دوسرے بمعنی فعل یعنی کسی کام کا کرنا ہی ارادہ ہے جیسے انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا تیسرے بمعنی مصلحت و رضی مثلا یرید اللہ بکم الیسر چوتھے بمعنی امر یعنی حکم دینا جیسے خدا اپنے بندوں سے طاعت کا ارادہ کرتا ہے یعنی طاعت کا حکم دیتا ہے اور معصیت اور نافرمانی کا ارادہ نہیں کرتا یعنی حکم نہیں دیتا ہے پانچویں بمعنی علم جیسا کہ حدیث میں ہے جو کچھ دنیا میں پیدا ہوتا ہے خدا کے ارادے سے ہوتا ہے یعنی اُسے معلوم ہے چھٹے بمعنی تسہیل یعنی کسی کام کو سہل و آسان کر دینا۔ ساتویں بمعنی تمکین یعنی قدرت دینا آٹھویں بمعنی تخلیہ یعنی کسی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا ۱۲ ارشادیہ۔ واضح ہو جبکہ لفظ ارادہ کے بہت سے معانی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہر جگہ ایک ہی معنی مراد لئے جائیں بلکہ جیسا موقع اور محل ہو اسی معنی میں اس لفظ کو استعمال کرنا چاہیئے ۱۲ مترجم بدایونی۔

شیئ الا بعلمه وارادہ مثل ذالک و
لم یحب ان یقال له ثالث ثلثه ولم یرض
لعباده الکفر وقال عز وجل انک
لا تهدی من احببت ولکن الله
یهدی من یشاء وقال وما تشاؤن
الا ان یشاء الله وقال تعـ
ولو شاء ربک لآمن من فی
الارض کلهم جمیعا افانت تکره
الناس حتی یکونوا مؤمنین وقال تعـ
وما کان لنفس ان تؤمن الا باذن
الله. وکما قال تعـ وما کان لنفس
ان تموت الا باذن الله کتابا مؤجلا
وکما قال تعـ یقولون لو کان لنا
من الامر من شیء ما قتلنا
ههنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز
الذین کتب علیهم القتل الی مضاجعهم
وقال تعـ ولو شاء ربک ما فعلوه فذرهم
وما یفترون وقال تعـ ولو شاء الله ما اشرکوا

کے معنی یہ ہیں جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے خدا کو معلوم ہے
ارادَ اللّٰہُ کے بھی یہی معنی ہیں لَمْ یُحِبَّ (کی مثال) یہ ہے
کہ خدا پسند نہیں کرتا ہے اس بات کو کہ یوں کہا جائے کہ خدا تین
میں کا ایک ہے اور لَمْ یَرْضَ کے معنی یہ ہیں کہ خدا اپنے بندوں
کے کفر سے راضی نہیں خدا فرماتا ہے (اے رسول تم کسیکو
راہ راست پر نہیں لا سکتے لیکن خدا جسے چاہے ہدایت کرے
اور فرمایا تم لوگ چاہو گے نہیں مگر اللہ جسکو چاہے اور فرمایا اگر
تمہارے رب کی مرضی ہوتی تو زمین والے سب کے سب بے جبر
ایمان لاتے (اے رسول) کیا تم ان لوگوں پر جبر[ع۱] کرو گے
کہ یہ سب کے سب مومنین ہو جائیں (کسی پر جبر نہ کیجیو) فرماتا ہے کوئی
شخص بغیر اذن خدا ایمان نہیں[ع۲] لاتا جیسا کہ فرمایا ہر ذی حیات
خدا کے مقرر کئے ہوئے وقت پر اسکے اذن سے مرتا ہے۔ اور اسی
طرح اس نے فرمایا وہ لوگ یہ کہتے ہیں اگر ہمیں کچھ بھی اختیار
ہوتا تو ہم اس جگہ قتل نہ کئے جاتے۔ (اے رسول) تم
انسے کہدو اگرچہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن
لوگوں کا قتل ہونا مقرر ہو چکا تھا وہ ضرور اپنے مقتل میں نکل
آتے خدا فرماتا ہے اگر تمہارے رب کو (زبردستی) منظور ہوتا تو یہ لوگ
ایسا نہ کرتے اب تم انہیں چھوڑ دو افترا[ع۳] کرنے دو نیز فرمایا اگر

ع۱ لیکن ہماری مرضی تو یہ ہے کہ بندے اپنی خوشی سے اسلام لائیں تاکہ ثواب پائیں (م) (مجمع البیان) ع۲ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ کافر رہے
انہیں اسلام لانیکے لئے خدا کا حکم ہی نہ تھا کیونکہ اللہ نے تو اپنے بندوں کو اسلام لانے کا حکم دیا ہے لیکن مجبور نہیں کیا۔ اب جو لوگ مسلمان ہوگئے
وہ حکم خدا کے پابند ہوئے اور جو کافر رہے وہ خدا کے مخالف ہیں (مترجم) ع۳ [illegible] خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ انہیں افترا کرنے دو۔ کسی کو بجبر مسلمان
نہ بنانا جیسا کہ تم کو تمہارے بعضے اصحاب نے مشورہ دیا ہے کہ اب ان کافروں کو زبردستی مسلمان بنانا چاہیئے۔ وجہ اس ڈھیل
دینے کی یہ ہے کہ دنیا جائے امتحان ہے۔ یہاں جو شخص جیسا کام کرے گا۔ ہم روز قیامت اس کو جزا یا سزا
دیں گے۔ (مجمع البیان) مترجم

پارہ ۱۲ رکوع ۱۵

وقال تعہ ولو شئنا لاٰتینا کل نفسٍ ھدٰھا

وقال تعہ فمن یرد اللّٰہ ان یھدیہ یشرح

پارہ ۸ رکوع ۲

صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ

یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد

رکوع ۲

فی السماء وقال تعہ یرید اللّٰہ لیبین لکم

ویھدیکم سنن الذین من قبلکم

ویتوب علیکم۔ وقال تعہ یرید

رکوع ۴۶

اللّٰہ ان لا یجعل لھم حظاً

فی الاٰخرۃ وقال تعالیٰ

یرید اللّٰہ ان یخفف عنکم

رکوع ۲

وقال تعہ یرید اللّٰہ بکم الیسر

ولا یرید بکم العسر

رکوع ۵

وقال تعالیٰ واللّٰہ یرید

ان یتوب علیکم ویرید

الذین یتبعون الشھوات

خداکو جبر منظور ہوتا وہ لوگ شرک نہ کرتے۔ نیز فرمایا اگر ہم
چاہتے تو (بزور) ہر شخص کو راہ ہدایت پر لے آتے۔ نیز فرمایا جس
شخص کے متعلق خداکی یہ مصلحت ہوتی ہے کہ اسکو (اپنی مہربانی)
سے ہدایت پر رکھے تو اسکے سینہ کو کشادہ کردیتا ہی اور جسکو
اپنی کرامت سے دور رکھنا چاہتا ہی تو اسکے سینہ کو تنگ
اور ٹھوس بنادیتا ہی (یہ سزا ہی اسکے اسلام نہ لانیکی) گویا وہ شخص
بزور آسمان کیطرف چڑھنا چاہتا ہی۔ نیز فرماتا ہی خدا کا ارادہ
یہ ہی کہ تمہارے واسطے (احکام دین و دنیا) بیان کردے اور
تم کو اُن لوگوں کے طریقے دکھائے جو تم سے پہلے ہوچکے
اور تمہاری توبہ قبول فرمائے اور اسکی مشیت یہ ہی کہ وہ کافروں
کیلئے آخرت میں (ثواب کا) کوئی نصیبہ قرار نہ دے۔ نیز فرمایا
اللّٰہ کی مصلحت یہ ہی کہ وہ تمہاری تکلیف کو سہل کردے۔ نیز
فرماتا ہی خدا تم سے آسانی کا خواہاں ہی وہ تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا
نیز فرمایا خدا چاہتا ہی کہ وہ تمہاری توبہ قبول فرمائے اور جو
لوگ اپنی خواہشوں کے پیرو ہیں اُن کا قصد یہ ہے کہ تم

ع اگر خدا کو منظور ہوتا تو تمام بندے مومن اور معصوم ہوجاتے پھر نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ کوئی گناہ کرتا۔ نہ جنت بنانیکی ضرورت ہوتی نہ دوزخ کے بنانیکی حاجت ہوتی
نہ خدا کو احکام بھیجنا پڑتے مگر ویسا ہو کر جائے امتحان نہیں اسلئے خدا نے جنت و دوزخ بھی بنائے اچھائی برائی بتانے کیلئے انبیاء بھی بھیجے اچھی باتوں کا اُسنے حکم دیا برے کاموں سے
اُسنے روکا بندوں کو اُسنے دو قوتیں عطا فرمائیں ایک وہ قوت جو گناہ کیطرف راغب کرتی ہی دوسری وہ قوت جو گناہ سے روکتی ہی خدا نے یہ دونوں قوتیں بندوں کے اختیار میں دیدی ہیں چاہیں
گناہ کریں چاہیں گناہ سے بچیں اور یہی بتادیا جو گناہ کریگا وہ دوزخی ہی اور جو گناہ سے بچیگا وہ جنتی ہی ۱۲ غ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہی کہ خدا اپنے بندوں کو گمراہ کرتا ہی کہ اُسنے انکے دل تنگ
کردئیے اب وہ لوگ اسلام کیطرف رغبت ہی نہیں کرسکتے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں اسکی سزا میں خدا ان لوگوں کو اپنی کرامت سے دور رکھتا ہی۔ ترجمہ کرنیوالوں پر
افسوس ہی کہ نہ تفسیر قرآن دیکھتے ہیں اور نہ محاورات عرب ملحوظ رکھتے ہیں۔ ہر جگہ لفظ ضلالت کے معنی گمراہی کے لے لیتے ہیں۔ حالانکہ یہی لفظ قرآن میں تقریباً دس معنوں
میں مستعمل ہوا ہی۔ اس آیت میں خدا نے اُس شخص کو جسکا سینہ تنگ ہوجائے۔ اس آدمی سے تشبیہ دی ہی جو کسی ناممکن بات کا مثلاً آسمان پر جانیکا ارادہ کرے۔ نیز آیت کا مطلب یہ ہے کہ
سزا دی کیلئے جسکے سینہ کو تنگ کردے پھر وہ کرامت خدا حاصل کرنی چاہے تو ایسا ہی گویا وہ آسمان پر بزور چڑھنا چاہتا ہی آسمان پر چڑھنا اسکے امکان میں نہیں اسیطرح کرامت الٰہی کا
حاصل کرنا اسکو ممکن نہ ہوگا اسکو اسکے دلمیں گھٹن پیدا ہوگی۔ سینہ اسکا تنگی کریگا ۱۲ ع اور حکم حق و باطل سے آگاہ کردے تاکہ تم لوگ خوب دیکھ بھال کر ایک راہ پسند کرلو
اس آیت سے ثابت ہوا کہ خدا نے راستے بتادیے اور ہر ایک اچھائی برائی سے اطلاع دیدی پھر اختیار دیدیا مجبور نہیں کیا تاکہ امتحان پورا ہو ۱۲ ع اور تمکو نکاح کی
اجازت دیکر تکلیف کو سبک کردے تاکہ تم لوگ حرامکاری سے محفوظ رہو ۱۲ مترجم ہدایۃ ع اس آیت سے ظاہر ہو کہ کوئی دوسرا آدمی کو گمراہ بنا دیتا ہی خدا کسیکو گمراہ نہیں کرتا ۱۲

اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا وقال تعؐ
وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ
هٰذا اعتقادُنَا فی الارادة و
المشیة ومخالفون یشنعون
علینا فی ذالك ویقولون انا نقول
ان الله تبارك وتعالی اراد المعاصی
واراد قتل الحسین بن علی علیهما
السلام ولیس هکذا نقول۔ لکنا
نقول ان الله اراد ان تکون معصیة
العاصیین خلاف طاعة للطیعین
واراد ان تکون المعاصی غیر منسوبة
الیه من جهة الفعل واراد ان یکون
موصوفًا بالعلم بها قبل کونها ولقول
اراد الله ان یکون قتل الحسین معصیة له
وخلاف الطاعة۔ ونقول اراد الله
اَنْ یَکُوْنَ قتله منهیًا عنه غیر مامور به
ونقول اراد الله ان یکون قتله سخطا
لله غیر رضی۔ ونقول اراد الله ان لا
یمنع من قتله بالجبر والقدرة کما منع
منه بالنهی والقول ولو منع منه بالجبر

لوگ دین حق سے، خوب برگشتہ ہو جاؤ۔ نیز فرماتا ہی۔ خدا
اپنی بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

ارادہ اور مشیت آلہی کے متعلق یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر ہمارے
مخالفین ہم کو طعنے دے کر عیب لگاتے ہیں اور کہتے ہیں
شیعوں کا قول یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا مقصد یہی ہے کہ
بندے گناہ کریں۔

اور اس کا قصد یہ تھا کہ حسین بن علی علیہما السلام قتل ہوں۔
حالانکہ ہمارا قول ہرگز یہ نہیں ہی لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں خدا یہ
چاہتا ہی کہ نافرمانوں کی نافرمانی اور فرمانبرداروں کی اطاعت
یکساں نہ ہو اور وہ یہ چاہتا ہے کہ فعل کے لحاظ سے
گناہ اسکی طرف منسوب نہ ہوں (کہ خدا ہی کرتا ہی یا وہی
گناہ کراتا) بلکہ وہ تو گناہوں کے ہونے سے پہلے ہر ایک
گناہ کا علم رکھتا تھا۔ اور ہم تو یہ کہتے ہیں خدا کا منشا یہ تھا
کہ قتل حسینؑ اس کی نافرمانی اور اطاعت کیخلاف ہے اور ہمارا
قول یہ ہے کہ ارادہ خدا یہ تھا کہ قتل حسینؑ ممنوع اور غیر مامور ہے
اور ہم اسکے قائل ہیں خدا نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ان جناب کا
قتل خدا کی ناراضی اور (قاتلو نپر) دائمی عذاب کا باعث ہی
اور ہم یہ کہتی ہیں۔ اُن حضرت کے قتل سی اپنے غلبہ او قدرت
کے ذریعہ سے نہ روکا صرف زبان (وحی) سے اس کی ممانعت
کر دی اور اگر وہ اپنی قدرت کاملہ سے زبردستی روک دیتا جس

عـہ اس آیت سی معلوم ہوا کہ خدا ظالم نہیں ہی کہ اپنی بندوں سی گناہ کرائے پھر ان کو سزا بھی دے بلکہ خدا تو عادل ہی جیسا جو کریگا ویسا بھریگا
۱۲ مترجم بدایونی

والقدرة كما منع منه بالنهي والقول لاندفع القتل عنه كما اندفع الحرق عن ابراهيم حين قال الله عزوجل للنار كوني برداً وسلاماً على ابراهيم ونقول لم يزل الله عالماً بان الحسين سيقتل جبراً ويدرك بقتله سعادة الابد ويشقى قاتله شقاوة الابد - ونقول ماشاء الله كان مالم يشاء لم يكن - هذا اعتقادنا في الارادة والمشية دون ماينسبه الينا اهل الخلاف ويشنعون علينا اهل الالحاد +

طرح سے کہ رسول کی زبانی ممانعت فرمائی تو ضرور وہ جناب قتل ہونیسے دور رہتے جیساکہ حضرت ابراہیم خلیل آگ میں جلنے سے محفوظ رہے جبکہ خدانے آگ کو حکم دیا تو ابراہیم پر ٹھنڈی ہوجا اور اُنکی سلامتی کا سبب ہو - اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ خداکو ہمیشہ سے علم تھا کہ امام حسین علیہ السلام ظلم سے شہید کئے جائینگے اور اس شہادت سے ان جناب کو دائمی سعادت ملیگی اور قاتل اُن کا ہمیشہ بدبختی عذاب میں مبتلا رہیگا - اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خدانے جو چاہا وہ ہوا اور جو اُسے منظور نہ تھا وہ نہ ہوا - ارادہ و مشیت خدا کے متعلق یہ ہمارا اعتقاد ہے اور ہمارا وہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے مخالفین ہماری طرف منسوب کرتے ہیں اور دشمنی رکھنے والے ہم پر طعن کرتے ہیں -

باب الاعتقاد في القضاء والقدر

(اس باب میں قضا و قدر کے متعلق عقیدہ ہے)

قال الشيخ رحمه الله اعتقادنا في ذالك قول الصادق عليه السلام لزرارة حين سئله فقال ماتقول ياسيدي في القضاء والقدر قال اقول ان الله اذا جمع العباد يوم القيامة سئلهم عما عهد اليهم ولم يسئلهم عما قضى

شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ وہ ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ کے جواب میں ارشاد فرمایا جبکہ اُسنے عرض کیا اے مولا آپ قضا و قدر کے متعلق کیا فرماتے ہیں - حضرت نے جواب دیا میں ایک بات کہتا ہوں روز قیامت خدائے عزوجل اپنے بندوں کو جمع کرکے سوال کریگا

ع لفظ قضا قرآن مجید میں بارہ معانی میں مستعمل ہوا ہے - اول بمعنی ختم و اتمام جیسے قضى اجلاً دوسرے بمعنی اعلام و اطلاع جیسے وَقَضَيْنَا اِلَى بَنِي اِسْرَائِيلَ تیسرے بمعنی حکم و فیصلہ جیسے ويقضي بينهم چوتھے بمعنی محکم کرنا جیسے وقضى امراً پانچویں بمعنی حکم دینا جیسے قضى ربك چھٹے بمعنی پیدا کرنا اور بنانا جیسے فقضٰهن سبع سموات ساتویں بمعنی فعل جیسے فاذا قضيت الصلوة آٹھویں بمعنی مار ڈالنا جیسے يا مالك ليقض علينا ربك دسویں بمعنی تمام ہوجانا جیسے من قبل ان يقضى وحيه گیارہویں بمعنی ادا کرنا جیسے فاذا قضيتم مناسككم بارہویں بمعنی فراغت پانا جیسے فلما قضي الامر ۱۲ مجمع البحرین -

البحر۔ والکلام فی القدر منهی عنه کما قال امیر المومنینؑ لرجل قد سئله عن القدر فقال له بحر عمیق فلا تلجه ثم سئله ثانیة عن القدر فقال طریق مظلم فلا تسلکه ثم سئله ثالثة فقال سر الله فلا تتکلفه وقال امیر المومنینؑ فی القدر الا ان القدر سر من اسرار الله۔ وستر من استار الله

وحرز من حرز الله۔ مرفوع فی حجاب الله۔ مطوی عن خلق الله مختوم بختم الله سابق فی علم الله وضع الله العباد عن علمه ورفعه فوق شهاداتهم ومبلغ عقولهم لانهم لا ینالونه بحقیقة الربانیة ولا بقدرته الصمدانیة ولا بعظمته النورانیة ولا بعزته الوحدانیة لانه بحر زاخر مواج خالص لله عزوجل

تم نے وہ کام کیوں نہ کئے جنکا تم سے عہد لیا گیا تھا یہ دریافت نہ کریگا (بتاؤ)، خدا نے تم پر کس کس چیز کو جاری کیا تھا اور مسئلہ قدر میں کلام کرنیکی ممانعت[1] ہی جیسا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے اس شخص کے جواب میں جس نے قدر کے معنی پوچھے تو ارشاد فرمایا تھا مسئلہ قدر ایک گہرا دریا ہے تو اس میں داخل نہ ہو۔ پھر دوبارہ اُسنے وہی سوال کیا فرمایا وہ تاریک راہ ہی تو اُسپر قدم نہ رکھ۔ پھر سہ بارہ اُسنے سوال کیا حضرت نے فرمایا وہ خدا کا راز ہے تو اسے معلوم کرنیکی تکلیف نہ اُٹھا۔ ایک مرتبہ اُنھی جناب نے فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مسئلہ قدر خدا کے بھیدوں میں سی ایک راز ہی اور اسکے پردوں میں سی ایک حجاب ہے مسئلہ قدر خدا کے محفوظ خزانہ میں سے ایک چیز ہے۔ خدا کے حجاب قدرت میں وہ بلند ہی۔ ساری مخلوق سے وہ پوشیدہ ہی۔ خدا نے اس پر مہر لگا دی ہی علم خدا میں وہ سابق ہی خدا نے اپنے بندوں کو اس کا علم نہیں دیا اور اُن کے مشاہدہ سی اور اُنکی عقلونکی رسائی سے اُسکو بلند رکھا ہے۔ کیونکہ بندے نہ اسکی حقیقت ربانی کو پا سکتے ہیں اور نہ اسکی قدرت بے نیاز کا ادراک کر سکتے ہیں اور نہ اُسکی عظمت نورانی کو جان سکتے ہیں اور نہ اُسکی یکتائی کے غلبہ کو حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ یہ موجزن گہرا دریا ہی جو صرف خدا

[1] مسئلہ قدر میں اُن لوگونکو کلام اور گفتگو کرنیکی ممانعت ہی جنکی عقلیں ناقص اور ضعیف ہیں کہ اصل مسئلہ کی تہ تک اُنکے ذہن کی رسائی نہیں ہو سکتی جسکی وجہ سی ان کے گمراہ ہو جانیکا اندیشہ ہی۔ شاید اسی لئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سائل کو اس مسئلہ میں بات چیت کرنے سے روک دیا تھا۔ ورنہ عام طور سی یہ ممانعت نہیں ہی کہ ہر شخص کو اس مسئلہ قدر میں بات چیت کرنی حرام ہو (تحریر شیخ مفید علیہ الرحمہ کا خلاصہ)

عمقه بین السماء والارض وعرضه ما
بین المشرق والمغرب اسود کاللیل
الدامس کثیر الحیّات والحیتان تعلو
مرة وتسفل اخرىٰ۔ فی قعره شمس
یضیٔ لا ینبغی ان یطلع علیها الا الواحد
الفرد الصمد فمن تطلع علیها فقد
ضادّ الله فی حکمه ونازعه فی
سلطانه وکشف عن سره وستره
وباء بغضب من الله وماوٰه جهنم
وبئس المصیر وروی ان امیر
المومنین عدل من عند حائط
مائل الی مکان اٰخر فقیل له
یا امیر المومنین اتفر من قضآء
الله قال افر من قضاء الله
الی قدر الله۔
وسئل الصّادق عن الرُّقی اهل یدفع من
القدر شیئاً فقال هی من القدر
(باب الاعتقاد فی الفطرة والهدایة)
قال الشیخ رحمه الله اعتقادنا فی ذالک

ہی کیلئے ہی گہرائی اس کی آسمان وزمین کے فاصلہ کے برابر
ہے۔ مشرق سے مغرب تک اسکی چوڑائی ہے۔ اندھیری
رات کے مانند وہ تاریک ہے۔ سانپ اور مچھلیاں اس میں
بکثرت ہیں کبھی وہ اوپر آجاتی ہیں کبھی نیچے اتر جاتی ہیں گہرائی
میں اسکی ایک سورج چمک رہا ہے۔ خدائے واحد ویکتا
بے نیاز کے سوا کسیکو سزاوار نہیں ہے کہ اسپر اطلاع حاصل
کرے پس جو شخص اسپر مطلع ہونیکا قصد کریگا وہ حکم میں
اسکا مخالف ہوگا اور شاہی میں اسکی جھگڑنیوالا اور اس کے
راز اور پردہ کی بات کو فاش کرنیوالا خدا کے عذاب میں اپنی جگہ
بنانیوالا اور ٹھکانا اسکا جہنم ہوگا اور اسکی بازگشت بری ہوگی
مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک جھکی ہوئی گرنے
والی دیوار سے بچکر دوسری طرف کو چلے کسی نے عرض کیا
یا امیر المومنین کیا آپ قضائے الٰہی سے بھاگتے ہیں۔
حضرت نے جواب دیا ہاں میں قضائے خدا سے بھاگ کر[عـه]
اس کے قدر کی جانب جاتا ہوں۔ کسی نے جناب صادق
علیہ السلام سے دریافت کیا آیا تعویذ اور عمل بھی قضا وقدر میں سے
کچھ ٹالدیتا ہے۔ فرمایا رقی[عـه] بھی قدر کی ایک فرد ہے۔

(اس باب میں فطرت اور ہدایت کیمتعلق عقیدہ کا بیان ہے)

شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اسکے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے

عـه اس قضا سے مراد قضائے مشروط ہے جو ٹل جاتی ہے اور قدر سے مراد قضائے یقینی ہے جو ٹلتی نہیں ۱۲ مترجم عـه رقی جمع ہے رقیہ کی۔
رقیہ اس تعویذ اور عمل کو کہتے ہیں جس میں خدا کا نام ہے ۱۲ مجمع البحرین ۔ یعنی اگر کوئی بلا تعویذ اور عمل کے ذریعہ سے دور ہو تو سمجھنا چاہیے
کہ قضا و قدر ہی سے اسکا دفعیہ ہوا ہے کیونکہ قضا و قدر کے معنی حکم خدا کے ہیں اور یہ دونوں چیزیں بھی خدا ہی کے حکم سے اثر کرتی ہیں ۱۲ مترجم

إنّ الله فطر جميع الناس على التوحيد وذالك قوله تعـ فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا وقال ايضاً في قوله تعـ مَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ قال حتى يعرفهم ما يرضيه وما يسخطه وقال في قوله تعـ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قال بيّن لها ما تاتي وما تترك من المعاصي وقال تعـ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا قال عرّفناه اما آخذ او اما تارك وفي قوله تعـ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ قال وهم يعرفون وسئل عن الصادق ع عن قول الله عزّ وجلّ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ قال نجد الخير ونجد الشر قال وما حجب الله علمه عن العباد فهو

خدا نے تمام آدمیوں کو توحید پر پیدا کیا ہے سو دلیل اس پر قول خدا ہے چنانچہ وہ ارشاد فرماتا ہے یہ اسلام، وہ دین ہے جس پر خدا نے سارے آدمیوں کو پیدا کیا ہے - خدا کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ ہدایت کرنیکے بعد کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا یہانتک کہ خدا اُن کو وہ چیزیں تبلادیتا ہے جس سے انکو پرہیز لازم ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا نے اتمام حجت کیلیے اپنے بندونکو وہ چیزیں تبلادیں جو اُسکی خوشنودی کا سبب ہیں - اور وہ بھی بتائیں جو اسے ناراض کرتی ہیں - خدا کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ نے اپنے بندونکو بدکاری اور پرہیزگاری پہنچوادی ہے انھی جناب نے فرمایا کہ خدا نے وہ کام بھی بتادیے جنکو کرنا چاہیئے اور اُن گناہوں سے بھی آگاہ کردیا جنسے پرہیز لازم ہے خدا فرماتا ہے ہم نے انسان کو راہ حق دکھادی اب وہ یا شکر گذار ہوگا یا کفر اختیار کریگا یعنی ہم نے اپنی راہ اسی پہنچوادی ہے اب وہ یا اُسے اختیار کریگا یا چھوڑ دیگا - قول خدا کی تفسیر میں کہ ہم نے ثمود کو دین حق کی، راہ دکھائی پس اُنہون نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا - انہی جناب نے فرمایا وہ لوگ حق کو پہچانتے تھے - کسی نے اُنھی حضرت سے پوچھا اس قول خدا سے کہ ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھادیئے کیا مراد ہے - فرمایا راہ نیکی اور راہ بدی - اور فرمایا خدا نے جن چیزوں کا علم بندوں سے پوشیدہ رکھا

؏ لیکن یہ لوگ اسپر بھی ناجائز باتوں سے پرہیز نہیں کرتے اس مخالفت کی سزا دینے کیلئے اللہ ان لوگوں سے اپنی توفیق سلب کردیتا ہے جسکی وجہ سے وہ گمراہ ہوجاتے ہیں ۱۲ مترجم بدایونی

موضوع عنهم وقال ان الله تعالیٰ احتج علی الناس بما آتاهم وعرّفهم ۔

(باب الاعتقاد فی الاستطاعة)

قال الشیخ رحمه اعتقادنا فی ذلک ما قاله موسی بن جعفر علیهما السلام حین قیل له ایکون العبد مستطیعًا قال نعم بعد اربع خصال ان یکون مخلی السرب صحیح الجسم سلیم الجوارح له سبب وارد من الله فاذا تمت هذه فهو المستطیع فقیل له مثل ای شیء هو فقال یکون الرجل مخلی السرب صحیح الجسم سلیم الجوارح ولا یقدر ان یزنی الا ان یری امرأة فاذا وجد المرأة فاما ان یعصم فیمتنع کما امتنع یوسف واما ان یخلی السرب بینه وبینها فیزنی فهو زان ولم یطع الله باکراه ولم یعص لغلبته

ہے وہ باتیں اُن سے ساقط ہیں۔ اور جو احکام ان کے پاس بھیجے اور انکو تعلیم کئے اس سے اپنے بندوں پر خدا نے حجت قائم کی ہے۔

(بندوں کی استطاعت کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ وہ ہے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کسی شخص کے جواب میں جبکہ اس نے سوال کیا تھا آیا بندہ کیلئے قدرت ہے ارشاد فرمایا ہاں چار شرطوں کے بعد (بندہ مستطیع ہے) اول یہ کہ اسکو روک ٹوک نہو دوسرے یہ کہ تندرست ہو تیسرے یہ کہ اعضا اُسکے سالم ہوں چوتھے یہ کہ اُسے اللہ نے قوت بھی دی ہو جسوقت یہ چار باتیں پوری ہو جائینگی پس بندہ مستطیع ہوگا کسی نے عرض کیا اس کی مثال کیا ہے۔ فرمایا ایک شخص با اختیار ہے روک ٹوک نہیں رکھتا۔ بدن اس کا صحیح اعضا اس کے سالم ہیں وہ زنا پر قادر نہیں لیکن اسوقت جبکہ عورت اسی ملجائی پس جبکہ عورت اُسے ملگئی تو یا وہ عصمت اختیار کرکے زنا سے باز رہیگا جیسا کہ حضرت یوسف باز رہے۔ یا وہ اپنے اور اس کے عورت کے مابین راہ کا تخلیہ کرکے زنا کریگا تو وہ زانی کہلائیگا۔ نہ مجبور ہو کر خدا کی اطاعت کیجاتی ہے اور نہ اسپر غلبہ پاکر اس کی نافرمانی کیجاتی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا کا مطلب کہ ان

؎ یعنی اگر کوئی شخص خدا کی اطاعت مد نظر رکھکے زنا سے محفوظ رہے نہ کہا جائیگا کہ اسنے زبردستی اور مجبور ہو کر خدا کی اطاعت کی اور اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو جائے تو یہ نہ کہا جائیگا کہ یہ شخص خدا پر غالب آگیا جب ہی تو اسنے سرکشی کرکے خدا کی نافرمانی اختیار کی بلکہ یہ دونوں باتیں بندہ کے اختیار سے ہونگی۔ بندہ زنا کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں ہے۔

وسئل الصادق عن قول الله عز وجل وقد

(پاره ۲۹۔ رکوع ۴)

كانوا يدعون الى السجود وهم
سالمون قال مستطيعون بالاخذ
بما امروا به وبترك ما نهوا عنه
وبذلك ابتلوا قال ابو جعفر
عليه السلام في التوراة مكتوب
يا موسى اني خلقتك واصطفيتك
وهديتك وامرتك بطاعتي
ونهيتك عن معصيتي فان
اطعتني اعنك على طاعتي
ان عصيتني لم اعنك على
معصيتي ولي المنة عليك في
طاعتك ولي الحجة عليك في
معصيتك (باب الاعتقاد في البداء)
قال الشيخ ابو جعفرؒ ان اليهود
قالوا ان الله تبارك وتعالى قد
فرغ من الامر قلنا بل هو تعالى

(پاره ۲۷ رکوع ۱۱)

كل يوم هو في شان لا يشغله شان
عن شان يحيي ويميت ويخلق ويرزق
ويفعل ما يشاء وقلنا يمحو الله ما يشاء

لوگوں کو (دنیا میں) نماز کا حکم دیا جاتا تھا مگر یہ پڑھتے نہ تھے، حالانکہ یہ ہٹے کٹے تھے دریافت کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا مراد یہ ہی کہ یہ لوگ قدرت رکھتے ہیں ان کاموں کے بجالانیکی جنکا انہیں حکم دیا گیا ہی اور ان باتوں کے چھوڑ دینے کی جن کی ممانعت ہی جبھی تو انکا امتحان؏ لیا گیا ہی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا توریت میں لکھا ہوا ہی (خدا نے فرمایا) اے موسٰی میں نے تمکو پیدا کیا میں نے تمکو منتخب کیا۔ میں نے تمکو ہدایت کی میں نے تمکو اپنی اطاعت کا حکم دیا میں نے تمکو اپنی نافرمانی سے منع کیا۔ پس اگر تم میری اطاعت کروگے تو میں اپنی طاعت پر تمہاری اعانت کرونگا اور اگر تم میرے خلاف کروگے تو اپنی نافرمانی پر تمہاری مدد نہ کرونگا میری اطاعت کے موقع پر تمپر میرا احسان ہوگا اور میری نافرمانی کے وقت تمپر میری حجت قایم ہوگی۔

(بدا کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں یہودی قائل ہیں کہ خدا تبارک و تعالیٰ سارے کاموں سے چھٹی پاچکا اور وہ بیکار ہوگیا، ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خدا ہر روز ایک نیا کام کرتا ہی اسے ایک کام کرنا دوسرے کام کے کرنے سے نہیں روکتا۔ وہی زندہ کرتا ہی وہی مار ڈالتا ہی وہی پیدا کرتا ہی وہی روزی دیتا ہی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہی اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ جو چاہتا ہی مٹا دیتا

؏ اس آیت سے ظاہر ہے کہ جن کاموں کو کرنے یا ترک کرنے کی خدا نے اپنے بندوں کو تکلیف دی ہے ان کاموں کے متعلق خدا نے انکو قدرت بھی دی ہے اور اختیار بھی دیا ہے۔ اسی قدرت خداداد سے چاہیں وہ کام کریں یا نہ کریں ۱۲ مترجم بدایونی ؎ اس حدیث میں تین باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ خدا نے اپنے بندوں کو جن کاموں کے کرنے کی تکلیف دی ہے ان میں ہر ایک کام پر انکو قدرت بھی دی ہے دوسرے یہ کہ خدا نہ گناہ کیطرف رغبت دلاتا ہے اور نہ گناہ کے کرنے پر کسی کی مدد کرتا ہے تیسرے یہ کہ جو شخص جیسا کریگا ویسا نتیجہ اسکو ملیگا ۱۲ مترجم بدایونی

وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ وانه لا يمحو الا ما كان ولا يثبت الا مالم يكن وهذا ليس ببداء كما قالت اليهود واتباعهم فنسبنا اليهود لعنهم الله الى ذلك الى قول بالبداء وتبعهم على ذلك من خالفنا من اهل الاهواء المختلفة ❁❁

قال الصادقؑ مابعث الله نبيا قط حتى خذ عليه لاقرار بالعبودية وخلع الانداد وان الله يوخر ما يشاء ويقدم ما يشاء ونسخ الشرائع والاحكام بشريعة نبينا واحكامه من ذلك و نسخ الكتب بالقران من ذلك قال الصادق عليه السلام من زعم ان الله عزوجل بدا له في شيئي لم يعلمه امس فابرءمنه ومن زعم ان الله بدا له في شيئي بداء ندامة فهو عندنا كافر

ہے۔ اور جو چاہتا ہی مقرر کردیتا ہی اور اسکے پاس کتاب کی اصل موجود ہی اور وہ محو نہیں کرتا مگر اس چیز کو جو پہلے سی ہوتی ہی۔ اور ثابت نہیں کرتا ہی مگر اس چیز کو جو موجود نہیں ہوتی ہی۔ اور یہ وہ بدا نہیں ہی جس کے یہودی اور اُن کے تابعین قائل ہیںعہ اسی بدا کو یہ ملاعنہ ہماری طرف منسوب کرتے ہیں اور مختلف مذاق والے ہمارے مخالفین اُن کے ہمکلام ہو گئے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ ان سے اقرار لے لیا اپنے معبود ہونیکا اور لاشریک ہونیکا اور اس بات کا کہ اللہ جس چیز کو چاہتا ہی مؤخر کردیتا ہی اور جس کو چاہتا ہی مقدم کردیتا ہےعہ ہمارے رسولؐ کی شریعت سے تمام شریعتوں کو اور ان جناب کے احکام سی پچھلے احکام کو منسوخ کردینا اور قرآن سی اور کتابونکو بیکار بنادیتا وہی بداللعہ ہے جسکے ہم قائل ہیں، انکی حضرت نے فرمایا جس کا گمان یہ ہو کہ اللہ نے آج وہ چیز پیدا کی جسے کل کے دن وہ نہیں جانتا تھا میں ایسے شخص سی بیزار ہوں اور جس کا گمان یہ ہو کہ اللہ کو کسی چیز کے ایجاد سے ندامت ہوئی وہ ہمارے نزدیک خدائے عظیم کا منکر ہی۔

عہ یہودی اور انکے تابعین اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ جس چیز کو پیدا کرکے پشیمان ہوجاتا ہی اسکو وہ مٹا دیتا ہی ۱۲ مترجم بدایونی عہ یعنی جس طرح فرقہ یہود بدا بمعنی ندامت کو ہماری طرف منسوب کرکے ہم پر تہمت لگاتے ہیں اسیطرح انکی تابعین سنی بھی اس جرم کو ہمارے سر تھوپتے ہیں ۱۲ مترجم بدایونی عہ اس حدیث سی یہ ثابت ہوا کہ خدا نے پہلے ہی کل ساری چیزیں پیدا کر کے نہیں رکھ چھوڑی ہیں بلکہ وہ بہت سی چیزیں پہلے پیدا کرچکا اور پیدا کرتا رہتا ہے اور آئندہ بھی جیسی مصلحت ہوگی پیدا کریگا ۱۲ مترجم بدایونی عہ لفظ بدا، تین معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اول یہ کہ ایسی چیز کا ظاہر ہونا کہ اسکے ہونے سے پیشتر افضل مخلوقات (یعنی انبیا) کو اس کا علم نہ ہو اگرچہ بعض فرشتوں کو معلوم ہو، دوسرے یہ کہ ایسی چیز کا ظاہر ہونا کہ اسکے ہونے سے پہلے اکثر آدمیوں کو اسکا علم نہ ہوا ہو اگرچہ بعض کو خدا نے آگاہ کر دیا ہو ان دونوں معنوں کے لحاظ سی لفظ بدا، خدا کیطرف منسوب ہوتا ہی تیسرے یہ کہ ایسی چیز کا ظاہر ہونا کہ اسکے ہونے سے پہلے کسی کو اسکا علم نہ ہو اس معنی لفظ بدا کو خدا کیطرف منسوب کرنا محال اور باطل ہی ۱۲ صافی شرح اصول کافی۔

بالله العظيم فاما قول الصادق عليه السلام مابدالله فی اسماعيل ابنی فانه يقول ما ظهر من الله امر فی شیئ كما ظهر منه فی ابنی اسماعيل اذ اخترمه قبلی ليعلم انه ليس بامام بعدی (باب الاعتقاد فی التناهی عن الجدال والمراء فی الله تعالیٰ) قال الشيخ رحمه الله الجدال فی الله منهی عنه لانه يؤدی الی ما لايليق به واسئل الصادق عليه السلام عن قول الله عزوجل وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى قال اذا انتهی الكلام الی الله تعالیٰ فامسكوا وكان يقول يابن آدم لو اكل قلبك طائر ما اشبعه وبصرك لو وضع عليه خرق ابرة لغطاه تريد ان تعرف بهما ملكوت السموٰت والارض ان كنت صادقا فهذه الشمس خلق من الله ان قدرت ان تملأ عينك منها فهو كما تقول

لیکن امام جعفر صادق کا یہ فرمانا کہ خدا کو ایسا بدا نہیں ہوا جیسا کہ میرے فرزند اسماعیل کے بارے میں ہوا یعنی وہ جناب فرماتے ہیں کسی کام کے متعلق خدا کی ایسی مصلحت ظاہر نہیں ہوئی کہ جیسے میرے فرزند اسماعیل کے بارے میں ظاہر ہوئی کہ اسکو مجھ سے پہلے موت دیدی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ میرے بعد امام نہیں ہے۔ خدا کے بارے میں کج بحثی اور فضول گفتگو کی ممانعت کے متعلق عقائد شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ خدا کے بارے میں کج بحثی[ع] حرام کر دیگئی ہے کیونکہ ایسی گفتگو ان باتوں کا سبب ہو جاتی ہے کہ جو شان ایزدی کے مناسب[ع] نہیں ہوتیں امام جعفر صادق سے اس قول خدا کا مطلب پوچھا گیا کہ آخر میں خدا کی طرف انتہا ہوتی ہے حضرت نے فرمایا جب خدا کے بارے میں بات چیت ہونے لگے تم خاموش ہو جاؤ۔ وہی جناب فرمایا کرتے تھے اے فرزند آدم تیرا دل اتنا ہے کہ اگر اسکو کوئی پرندہ کھائے تو اسکا پیٹ بھی نہ بھرے اور تیری آنکھ کی یہ حالت ہے اگر اسپر سوئی کا ناکہ رکھدیا جائے تو وہ ڈھک جائے تو پھر تو ان دونوں سے آسمان و زمین کی شاہی معلوم کرنی چاہتا ہے۔ اگر تو سچا ہے تو یہ سورج جو خدا کی ایک مخلوق ہے بھلا اپنی

ع ایسی بحث کرنا جس سے اظہار حق مقصود نہ ہو بلکہ بحث کرنیوالوں میں سے ہر ایک کی غرض یہ ہو کہ دوسرے کو لاجواب کر دے شریعت میں منع ہے اسلئے کہ ایسی بحث کا انجام یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی زبانوں پر وہ لفظ جاری ہو جاتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے مناسب نہیں ہوتے ۱۲ مترجم عہ خدا کے بارے میں بحث نہ کرنی اس سے مراد یہ ہے کہ مثلاً خدا کو کسی چیز سے تشبیہ دینا یا یہ کہنا کہ ہر نیکی بدی کا خدا ہی نے حکم دیا ہے یا وہی ہر برائی کا فاعل وغیرہ وغیرہ اس قسم کی گفتگو حرام ہے لیکن توحید خدا یا اسکی صفات ثبوتیہ یا سلبیہ میں بحث کرنی حرام نہیں ہے بلکہ شریعت نے امور مذکورہ پر نظر کرنیکا اور ہر ایک پر دلیل قائم کرنیکا حکم دیا ہے ۱۲ مترجم بدایونی عہ وجہ یہ ہے کہ ذات الٰہی کیسے وہم و گمان و خیال میں نہیں آسکتی اور نہ کسیطرح سے اسکی ذات کا تصور ہو سکتا ہے۔ لہذا گفتگو فضول ہوگی ۱۲

والجدل فی جمیع امور الدین
منہی عنه وقال امیر المؤمنین ع
من اخذ الدین بالجدل تزندق
وقال الصادق ع یهلک اصحاب
الکلام وینجو المسلمون ان المسلمین
هم النجباء - فاما الاحتجاج علی
المخالفین بقول الله وقول رسوله ص و
بقول الائمة ع او بمعانی کلامهم
لمن یحسن الکلام فمطلق وعلی
من لا یحسن محظور محرم قال الصادق ع
حاجوا الناس بکلامی فان حاجوا
کنت انا المحجوج لا انتم وروی عنه
انه قال کلام فی حق خیر من سکوت
علی باطل - روی ان ابا الهذیل
العلاف قال لهشام بن الحکم ره
انا اناظرک علی انک ان غلبتنی
رجعت الی مذهبک وان
غلبتک رجعت الی مذهبی

آنکھ میں تو اسکو رکھ تو لے اسوقت ثابت ہوگا کہ تو جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہے۔ مجادلہ[عہ] ہر دینی بات میں ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مجادلہ سے دین حاصل کرے وہ زندیق[عہ] ہو جائیگا۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں اصحاب کلام (دین میں فضول باتیں کرنیوالے) گمراہ ہو جاتے ہیں اور اطاعت کرنیوالے نجات پائیں گے۔ بیشک مطیع بندے بزرگ مرتبہ لوگ ہیں۔

لیکن کلام خدا اور کلام رسول اور اقوال ائمہ علیہ السلام سے سند پیش کرنا اور حجت لانا اور مخالفین کے مقابلہ میں دلیل قائم کرنا اس شخص کو جائز ہے جو ان حضرات کے اقوال بخوبی سمجھ کر اچھی طرح کلام کر سکے ورنہ حرام اور ناجائز ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم میرے کلام سے لوگوں پر حجت لایا کرو، پس اگر تم پر وہ لوگ (حجت میں) غالب آجائیں تو مغلوب میں ہونگا نہ کہ تم۔ مروی ہے انہی جناب نے فرمایا امر حق میں گفتگو بہتر ہے باطل پر[للعہ] خاموشی سے۔

روایت ہے ابو ہذیل علاف نے ہشام بن حکم سے کہا میں اس شرط پر آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر غالب آجاؤ تو میں تمہارا دین اختیار کرلوں گا اور اگر میں

عہ مجادلہ وہ بحث ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کا ثابت کرنا یا باطل کرنا مد نظر نہ ہو بلکہ ہر ایک کی غرض یہ ہو کہ دوسرا شخص لاجواب ہو جائے ۱۲ مترجم بدایونی

عہ وجہ یہ ہے کہ نادان لوگ کم سمجھ لوگ قرآن و حدیث کا مطلب الٹا سمجھیں گے جسکی وجہ سے وہ خود بھی گمراہ ہو جائینگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے ۱۲ مترجم

عہ اس حدیث میں زندیق سے بے دین مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص مجادلہ سے دین حاصل کرنا چاہیگا وہ بیدین رہیگا۔ اسلئے کہ اسکی غرض ایسی بحث سے یہ ہوگی کہ میری بات بالا رہے دین کا حاصل کرنا اسکو مد نظر نہ ہوگا ۱۲ مترجم بدایونی

للعہ یعنی اگر تم لوگ کسی کو باطل پر پاؤ تو اس وقت خاموشی اختیار نہ کرو۔ بلکہ اسے نصیحت کردو ۱۲ مترجم بدایونی۔

فقال هشام ما انصفتني بل انا اناظرك على انني ان غلبتك رجعت الى مذهبي وان غلبتني رجعت الى امامي (باب الاعتقاد في اللوح والقلم) قال ابوجعفرؒ اعتقادنا في اللوح والقلم انهما ملكان (باب الاعتقاد في الكرسي) قال الشيخؒ اعتقادنا في الكرسي انه وعاء جميع الخلق والعرش والسموات والارض وكل شئ خلقه الله و الكرسي في وجه آخر هو العلم وقد سئل الصادقؑ عن قول الله تعالى وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قال هو علمه۔ (باب الاعتقاد في العرش) قال الشيخ اعتقادنا في العرش انه جميع الخلق و

تمپر غالب رہا تو تم میرے دین میں آجائیو۔ ہشام نے جواب دیا یہ بات تم نے انصاف کی نہ کہی بلکہ میں اس شرط پر مناظرہ کرونگا کہ اگر میں تمپر غالب آجاؤں تو تم میرے مذہب میں آجانا اور اگر تم مجھپر غالب آئے تو میں رطلب جواب کیلئے اپنے امام کیطرف رجوع کرونگا

(لوح و قلم کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابوجعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لوح و قلم کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ دونوں دو فرشتے ہیںعہ

(کرسی کے متعلق اعتقاد)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کرسی کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کرسی ایک ظرف ہے جسمیں تمام مخلوقات اور عرش اور سارے آسمان اور زمینیں اور وہ سب چیزیں ہیں جو خدا نے پیدا کی ہیں اور کرسی کے دوسرے معنی علم کے ہیں۔

قول خدا کے معنی کہ اللہ کی کرسی سارے آسمانوں اور زمینوں سے وسیع ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کئے گئے حضرت نے فرمایا اس آیت میں کرسی سے خدا کا علم مراد ہے۔

(عرش کے متعلق عقیدہ)

عہ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوح و قلم کو دو فرشتے سمجھنا عقیدہ کیخلاف ہے کیونکہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ لوح ایک کتاب ہے جسمیں خدا نے اپنی قدرت سے قیامت تک ہونیوالی باتیں درج فرمائی ہیں نیز قرآن میں ہے (وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ط یعنی ہم نے اپنی قدرت سے) ذکر کے بعد زبور میں لکھدیا ہے کہ میرے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہونگے اس آیت میں ذکر سے مراد لوح ہے اور قلم اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعہ سے لوح پر حوادثات زمانہ اور واقعات عالم درج کئے گئے ہیں۔ جسوقت خدا کو اپنی کسی راز پر فرشتوں کو اطلاع دینی منظور ہوتی تھی یا نبیونکو پاس وحی بھیجنی مقصود ہوتی تھی تو اسوقت فرشتوں کو حکم ہوتا تھا کہ لوح کو پڑھو ۱۲ قول مترجم صدوق علیہ الرحمہ خود کیفیت نزول وحی کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسرافیل کی دونوں آنکھوں کے سامنے ایک لوح ہے جسوقت خدا کو وحی بھیجنے کی مصلحت ہوتی تھی تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی سے لگ جاتی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ لوح کسی فرشتے کا نام نہیں ہے اور نہ کسی لغت میں ہے کہ لوح و قلم دو فرشتے ہیں ۱۲ مترجم دادینی

قال الشیخ اعتقادنا فی العرش انه جمیع الخلق والعرش فی وجه اٰخر هو علمه - سئل الصادقؑ عن قول

شیخ نے فرمایا عرش کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ساری خلقت کے مجموعہ کا نام عرش ہے اور عرش کے دوسرے معنی علم خدا کے بھی ہیں ؛

پاره ۱۲ رکوع ۱۶

الله الرحمٰن علی العرش استوی قال استوی من کل شیئ فلیس شیئ اقرب الیه من شیئ ؛ فاما العرش الذی هو جملة جمیع الخلق فحملته ثمانیة من الملائکة لکل واحد منهم ثمانیة اعین کل عین طباق الدنیا واحد منهم علی صورة بنی اٰدم فهو یسترزق الله لولد اٰدم وواحد منهم علی صورة الثور یسترزق الله للبهائم کلها وواحد منهم علی صورة الاسد یسترزق الله للسباع وواحد منهم علی صورة الدیک یسترزق الله للطیور فهم الیوم اربعة فاذا کان یوم القیٰمة صاروا ثمانیة واما العرش الذی هو العلم فحملته اربعة من الاولین واربعة من الاٰخرین ؛؛؛

قول خدا کا مطلب جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ رحمٰن عرش پر غالب ہو گیا اس سے کیا مراد ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا اپنی مخلوق سے یکساں نسبت رکھتا ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز اس سے قریب ہو اور دوسری دور ہو۔ لیکن وہ عرش جو ساری دنیا کا مجموعہ ہے اُسکے حامل آٹھ فرشتے ہیں کہ ہر ایک کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ (اتنی بڑی ہے کہ) ساری دنیا کو ڈھانک سکتی ہے۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آدمی کی صورت ہے جو بنی آدم کے لئے خدا سے روزی طلب کرتا ہے۔ دوسرا فرشتہ بیل کی شکل ہے جو خدا سے چوپایوں کے واسطے رزق مانگتا ہے۔ تیسرا فرشتہ شیر کی صورت ہے جو درندوں کیلئے خدا سے روزی کی دعا کرتا ہے۔ چوتھا فرشتہ مرغ کی ہیئت رکھتا ہے جو اللہ سے سارے پرندوں کے واسطے رزق مانگتا ہے۔ یہ حاملان عرش اسوقت چار ہیں روز قیامت آٹھ ہو جائینگے لیکن عرش بمعنی علم اس کے حامل چار اولین میں سے ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں لغت میں عرش کے معنی سلطنت اور ملک کے ہیں اور وہ عرش جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں وہ ساتویں آسمان پر ہے اور وہ عرش یعنی ملک کا ایک حصہ ہے بس اتنا ہی عقیدہ عرش کے متعلق کافی ہے اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حاملان عرش کے اوصاف اور ان کی صورتیں جس حدیث سے دکھائی ہیں وہ حدیث حدیث احاد ہے۔ پس اوصاف مذکورہ کا اعتقاد کرنا اور روایت مزیدہ کا ائمہ اہلبیت سے صادر ہونا اور حاملان عرش آلہی کی ایسی صورتیں سمجھنا جو روایت مذکورہ متن سے ظاہر ہوتی ہیں۔ یقینی بات نہیں ہے۔ ہاں البتہ یقینی بات اتنی ہے جتنی ہم نے اول لکھی ۱۲ مترجم بالیونی۔

فاما الاربعة من الاولين فنوحؑ و ابراهيمؑ وموسیٰؑ وعيسیٰؑ عليهم السلام و اما الاربعة من الآخرين فمحمدٌ وعلیٌّ وحسنٌ وحسينٌ صلوٰة الله عليهم هكذا روی بالاسانيد الصحيحة عن الائمةؑ فی العرش وحملته وانما صار هؤلاء حملة العرش الذی هو العلم لان الانبياء الذين كانوا قبل نبينا محمد صلی الله عليه وآله علی الشرائع الاربعة نوحؑ وابراهيمؑ وموسیٰؑ وعيسیٰؑ ومن قبل هؤلاء صارت العلوم اليهم وكذلك صارت العلوم من محمد وعلی والحسنؑ والحسينؑ عليهم السلام الی من بعد الحسين من الائمةؑ

(باب الاعتقاد فی النفوس والارواح)

٭٭٭٭٭٭٭

قال الشيخ اعتقادنا فی النفوس انها هی الارواح التی بها تقوم الحيوٰة وانها الخلق الاول بقول النبی ان اول ما ابدع الله سبحانه هی النفوس المقدسة المطهرة

اولین میں سے چار یہ ہیں حضرت نوحؑ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور آخرین میں سے چار یہ ہیں جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام۔ یہ مضمون ان حدیثوں کا ہے جنکی سندیں صحیح ہیں جو ائمہ علیہم السلام سے عرش اور حاملان عرش کے بارے میں منقول ہیں۔ ان حضرات کے عرش بمعنی علم الٰہی کے حامل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہلے جتنے انبیا ناسخ شریعت والے گذرے وہ چار تھے نوحؑ۔ ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ علیہم السلام باقی انبیا کو انھی چاروں سے علوم حاصل ہوئے۔ اسیطرح جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے علوم منتقل ہوکر بعد والے نو۹ اماموں کو حاصل ہوئے

(نفس اور روح کے متعلق اعتقاد)

شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں نفس کی بابت ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نفس وہ روح ہے جس پر زندگی کا دار و مدار ہے اور مخلوق میں سب سے پہلی چیز یہی ہے چنانچہ حضور سرور عالم فرماتے ہیں سب سے اول خدا نے پاکیزہ مقدس[۱] نفوس کو

[۱] وہ مقدس اور پاکیزہ نفوس جنکو خدا نے ساری خلقت سے پہلے پیدا کیا وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان جناب کے بارہ وصی اور بارہ جگر جناب سیدہ کے نفوس مقدسہ ہیں حضور سرور عالم کے نور سے کل انبیاء مخلوق ہوئے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نور سے تمام وصیوں کو خدا نے خلق فرمایا۔ مترجم بدایونی

فانطلقها بتوحيده ثم خلق بعد ذالك سائر خلقه واعتقادنا فيها انها خلقت للبقاء ولم تخلق للفناء لقول النبی ما خلقتم للفناء بل خلقتم للبقاء وانما تنقلون من دار الی دار وانها فی الارض غريبة وفی الابدان مسجونة واعتقادنا فيها انها اذا فارقت الابدان فهی باقية منها منعم و منها معذبة الی ان يردها الله عزوجل بقدرته الی ابدانها وقال عيسیٰ ابن مريمؑ للحواريين بحق اقول لكم انه لا يصعد الی السماء الا ما نزل منها وقال الله تعالیٰ جل ثناؤه ولو شئنا لرفعنا بها ولكنه اخلد الی الارض

ایجاد کیا پھر ان سے اپنی توحید کا اقرار لیا اسکے بعد ساری کائنات کو خلق فرمایا اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ باقی رہنے کیلئے نفس پیدا کیا گیا ہے۔ فنا ہونے کیواسطے مخلوق نہیں ہوا جیسا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا تم لوگ فنا ہونے کیلئے پیدا نہیں ہوئے ہو بلکہ بقا کیلئے تمہاری خلقت ہوئی ہے۔ البتہ ایک گھر سے دوسرے مکان میں منتقل ہو جاؤگے۔ یہ روحیں زمین پر مسافر ہیں اور بدنوں میں قید ہیں۔ یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ عام روحیں جبکہ بدنوں سے جدا ہو جاتی ہیں پس وہ باقی رہتی ہیں بعض انمیں سے نعمتوں میں بسر کرتی ہیں اور بعضی عذاب میں مبتلا رہینگی یہانتک کہ خدا انکو اپنی قدرت سے در روز قیامت انکے بدنوں کیطرف پھیر دیگا ایکدن حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم سے میں حق بات کہتا ہوں کہ آسمان پر وہی چیز چڑھتی ہے جو اس سے اتری ہوئی ہو قرآن میں خدا فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو اپنی نشانیوں کے سبب سے اسے بلند مرتبہ

ے شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حدیث احاد ہے۔ ثابت نہیں ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی ہو پس عقیدہ رکھنا کہ روحیں فنا نہیں ہوتیں باطل ہے اسلئے کہ خدا قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام یعنی زمین پر جتنی چیزیں ہیں وہ سب فنا ہو جانیوالی ہیں اور تمہارے رب کی ذات جو صاحب بزرگی و عظمت ہے ہمیشہ باقی رہیگی بنابریں نفس بھی فنا ہوگا اور بقاء نفس کا قائل ہونا یہ تو آواگون والوں اور فلاسفہ یونان کا مذہب ہے قول مترجم ۱۲ ممکن ہے کہ حدیث نبی میں ان ارواح مقدسہ کی بقاء مقصود ہو جنکو سب سے پہلے خدا نے پیدا کیا ہے اسکی تائید بکثرت حدیثوں سے ہوتی ہے بقاء روح اس صورت میں باطل ہے کہ اسکا دوران اور چکر بدنوں میں تسلیم کیا جائے جیسا کہ فلاسفہ یونان اور آریہ وغیرہ کا مذہب ہے جو یقیناً باطل ہے ۱۲ منہ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو مضمون حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہو وہ یہ ہے کہ روحیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جو اسلئے باقی رکھی جاتی ہیں کہ انکو ثواب یا عذاب کی ابتداء دنیا ہی سے ہوجائیگی۔ دوسری قسم وہ ہے جنکو خدا نیست و نابود کر دیتا ہے۔ عالم برزخ میں انپر عذاب ہوتا ہے یا انکو ثواب ملتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا یا ابن رسول اللہ مرنیکے بعد آدمی کی روح کہاں رہتی ہے حضرت نے جواب دیا کہ اگر وہ شخص مومن خالص یا پکا کافر ہے تو اسکی روح باقی رکھی جاتی ہے اور دنیاوی جسم و صورت کے مشابہ اسکو مثالی صورت میں اسکیطرف سے عطا ہوتا ہے۔ مومن خالص کی روح قیامت تک ثواب پاتی رہیگی اور کافر خالص کی روح عذاب میں گرفتار رہیگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی روح باقی رکھی

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَا لَمْ يَرْتَفِعْ مِنْهَا اِلَى
الْمَلَكُوْتِ بَقِيَ يَهْوِيْ فِي الْهَاوِيَةِ وَ
ذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ دَرَجَاتٌ وَالنَّارُ
دَرَكَاتٌ۔

پارہ ۲۹ - رکوع ۷
وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ
پارہ ۲۷ رکوع ۷
اِلَيْهِ وَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ
مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ وَقَالَ سُبْحَانَهٗ وَلَا
پارہ ۴ رکوع ۸
تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
پارہ ۲ رکوع
وَقَالَ تَعَ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
وَقَالَ النَّبِيُّ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ
فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ
مِنْهَا اخْتَلَفَ وَقَالَ عَ اِنَّ اللّٰهَ اٰخٰى
بَيْنَ الْاَرْوَاحِ فِي الْاَظِلَّةِ قَبْلَ اَنْ
يَخْلُقَ الْاَبْدَانَ بِاَلْفَيْ عَامٍ فَلَوْ قَدْ قَامَ
قَائِمُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ لَوَرَّثَ الْاَخَ

بنا دیتے لیکن وہ زمین باعور، دنیا کیطرف مائل ہوکر اپنی خواہش نفسانی کا پیرو ہوگیا۔ پس جو روح عالم ملکوت کی طرف بلند نہیں کی جاتی ہے وہ دوزخ میں گرائی جاتی ہی کیونکہ جنت کے بہت سے درجے ہیں اور دوزخ میں طبقات ہیں خدائے عز و جل فرماتا ہی فرشتے اور روح اس مقام کیطرف عروج کرتے ہیں، جو اُن کیلئے مقرر ہی، ارشاد باری ہے۔ پرہیزگار بندے جنتوں میں اور نہروں کے اچھے اچھے مکانوں میں اپنے ذوالقدر بادشاہ کے پاس بسر کرینگے خدا فرماتا ہے جو لوگ خدا کی راہ میں قتل ہوئے اُنہیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کی روزی پاتے ہیں خدا نے اپنے فضل سے جو کچھہ اُنکو دیا ہی۔ اس سے وہ خوش ہیں۔ نیز خدا نے فرمایا جو لوگ فی سبیل اللہ مارے جائیں اُنہیں تم مردہ نہ کہو (بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر تمکو شعور نہیں) جناب رسول خدا نے فرمایا روحوں کے جدا جدا گروہ ہیں پس جو ملے جلے رہتے ہیں اُنکی روحوں میں بھی الفت رہتی ہی اور آپسمیں نفرت رکھنے والونکی روحوں میں اختلاف رہتا ہی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا نے عالم ذر میں روحوں کے مابین بدنوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے برادری قرار دی ہے پس اگر ہمارے قائم آل محمد اسوقت موجود ہوتے تو ہر شخص

ع جن منزلوں کا سلسلہ نیچے سے شروع ہو کر اوپر کیطرف جائے وہ درجات کہلاتی ہیں پس جو روح جنت میں جاتی ہی وہ بلند ہو جاتی ہی اور جو دوزخ میں ڈالی جاتی ہی وہ نیچے گر جاتی ہی ۱۲ مترجم مدلولی عنہ یہ تینوں حدیثیں کہ پہلی اُن میں کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور دو حدیثیں امام جعفر صادق علیہ السلام کیجانب منسوب ہیں آحاد ہیں جبتک ثابت نہ ہو جائے کہ ان دونوں بزرگواروں نے ایسا ہی فرمایا ہی ان کے مضامین کا عقیدہ نہ کر لینا چاہیئے ۱۲ خلاصہ تحریر شیخ مفید رح

الذی اخی اللہ بینہما فی الاظلۃ ولو
یورث الاخ من الولادۃ و قال ﷺ
ان الارواح تلتقی فی الھواء فتعارف
وتسائل فاذا اقبل روح من الارض
فقالت الارواح دعوہ فقد افلت
من ھول عظیم ثم سئلوہ ما فعل
فلان فکلما قال بقی رجوا ان
یلحق بھم و کلما قال قد مات قالوا
پارہ ١٦ رکوع ١٣
اھوی ھوی و قال تعالیٰ وَمَنْ یَّحْلِلْ
عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی وقال تعالیٰ
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ
وَمَا اَدْرٰکَ مَا ھِیَہْ نَارٌ حَامِیَۃٌ
و مثل الدنیا وصاحبہا کمثل الملاح
والسفینۃ والبحر و قال لقمان لابنہ
یا بنی ان الدنیا بحر عمیق قد ھلک
فیہ عالم کثیر فاجعل سفینتک فیہ
الایمان باللہ عز و جل واجعل زادک
فیہ تقوی اللہ واجعل شراعہا
التوکل علی اللہ فان نجوت فبرحمۃ
اللہ وان ھلکت فبذنوبک الا
من اللہ واشد ساعات ابن آدم

کو اس کی میراث دلواتے جس کو خدا نے عالم ذر میں اسکا
بھائی بنا دیا ہی۔
اور اس کے نسبی بھائی کو میراث نہ دلواتے۔
نیز اُنھی حضرت نے فرمایا روحیں آپس میں ایک دوسرے
سے ہوا میں ملاقات کرتی ہیں پس وہ ایک دوسرے کو
پہچان لیتی ہیں اور سوال و جواب کرتی ہیں۔ جبکہ کوئی روح
زمین سے جاتی ہی تو روحیں آپس میں کہتی ہیں ابھی اُسے
چھوڑ دو یہ خوف کی جگہ سے آئی ہی پھر اس سے دریافت
کرتی ہیں کہ فلاں کس حال میں ہی اگر وہ روح یہ جواب
دیتی ہی کہ وہ زندہ ہی تو اس سے ملنے کی امید رکھتی ہیں اور
اگر اُس نے کہا کہ وہ مر گیا تو روحیں کہتی ہیں کہ وہ ہلاک ہو گیا
خدا فرماتا ہی جنپر میرا عذاب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا نیز فرماتا
ہے جسکا نامۂ اعمال ہلکا ہوگا اسکی جگہ ہاویہ میں ہی۔ اور تم
جانتے ہو ہاویہ کیا ہی۔ ہاویہ بہت گرم آگ ہے۔ دنیا اور اہل دنیا
کی مثال ملاح اور کشتی اور سمندر کی سی ہی۔ حضرت لقمانؑ
نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے فرزند یہ دنیا ایک گہرا سمندر ہے
اس میں بکثرت عالم فنا ہو گئے۔ تم اس سمندر میں ایمان با
خدا کو اپنی کشتی اور خوف خدا اور پرہیز گاری کو اپنا توشہ قرار دو
اور توکل بر خدا کا اسمیں بادبان لگاؤ پھر اگر تم بسلامت اس
دریا کے پار اتر گئے تو اسکا سبب خدا کی رحمت ہوگی اور اگر
ہلاک ہو گئے تو اسکا باعث تمہارے گناہ ہونگے۔ یہ ہلاکت

ثلث ساعات یوم ولده ویوم یموت
ویوم یبعث وقد سلم الله علی یحیی فی
هذه الساعات فقال تعالی وَسَلَامٌ پ ۱۶ ع ۴
عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ
یُبْعَثُ حَیًّا ؕ وقد سلم فیها عیسیٰ پ ۱۶ ع ۵
علی نفسه فقال وَالسَّلَامُ عَلَیَّ
یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ
اُبْعَثُ حَیًّا والاعتقاد فی الروح انه
لیس من جنس البدن وانه خلق
اٰخر لقوله تعالی ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ
واعتقادنا فی الانبیاء والرسل والائمة
ان فیهم خمسة ارواح - روح القدس
وروح الایمان وروح القوة وروح
الشهوة وروح المدرج وفی المؤمنین
اربعة ارواح روح الایمان وروح القوة
وروح الشهوة وروح المدرج وفی
الکفار والبهائم ثلثة ارواح روح
القوة وروح الشهوة وروح المدرج

خدا کی طرف سے نہ ہوگی اولاد آدم پر تین وقت بڑے سخت
ہیں۔ اسکی پیدایش کا دن۔ مرنے کا وقت قبر سے اٹھنے
کا روز۔ انھی تین موقعوں پر خدا نے حضرت یحییٰ کو سلامتی بخشی
جیسا کہ اسنے فرمایا یحییٰ کیلیے سلامتی ہی جس دن وہ پیدا ہوئے
اور جس دن وہ مرینگے اور جس روز وہ قیامت کے دن زندہ
ہوکر اٹھیں گے انھی تین وقتوں میں اپنی سلامتی کا حضرت عیسیٰ
نے اظہار کیا جیسا کہ فرمایا سلامتی ہی میرے لیے جبکہ میں
پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مرونگا اور جس دن کہ میں زندہ
ہوکر اٹھایا جاؤنگا۔ روح کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے
کہ وہ از قسم بدن نہیں ہی بلکہ ایک اور طرح کی مخلوق ہے
جیسا کہ خدا نے فرمایا پھر ہم نے انسان کو دوسری ہیئت[1]
میں بنا دیا اور ہمارا عقیدہ یہ ہی کہ نبیوں اور رسولوں اور ائمہ
میں پانچ روحیں تھیں۔ روح القدس[2]۔ روح ایمان[3] اور
روح قوت[4] اور روح شہوت[5] اور روح مدرج[6] اور مومنین
میں چار روحیں ہوتی ہیں روح ایمان اور روح قوت اور
روح شہوت اور روح مدرج۔ اور کافروں میں اور چوپایوں
میں تین روحیں ہوتی ہیں۔ روح قوت۔ روح شہوت
روح مدرج۔

[1] یعنی اسمیں روح پھونکی ۱۲ مجمع البیان [2] روح قدس وہ روح ہی جسکی وجہ سے تمام انبیاء اور مرسلین اور انکے اوصیا ہر چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ ہوجاتے تھے نہ انکو غور و فکر کی ضرورت پڑتی تھی اور نہ تجربہ کرنے کی حاجت ہوتی تھی ۱۲ [3] روح ایمان وہ روح ہی جسکی وجہ سے بندہ اپنے خدا کی عبادت کرتا ہی شرک اور کفر اختیار نہیں کرتا۔ دین حق کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ اسکو عارض نہیں ہوتا [4] روح قوت وہ روح ہی جسکے سبب سے ہر ذی حیات اپنی روزی اور معاش کی تدبیر کرتا ہی اور اسکے اسباب بہم پہنچاتا ہی۔ دشمن کے غلبہ اور ضرر کو اپنی طرف سے دفع کرتا ہی ۱۲ [5] روح شہوت وہ روح ہی جسکی وجہ سے ہر ذی روح کو کھانے پینے کی خواہش نر کو مادہ کی اور مادہ کو نر کی حاجت ہوتی ہی اور لذیذ و مزہ دار غذاؤں کی طرف رغبت ہوتی ہی ۱۲ [6] روح مدرج وہ روح ہی جسکے سبب ہر جاندار چلتا پھرتا ہی۔ یہی روح بدن کی تدبیر کرتی ہی اسی کے کم ہوجانے سے ضعف پیدا ہوتا ہی جتنی اسمیں کمی ہوتی جاتی ہی اتنی ہی کمزوری بڑھتی چلی جاتی ہی اسکے بالکل فنا ہو جانے سے موت واقع ہوتی ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔

پارہ ۱۵ رکوع ۱۰

واما قوله تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی فانه خلق اعظم من جبرئیل و میکائیل کان مع رسول اللّٰه و مع الملائکة مع الائمة وهو من الملکوت و انا اصنف فی هذا المعنی کتابا اشرح فیه معانی هذه الجمل ؛

لیکن قول باریتعالیٰ ہیں کہ تم سے یہ لوگ روحؑ کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تم اُنسے کہدو روح میرے رب کا امر ہے پس یہ روح ایک مخلوق ہی جو جبرئیل و میکائیل سے اعظم ہی جو رسول اللہ اور ائمہ ہدیٰ اور فرشتوں کے ہمراہ رہتا ہی وہ بھی فرشتوں کی جنس سے ہے ہیں ایک کتاب روح کے احوال ہیں تصنیف کرونگا جسمیں ان جملوں کی شرح کرونگا۔ انشاء اللہ۔

(باب الاعتقاد فی الموت)

(موت کے متعلق عقیدہ)

قال الشیخ ابو جعفر قیل لامیر المؤمنین علی علیه السلام صف لنا الموت فقال علی الخبیر سقطتم هو احد امور ثلثة یرد علیه اما بشارة بنعیم الابد اما البشارة بعذاب الابد اما تخویفا و تهویل و امر مبهم لا یدری من ای الفرق هو فاما ولینا و المطیع لامرنا فهو المبشر بنعیم الابد - واما عدونا و المخالف

شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت ہیں کسی نے عرض کیا کچھ ہم سے موت کی حالت بیان فرمائیے حضرتؑ نے ارشاد کیا تم نے ایسے شخص سے خطاب کیا ہی جو موت سے بخوبی واقف ہی سنو جب کسی کو موت آتی ہی تو تین باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہی یا دائمی نعمتوں کی بشارت یا دائمی عذاب کی خبر دیجاویگی یا خوف و وحشت ہوگی اور انجام کار مبہم رہیگا۔ عرنہوالا نہ جانیگا کہ وہ کون سے فرقہ میں سے ہے پس جو ہمارا دوست ہے اور ہمارے حکم کا مطیع ہے اسکو دائمی نعمتوں کی خوشخبری

ع روح ایک فرشتہ کا نام ہی جو تمام فرشتوں سے بڑا ہی اسکے ایکہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے میں ایکہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ستر ہزار بولیاں ہیں وہ ہر زبان ہیں خدا کی تسبیح کرتا ہے اسکی آواز ایسی سخت اور خوفناک ہی کہ اگر اہل زمین اسکی چیخ سن لیں توسب کی روحیں بدنوں سے نکل جائیں اسکا جسم اتنا بڑا ہی کہ اگر خدا اسکو آسمان زمین پر مسلط کردے تو سب ایک ہی دفعہ میں نگل جائے جب روز ذکر خدا کرتا ہی تو اسکے منہ سے بڑے بڑے پہاڑ کی برابر نور کے بقعے نکلتے ہیں اسکے دونوں قدموں کے درمیان اتنا فاصلہ ہی جو سات ہزار برس میں طی ہو اسکے ایکہزار بازو ہیں روز قیامت وہ میدان حشر میں ایک جانب کھڑا ہوگا دوسری جانب اور فرشتے صف باندہکر کھڑے ہونگے جیسا کہ قرآن میں خدا خبر دی ہی یوم یقوم الروح والملائکة صفا۔ ف مجمع البحرین اکثر تیہ یہود کے علماء سے قریش نے کہا تم ہمکو ایسے سوالات بتادو جو ہم محمد بن عبداللہ سے دریافت کریں وہ بولے تم ان سے روح کے متعلق سوال کرو پس اگر وہ تم کو روح کی حقیقت بتلادیں تو سمجھ لینا کہ وہ رسول نہیں ہیں اور اگر جواب نہ دیں تو بیشک سچے نبی ہیں پس خدا نے رسول کو روح کی حقیقت [illegible] ۱۲

لامرنا فهو المبشر بعذاب الابد واما
المبهم امره الذي لايدري ما حاله فهو
المؤمن المسرف على نفسه لايدري
ما يؤل اليه حاله ياتيه الخبر مبهما
مخوفا ثم لن يسويه الله باعدائنا
ولكن يخرجه من النار بشفاعتنا
فاعملوا واطيعوا ولا تتكلوا على انفسكم
ولا تستصغروا عقوبة الله فان
منكم لا تلحقه شفاعتنا الا بعد
عذاب الله بثلث مائة الف سنة
وسئل عن الحسن بن علي بن ابي
طالب عليهم السلام ما الموت الذي
جهلوه فقال اعظم سرور يرد على
المؤمنين اذا نقلوا عن دار النكد
الى نعيم الابد واعظم ثبور يرد على
الكافرين اذا نقلوا عن جنتهم
الى نار لا تبيد ولا تنفد ولما اشتد
الامر بالحسين بن علي بن ابي طالب
نظر اليه من كان معه واذا هو
بخلافهم لانهم كانوا اذا اشتد بهم
الامر تغيرت الوانهم وارتعدت
فرائصهم ووجلت قلوبهم

دیجاتی ہی اور ہمارے دشمن کو ہمارے حکم سے سرتابی کرنیوالے کو دائمی عذاب کی خبر دیجاتی ہی۔ لیکن جسکا انجام کار مبہم ہے اُسے اپنے نتیجہ کی خبر نہیں پس وہ مومن ہے جس نے اپنے نفس پر (بوجہ احکام خدا بجا نہ لانیکے) زیادتی کی ہی اسے معلوم نہیں کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔ اس کے پاس انجام کی خوفناک مبہم خبر آتی ہے۔ پھر خداوند عالم اُس کو ہمارے دشمنوں میں نہ ملائیگا اور ہماری شفاعت کے ذریعے اسکو دوزخ سے نکالیگا پس تم لوگ عمل خیر بجالاؤ اور خدا کی اطاعت کرو اور اپنے نفسوں پر بھروسہ نہ رکھو۔ عذاب خدا کو تھوڑا نہ سمجھو کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے کہ ہماری شفاعت اُن سے اسوقت متعلق ہوگی کہ وہ تین لاکھ برس عذاب خدا میں مبتلا رہ چکے ہونگے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا موت کیا چیز ہے جس سے لوگ بیخبر ہیں۔ فرمایا موت بڑی خوشی ہے مومن کیلیے جب وہ خانۂ مصیبت سے دائمی نعمتوں کی طرف انتقال کرتے ہیں اور سخت بلا ہی۔ کافروں کیواسطے جب وہ اپنی جنت سے ایسی آگ کیطرف کوچ کرتے ہیں جو نہ کبھی گل ہوگی اور نہ فنا ہوگی۔ جبکہ (روز عاشورہ) امام حسین علیہ السلام سے سخت لڑائی ہونیلگی تو بعض اصحاب نے حضرت کیطرف نظر کی تو اُن جناب کو اپنی برخلاف پایا۔ کیونکہ جب ان لوگوں پر کوئی سختی پڑتی تھی تو رنگ اُنکے متغیر ہوجاتے تھے

ووجلبت جنوبهم كان الحسين ع
وبعض من معه من خواصه
تشرق الوانهم تهدأ جوارحهم
تسكن نفوسهم فقال بعضهم
لبعض نظروا اليه لايبالي بالموت
فقال لهم الحسين صبرا بني الكرام
فما الموت الا قنطرة تعبر بكم عن
البوس والضراء الى الجنان الواسعة
والنعم الدائمة فايكم يكره ان
ينتقل من السجن الى القصر واما
هولاء اعدائكم كمن ينتقل من
قصر الى سجن وعذاب اليم ان ابي
حدثني عن جدي رسول الله ان
الدنيا سجن المومن وجنة الكافر
والموت جسر هولاء الى جناتهم
جسر هولاء الى جحيمهم ما كذب
ولا كذبت

وقيل لعلي بن الحسين ما الموت قال
للمومن كنزع ثياب وسخة قملة او
فك قيود واغلال ثقيلة والاستبدال
بافخر الثياب اطيبها رائحة واوطى

شیانے ان کے کانپنے لگتے تھے دل ان کے خوفزدہ ہو جاتے تھے۔ پہلوان کے شکستہ ہو جاتے تھے لیکن امام حسینؑ اور اُن کے خاص اصحاب کی حالت یہ تھی کہ رنگ ان کے چمکتے تھے۔ اعضا ان کے مطمئن تھے دل انکے ساکن تھے۔ یہ حال دیکھکر اصحاب آپس میں کہتے تھے دیکھو آنجناب کو کہ موت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتی امام حسینؑ فرماتے تھے اے فرزندان کرام یہ موت ایک پُل ہے جو تمکو اس سختی اور مصیبت سے پار کرکے وسیع جنتوں اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں پہنچا دیگا پس تم میں کون ایسا ہے جو اس قیدخانہ سے رہا ہو کر جنت کے قصروں میں جانا پسند نہ کریگا۔ اور تمہارے یہ دشمن اُس شخص کے مانند ہیں جو قصر سے نکلکر قیدخانہ اور دردناک عذاب میں گرفتار ہوئے تحقیق میرے والد ماجد نے میرے نانا رسول اللہ کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ دنیا قیدخانہ ہے مومن کیلئے اور جنت ہے کافر کیلئے۔ اور موت ان مومنوں کیلئے جنت کیطرف عبور کرنیکے واسطے اور کافروں کو دوزخ کے گھاٹ اُترنے کیلئے پُل ہے۔ نہ میرے والد نے کبھی جھوٹ بولا اور نہ میں نے کبھی جھوٹی بات کہی ہے۔ حضرت امام زین العابدین سے کسی نے سوال کیا موت کیا چیز ہے۔ فرمایا مومن کیلئے موت ایسی ہے جیسے میلے کچیلے جوؤں والے کپڑوں کا اترنا یا بیڑیوں اور طوق گراں کا

المراکب وانس المنازل للکافر کخلع
ثیاب فاخرة - والنقل عن منازل
انیسة للاستبدال باوسخ الثیاب
واخشنها واوحش المنازل واعظم
العذاب +
وقیل لمحمد بن علی الباقر ما الموت قال
هو النوم الذی یاتیکم فی کل لیلة
الا انه طویل مدته لا ینتبه الا
یوم القیمة فمن رای فی منامه من
اصناف الفرح ما لا یقادر قدره
ومن رائ فی نومه من اصناف
الاهوال ما لا یقادر قدره فکیف
حال فرحه فی الموت ووجله
فیه هذا هو الموت فاستعدوا له
وقیل للصادق ع صف لنا الموت
فقال هو للمومن کاطیب ریح یشمه
فینعس بطیبه فیقطع التعب و
الالم کله عنه - وللکافر کلسع
الافاعی ولدغ العقارب واشد
قیل له فان قوما یقولون هو اشد من
نشر بالمناشیر وقرض بالمقاریض و

جدا ہو جاتا تاکہ عمدہ اور خوشبو لباس اور تیز سواریاں اور
دلچسپ مکان ثواب میں پلٹے اور کافر کیلئے ایسی ہی جیسے
خلعت فاخرہ کا اتر پڑنا - دلچسپ مکانوں سے اس کا نکلجانا
تاکہ اس کے بدلے میں بہت میلے اور بیحد کھر کھرے
کپڑے اور زیادہ وحشتناک مکان اور سخت عذاب اسے
حاصل ہو -
امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا موت کیا چیز ہی
فرمایا الموت رگویا، نیند ہے جو ہر شب تم کو آتی ہے مگر اسکی
مدت اتنی طولانی ہے کہ رسونے والا ہ بس قیامت کے
دن چونکیگا - پس بعضے اپنی خواب میں طرح طرح کی
خوش کن چیزیں دیکھتے ہیں جو اندازے سے باہر ہے - اور بعضے
اپنی خواب میں قسم قسم کی ڈراونی چیزیں دیکھتے ہیں جنکا اندازہ
نہیں ہو سکتا پس موت کی حالت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہی کہ
اسوقت کتنی خوشی ہوتی ہے اور کسقدر ڈر لگتا ہی - یہ موت کی
اصلیت ہی تم اس کیلئے مہیا رہو - امام جعفر صادق علیہ السلام
سے سوال کیا گیا کہ کچھ ہم سے موت کی حالت بیان فرمایئے
حضرت نے ارشاد کیا مومن کیلئے موت ہوائے خوشبو ہی جسکی
خوشبو کو سونگھکر وہ سو جاتا ہی جس سے سارا دکھ درد اسکا دور
ہو جاتا ہی اور کافر کیلئے سانپوں کے ڈسنے اور بچھوؤں کے ڈنک
مارنے کی مانند ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہی - کسی نے عرض
کیا بعضے کہتے ہیں کہ موت کی سختی آری سے چیرنے اور قینچی سے

رضخ بالحجارة وتدو يرقطب الاحينة
فى الاحداق فقال كذلك هو على
بعض الكافرين والفاجرين الا ترى
ان منهم من يعاين تلك الشدائد
فذلك الذى هو اشد من عذاب
الدنيا فقيل له فما لنا نرى كافرا
يسهل عليه النزع فينطفئ وهو يتحدث
ويضحك ويتكلم - وفى المؤمنين من
يكون ايضاً كذلك وفى المؤمنين و
الكافرين من يقاسى عند سكرات
الموت هذه الشدائد فقال ما
كان من راحة للمؤمنين فهو
من عاجل ثوابه وما كان من
شدة فهو تمحيصه من ذنوبه ليرد الى
الاخرة نقيا طاهرا نظيفا مستحقا
لثواب الله ليس له دونه وما كان
من سهولة على الكافرين فيستوفى
اجر حسناته فى الدنيا ليرد الى الاخرة
وليس له الا ما يوجب عليه العذاب
ما كان من شدة على الكافرين هناك فهو
ابتداء عقاب الله عند نفاد حسناتهم

کترنے اور پتھر سے کچلنے اور آنکھ کے ڈھیلوں میں کیلی گھسانے
سے زیادہ ہی حضرت نے فرمایا ہاں بعضے کافروں اور گنہگاروں
کا دموت کے وقت، ایسا ہی حال ہوتا ہی کیا تم نے نہیں دیکھا
کہ انمیں سے بعضے یہ سختیاں معائنہ کرتے ہیں بس یہ موت
ان کیلیئے عذاب دُنیا سے زیادہ سخت ہوتی ہی۔ کسی نے
عرض کیا اس کا سبب کیا ہی کہ بعضے کفار پر جانکنی سہل
ہوتی ہی ہنستے بولتے باتیں کرتے وہ مرجاتے ہیں اور بعض
مومنین کی بھی یہی حالت ہوتی ہی اور بعضے مومن اور بعضے
کافر نزع کے وقت سختیاں جھیلتے ہیں حضرت نے ارشاد
فرمایا جن مومنین کو موت کے وقت راحت ملتی ہی اُن کے
ثواب میں اسی وقت سے جلدی ہو جاتی ہی اور جس مومن پر
سختی گذرتی ہی اس کے سبب سے اس کے گناہ دور ہو جاتے
ہیں تاکہ پاک صاف طیب وطاہر ثواب خدا کا مستحق
رمیدان قیامت میں) وارد ہو۔ کوئی جھگڑا اس کے ذمہ
نہ رہے رکہ ثواب پانے سے اسے روکے) اور بعض کفار پر
جو موت کے وقت آسانی ہوتی ہی تو اسکے سبب سے اس کی
دنیاوی نیکیوں کا بدلا پورا ہوتا ہے تاکہ روز قیامت وہ ایسی
حال میں وارد ہووے کہ اسکے سارے اعمال ایسے ہوں
کہ جنکی وجہ سے اسپر عذاب کیا جائے۔ اور موت کے وقت
جن کافروں پر سختی ہوتی ہے چونکہ انکی نیکیوں کا بدلا دنیا
میں ختم ہو جاتا ہی لہذا انکے عذاب کی یہیں سے ابتدا ہوتی

ذلك بان الله عزوجل عدل لایجور
ودخل موسیٰ بن جعفر علیہما السلام
علیٰ رجل قد غرق فی سکرات
الموت وھو لا یجیب داعیاً فقالوا
یابن رسول اللہ وددنا لو عرفنا
کیف حال صاحبنا وکیف الموت
فقال ان الموت ھو المصفی یصفی
المؤمنین من الذنوب فیکون آخر
الم علیھم وکفارۃ آخر وزر
علیھم ویصفی الکافرین من حسناتھم
فیکون آخر لذۃ او نعمۃ او راحۃ
تلحقھم ھو آخر ثواب حسنۃ لھم
واما صاحبکم فقد نخل من الذنوب
نخلاً وصفی من الآثام تصفیۃ وخلص
حتی نقی کما ینقی الثوب من الوسخ و
صلح لمعاشرتنا اھل البیت فی دارنا
دار الابد۔ ومرض رجل من اصحاب
الرضاؑ فعادہ الرضاؑ فقال لہ کیف تجدک
فقال لقیت الموت بعدک یرید بہ
مالقیہ من شدۃ مرضہ فقال کیف
لقیتہ قال لہ اشدیدا فقال لہ ما لقیتہ

ہی۔ سبب یہ ہی کہ خدا بڑا عادل ہی وہ کسی پر ستم نہیں کرتا حضرت
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک شخص کے پاس تشریف
لیگئے کہ موت کا پسینہ اُسے آچکا تھا وہ کسی پکارنیوالے
کو جواب نہ دیتا تھا۔ یہ حال دیکھکر اصحاب نے عرض کیا یا
ابن رسول اللہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے اس دوست کی
حالت اور موت کی کیفیت معلوم کریں حضرت نے فرمایا موت
پاک صاف بنانیوالی چیز ہے مومنین کو گناہوں سے پاک کرتی
ہے۔ یہ موت آخری صدمہ ہی جو انپر پڑتا ہی۔ اور یہ موت
اُن کے گناہوں کیلئے آخری کفارہ ہی۔ اور یہ موت
کافروں کی نیکیاں دور کردیتی ہی۔ یہ موت ان کیواسطے آخری
لذت اور آخری نعمت اور آخری راحت ہی جو انکو ملتی ہی اور
انکی بھلائیوں کی آخری جزا ہے۔ اور یہ تمہارا دوست
اپنے گناہوں سی بالکل پاک ہوگیا۔ بُرائیاں اسکی اچھی طرح
دور ہوگئیں۔ اور یہ خالص ہوکر اسطرح صاف ہوگیا کہ جیسے
میل کچیل سی کپڑا صاف ہوجاتا ہی یہ اس قابل ہوگیا کہ ہم
اہلبیت کیساتھ ہمارے قصر میں ہمیشہ بسر کرے جناب
امام علی رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی
بیمار ہوگیا۔ حضرت اُسکی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔
حضرت نے اُس سے فرمایا تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو
اُس نے عرض کیا میں تو حضور کے پیچھے مر ہی گیا تھا
یعنی میں نے آپکے بعد مرض کی بڑی سختی جھیلی حضرت نے

ولكن لقيت ما ينذرك ويعرفك بعض حاله انما الناس رجلان مستريح بالموت ومستراح به فجدد الايمان بالله والنبوة والولاية تكن مستريحا ففعل الرجل ذلك والحديث طويل اخذنا منه موضع الحاجة ۔

وقيل لمحمد بن موسیٰ الرضا ما بال هؤلاء المسلمين يكرهون الموت فقال نعم جهلوه فكرهوا منه ولو عرفوه وكانوا من اولياء الله حقا لاحبوه و ليعلموا ان الآخرة خير لهم من الدنيا ثم قال يا عبد الله ما بال الصبي والمجنون يمتنعان من الدواء المنقي لبدنه والنافي للالم عنه فقال لجهلهم بنفع الدواء فقال والذي بعث محمدا صلى الله عليه وآله بالحق نبيا ان من قد استعد للموت حق الاستعداد فهو انفع لهم من هذا الدواء لهذا المعالج اما انهم لو عرفوا ما يؤدي اليه الموت من النعم لاستدعوه واحبوه

فرمایا آخر تمہاری کیا حالت ہو گئی تھی اسنے عرض کیا میں نے تکلیف اُٹھائی حضرت نے فرمایا وہ موت نہ تھی جو تم پر گذری بلکہ ایک مرض تھا جس نے موت سے تمہیں ڈرایا۔ اور اسکی حالت کچھ تمہیں دکھائی ر دیکھو، آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو موت کے سبب سے راحت پاتا ہے دوسرا وہ کہ جسکے مرنے سے دوسرے راحت پاتے ہیں اب تم وحدانیت خدا اور رسالت اور ولایت کے ساتھ ایمان کی تجدید کر لو تاکہ راحت پاؤ۔ پس اس صحابی نے ایسا ہی کیا یہ حدیث طولانی ہے ہم نے اسمیں سے بقدر ضرورت حصہ لیکر لکھدیا ہے جناب امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں کسی نے عرض کیا ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ لوگ موت سے کراہت کرتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ چونکہ لوگ موت کی خوبیوں سے جاہل ہیں اسلیئے موت کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اسکی خوبی کو پہچانتے تو اللہ کے سچے دوست ہوتے تو ضرور اسکو پسند کرتے اور جان لیتے کہ اُن کیلیئے دنیا سے آخرت بہتر ہے پھر فرمایا اے بندۂ خدا کیا سبب ہے کہ بچے اور مجنون دوا پینے سے انکار کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ دوا انکے بدن کو پاک اور بیماری کو اس سے دور کرتی ہے سائل نے عرض کیا یہ لوگ دوا کے نفع سے واقف نہیں ہیں اسلیئے نہیں پیتے حضرت نے فرمایا قسم ہے خدا کی جس نے جناب محمد مصطفےٰ کو برحق نبی مبعوث کیا ہے جو شخص پوری طرح موت کیلیئے آمادہ رہے تو موت اس کیلیئے زیادہ

اشد ما يستند على العاقل الحازم
الدواء لدفع الآفات واجتلاب السلامة
ودخل علی بن محمد بن علی بن موسیٰ
الرضا على رجل من اصحابه وهو يبكي
ويجزع من الموت فقال له يا عبد الله
تخاف من الموت لانك لا تعرفه
ارايتك اذا اتسخت ثيابك وتقذرت
فتاذيت من كثرة القذر والوسخ
عليك واصابك قروح وجرب و
علمت ان الغسل فی الحمام يزيل
عنك ذلك كله اما تريد ان تدخله
فتغسل فيزول عنك ذلك واما
تكره ان لا تدخله فيبقى ذلك عليك
فقال بلى يا ابن رسول الله فقال
ذلك الموت هو ذلك الحمام هو آخر ما
بقی عليك من تمحيص ذنوبك وتنقيتك
من سيئاتك فاذا انت وردت عليه
جاوزته فقد نجوت من كل غم و
هم واذى ووصلت الى كل سرور
وفرح فسكن الرجل ونشط واستسلم
وغمض عن نفسه ومضى بسبيله

مفید ثابت ہوگی اس نفع سی جو بیمار کو اس دوا سی حاصل
ہووے لیکن اگر یہ لوگ جان لیتے کہ موت کی وجہ سے انکو کیسی
نعمتیں حاصل ہونگی تو ضرور یہ لوگ اسکی خواہش کرتے
اور جسقدر عاقل ہوشمند مرض کے دفع کرنیکے واسطے سلامتی
حاصل کرنے کیلئے دوا کی خواہش کرتا ہی اس سے زیادہ یہ لوگ
موت سے محبت کرتے جناب امام علی نقی علیہ السلام اپنے
اصحاب میں سی ایک صحابی کے پاس ایسے وقت تشریف
لیگئے کہ وہ رو رہا تھا اور موت سے ڈر رہا تھا یہ حال دیکھکر حضرت
نے فرمایا اے بندہ خدا تو موت سے اسلئے خوف کرتا ہی کہ تو اُس کا
عارف نہیں ہی بولو اسمیں تمہاری کیا رائے ہی کہ جب تمہارا
لباس میلا ہو جائے اور تم نجس ہو جاؤ اور پلیدی کی کثرت سے تم
کو اذیت ہونے لگے زخموں اور خارش کی مصیبت میں تم گرفتار
ہو جاؤ اور یہ تم کو معلوم ہو کہ حمام میں نہانا ان سارے مرضوں کو دور
کردیگا تو کیا تم حمام میں غسل کرنیکا قصد نہ کروگے تا کہ یہ روگ تم سی
زائل ہو جائے اور کیا تم اس بات سی کراہت نہ کروگے کہ تم حمام نہ
جاؤ اور یہ کثافت تمپر باقی رہی صحابی نے عرض کیا جی ہاں یا
ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا یہ موت وہی حمام ہی جو کچھ
تمہارے گناہ باقی رہ گئے ہیں اُن سی رہائی پانیکا اور بداعمالیوں
سے پاک ہونیکا آخری وقت یہی ہی پس جب موت کے
کنارہ پر وارد ہوؤ گے اور اسکے پار اتروگے تو تمکو ہر رنج و غم
اور اذیت سی نجات ملجائیگی اور ہر طرح کی خوشی و فرحت کے

وسئل عن الحسن بن علی العسکری علیہ السلام
عن الموت ما ھو فقال ھو التصدیق
بما لا یکون ان ابی حدثنی بذلک
عن ابیہ عن جدہ عن الصادق
علیہ السلام انہ قال ان المؤمن
اذا مات لم یکن میتاً وان الکافر ھو
المیت لان اللہ عزوجل یقول

تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ
مِنَ الْحَیِّ یعنی المؤمن من الکافر و
الکافر من المؤمن وقال ع جاء رجل
الی النبی ص فقال یا رسول اللہ ما بالی
لا احب الموت فقال لک مال قال
نعم۔ قال قد مته امامک قال لا قال
فمن ثم لا تحب الموت +
وقال ع وجاء رجل عند ابی ذر رض فقال
ما لنا نکرہ الموت فقال لانکم عمرتم
الدنیا وخربتم الآخرۃ فتکرھون
ان تنقلوا من عمران الی خراب۔
وقیل لہ کیف ترٰی قدومنا علی
اللہ فقال اما المحسن فکا الغائب یقدم

پاس تم پہنچ جاؤگے، یہ سنکر، وہ صحابی مطمئن ہوکر خوش ہوگیا
اور موت پر راضی ہوکر آنکھیں اُسنے اپنی بند کرلیں اور اپنی راہ لی۔
جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا گیا موت کیا چیز
ہے۔ فرمایا موت سے مراد ان چیزوں کی تصدیق ہے جو ابھی واقع نہیں
ہوئیں۔ میرے والد ماجد نے مجھے اسکی خبر دی ہے ان جناب نے
اپنے والد سے ان حضرت نے اپنے دادا سے انجناب نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان جناب نے فرمایا جب
مومن مرتا ہے تو وہ میت نہیں ہوتا بلکہ کافر جو ہے وہی میت ہے
جیسا کہ خدا نے فرمایا تو زندہ کو میت سے اور میت کو زندہ سے
پیدا کرتا ہے یعنی مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے۔ امام
حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص رسول اللہ کی
خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں
موت کو پسند نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا تیرے پاس مال
ہے اُسنے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اپنے مال کی متعلق
پیشقدمی[ع] کی ہے اُس نے عرض کیا جی نہیں فرمایا جب ہی تو
تو موت کو پسند نہیں کرتا انھی حضرت نے فرمایا ایک شخص ابوذر
غفاری کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا اسکا سبب کیا ہے کہ ہم
موت سے کراہت کرتے ہیں فرمایا وجہ یہ ہے کہ تم نے دنیا کو آباد اور
آخرت کو برباد کردیا ہے اسی وجہ سے تم آبادی سے اُجاڑ کی طرف جانا
پسند نہیں کرتے۔ کسی نے عرض کیا آپکی رائے میں ہمارا حال

ع یعنی اپنی زندگی میں تو نے اپنا مال کبھی راہ خدا میں صرف کیا ہے ۱۲ مترجم

علی اهله واما المسیئ فکالابق یقدم
علی مولاه وهو عنه خائف +
وقیل له کیف ترى حالنا عند الله
قال اعرضوا اعمالکم علی کتاب الله
حیث یقول انّ الابرار لفی نعیم
وانّ الفجار لفی جحیم قال رجل
این رحمة الله قال انّ رحمة الله
قریب من المحسنین ؛

(باب الاعتقاد فی المسائلة فی القبر)
قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی
المسائلة فی القبر انها حق لا بد
منها فمن اجاب بالصواب فاز بروح
وریحان فی قبره وبجنة النعیم
فی الآخرة ومن لم یجب بالصواب
فله نزول من حمیم فی قبره وتصلیة
جحیم فی الآخرة واکثر ما یکون عذاب
القبر من النمیمة وسوء الخلق والاستخفاف
من البول ؛ واشد ما یکون عذاب
القبر علی المؤمن المحق مثل اختلاج

اسوقت کیا ہوگا کہ جب ہم خدا کی طرف جائینگے۔ فرمایا نیکوکار
اس طور سے حاضر ہونگے جیسے کوئی مسافر اپنے اہل و عیال میں
زخوش خوش، واپس آتا ہے اور بدکار اسطرح جائیگا جیسے
بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کی خدمت میں خوف زدہ حاضر ہوتا ہے کسی
نے عرض کیا آپ کی رائے میں خدا کے سامنے ہمارا کیا حال
ہوگا؟ فرمایا اپنے اعمال قرآن پر جانچو کیونکہ وہ فرماتا ہے نیک
بندے خدا کی نعمتوں میں بسر کرینگے اور بدکار بندے جہنم
میں رہینگے۔ ایک شخص نے عرض کیا رحمت خدا کس سے
متعلق ہوگی۔ فرمایا رحمت خدا نیکوں سے متعلق ہوگی۔

(قبر میں سوال وجواب کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابوجعفر فرماتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ قبر میں سوال جواب
کا ہونا برحق ہے اور ضرور ہوگا۔ پس جو شخص ٹھیک جواب دیگا
تو اسے قبر میں راحت اور خوشبو اور آخرت میں نعمتوں والی جنت
ملیگی اور جو شخص جواب باصواب نہ دیگا تو قبر میں اسکی آگ
کا نزول ہوگا اور روز قیامت وہ جہنم میں ڈالا جائیگا۔ زیادہ تر عذاب
قبر کا سبب چغلخوری اور کج خلقی اور پیشاب کی نجاست
کو بے حقیقت سمجھنا ہے۔ سخت سے سخت عذاب قبر مومن حقدار
پر آنکھ پھڑکنے کی برابر یا پچھنے لگانیکی مانند ہوگا۔ اور اتنا عذاب

ف جبکہ مردہ کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں لوگ رخصت پاتے ہیں اسوقت منکر نکیر دو فرشتے قبر میں آتے ہیں اور بحکم خدا مردہ کی روح اسکے بدن میں ڈال دیتے ہیں وہ زندہ ہوکر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ دونوں فرشتے اس سے دین اور کتاب اور قبلہ اور وحدانیت اور نبوت اور امامت کے متعلق عقیدہ دریافت کرتے ہیں۔ پس جو شخص ہر سوال کا جواب پورا دیتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اس مردہ کو جنت کی خوشخبری دیکر اسکی قبر میں ایک کھڑکی بنا دیتے ہیں جس سے مردہ کو راحت ملتی ہے اور خوشبو اسے آتی ہے اور جو شخص پورا جواب نہیں دیتا ہے تو اسے وہ فرشتے آگ کے گرز سے مارتے ہیں اور جہنم کی کھڑکی اسکی قبر میں کھول کر چلے جاتے ہیں ۱۲ مترجم بدایونی۔

العين او شرط الحجامة ويكون
ذلك كفارة لما بقي عليه من الذنوب
التي لم تكفرها الهموم والغموم و
الامراض في شدة النزع عند الموت
فان رسول الله كفن فاطمة بنت
اسد ام امير المؤمنين بقميصه
بعد ما فرغ النساء من غسلها وحمل
جنازتها على عاتقه فلم يزل تحت
جنازتها حتى اوردها قبرها وانه
اضطجع فيه ثم قام فاخذها على يديه
ووضعها في قبرها ثم انكب عليها
يناجيها طويلا ويقول لها ابنك ابنك
ثم خرج وسوى عليها التراب ثم انكب
على قبرها فسمعوه وهو يقول لا اله
الا الله اللهم اني استودعها اياك
ثم انصرف فقال له المسلمون يا
رسول الله انا رأيناك صنعت اليوم شيئا
لم تصنعه قبل اليوم فقال اليوم
فقدت بر ابي طالب انها كانت فاطمة
ليكون عندها الشيء فتؤثرني به على
نفسها وولدها واني ذكرت يوم
القيمة يوما وان الناس يحشرون عراة
فقالت واسوأتاه فضمنت لها ان يبعثها الله
كاسية

اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا جو اسکے ذمہ باقی رہ جائینگے
جنکا کفارہ رنجوں اور غموں اور بیماریوں سے اور موت کے وقت
جانکنی کی سختی سے نہو سکیگا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین علیہ السلام
کو جبکہ عورتیں اُس معظمہ کے غسل سے فارغ ہو چکیں اپنے
قمیص مبارک میں کفن دلوایا اور اپنے کندھے پر انکا جنازہ اُٹھایا
اور برابر اُٹھائے رہے یہانتک کہ جنازہ کو قبر کے پاس لائے
اور خود قبر میں لیٹے پھر کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں پر
جنازہ لیا اور قبر میں رکھدیا پھر جنازہ کیطرف جھکے اور دیر تک
کچھ آہستہ فرماتے رہے اور دو مرتبہ فرمایا اِبنُک پھر باہر تشریف
لے آئے پھر مٹی دیکر قبر کیطرف جھکے پس لوگوں نے سنا وہ جناب
فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں خدایا فاطمہ کو تیرے
ہی سپرد کرتا ہوں پھر وہ جناب واپس ہوئے۔ مسلمانوں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آج حضور نے وہ کام کیا
ہے کہ اس سے پہلے وہ کام نہیں کیا۔ فرمایا آج چچا ابو طالب کی
نیکی میرے پاس سے گم ہو گئی فاطمہ کا حال یہ تھا کہ جب انکے
پاس کوئی چیز ہوتی تھی تو اسکی بابت مجھکو اپنے نفس پر اور
اپنی اولاد پر مقدم رکھتی تھیں ایک دن میں نے ان کے سامنے
قیامت کا کچھ حال بیان کیا کہ آدمی برہنہ محشور ہونگے فاطمہ
بولیں ہائے میرا بدن بھی برہنہ ہوگا، پس میں اُنکا ضامن
ہو گیا کہ خدا تم کو ایسے حال میں اُٹھائیگا کہ تم لباس پہنے ہوئے

وذكرت ضغطة القبر فقالت واضعفاه فضمنت لها ان يكفيها الله تعالى و ذلك فكفنتها بقميصي واضطجعت في قبرها لذلك وانكببت عليها فلقنتها ما تسئل عنها وانها سئلت عن ربها فقالت الله ربي وسئلت عن نبيها فاجابت محمد نبي وسئلت عن وليها وامامها فارتج عليها وتوقفت فقلت لها ابنك ابنك فقالت ولدي امامي فانصرفا عنها وقالا لا سبيل لنا. عليك نومي كما تنام العروس في خدرها ثم ماتت موتة ثانية وتصديق ذلك في كتاب الله قوله تعالىٰ رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ

(باب الاعتقاد في الرجعة)

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا في الرجعة انها حق وقد قال الله تعالىٰ في كتابه العزيز اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

ہوگی اور مین نے اُن سے فشار قبر کا ذکر کیا۔ فاطمہ کہنے لگیں ہائے میری ضعیفی پس میں اُنکا ضامن ہوگیا کہ خدا اس صدمہ سے تمہاری کفایت فرمائیگا جبھی تو مینے اپنے کرتہ کا اُنکو کفن دیا اور قبر میں اُنکی لیٹا اور اُنکی طرف خم ہوکے وہ باتیں اُنکو تعلیم کین جنکا اُنسے سوال کیا جاتا۔ فاطمہ سے پوچھا گیا تمہارا رب کون ہے انھوں نے جواب دیا اللہ میرا رب ہے اور اُن سے سوال کیا گیا تمہارا نبی کون ہے اُنہوں نے کہا محمدؐ میرے نبی ہیں اور اُنسے دریافت کیا گیا تمہارا ولی اور امام کون ہے یہ سنکر وہ سوچنے لگیں اور خاموش ہوگئیں پس مینے بتایا تمہارا فرزند تمہارا بیٹا۔ فاطمہ نے جواب دیا میرا فرزند امام ہے الغرض وہ دونو فرشتے یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ تمپر ہمارا قابو نہیں اب تم آرام کرو جسطرح دُلہن اپنے حجلہ میں آرام کرتی ہے پھر وہ دوبارہ مرگئیں دو دفعہ مرنیکی تصدیق قرآن میں قول خدا ہے روز حشر عہ کہینگے اے رب ہمارے تونے ہم کو دو دفعہ ہلاک کیا اور دو دفعہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں آیا جہنم سے نکلنے کی راہ ہے عہ

(رجعت کیمتعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفرؒ نے فرمایا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رجعت کا ہونا حق ہے چنانچہ خدا نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ان لوگوں کے بارے میں کہ جنکی رجعت ہو چکی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو ہزاروں تھے موت سے ڈر کے اپنے گھروں سے باہر نکل پڑے

عہ منقول ہے کہ دو مرتبہ آدمی مرتا ہے پہلی مرتبہ دنیا میں اور دوسری بار قبر میں موت آتی ہے۔ اور دو مرتبہ آدمی زندہ ہوتا ہے اول سوال منکر نکیر کیلئے دوسری دفعہ قیامت کے دن عذاب یا ثواب کیواسطے ۱۲ مجمع البحرین عہ جواب دیا جائیگا تم ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہوگے کبھی رہائی نہ پاؤگے ۱۲ مجمع البیان

فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم
کان ہؤلاء سبعین الف بیت
وکان قد یقع فیہم الطاعون کل
سنۃ فیخرج الاغنیاء لقوتہم
یبقی الفقراء لضعفہم فیقل
الطاعون فی الذین یخرجون یکثر
فی الذین یقیمون فیقول الذین
یقیمون لو خرجنا لما اصابنا الطاعون
ویقول الذین خرجوا لو اقمنا لاصابنا
کما اصابہم فاجمعوا ان یخرجوا
جمیعاً من دیارہم اذا کان وقت
الطاعون فخرجوا جمیعہم فنزلوا
علی شط بحر فلما وضعوا رحالہم
ناداہم اللہ موتوا فماتوا جمیعاً
فکنستہا المارۃ عن الطریق وبقوا
بذلک ماشاء اللہ فمر بہم نبی من
انبیاء بنی اسرائیل یقال لہ ارمیا
فقال لو شئت یا رب لاحییتہم فیعمروا
بلادک فاوحی اللہ الیہ افتحب ان
احییہم لک قال نعم یا رب فاحیاہم
اللہ لہ وبعثہم معہ فہؤلاء ماتوا

پس خدا نے حکم دیا کہ تم سب مر جاؤ (جب وہ مر گئے تو) پھر خدا
نے انکو زندہ کیا۔ وہ لوگ ستر ہزار گھروں کے باشندے تھے ہر سال
اُن میں طاعون پڑا کرتا تھا۔ مالدار تو اپنی قوت (مالی) کی وجہ سے
نکل جاتے تھے اور غربا بوجہ اپنی کمزوری کے رہ جاتے تھے پس جو
لوگ نکل جاتے تھے اُنمیں طاعون کم ہوتا تھا اور مقیم رہنے
والونمیں بکثرت ہوتا تھا۔ مقیم رہنے والے کہتے تھے کاش کہ
ہم بھی نکل جاتے تو مرض طاعون سے مصیبت زدہ نہوتے
اور نکل جانیوالے کہتے تھے اگر ہم اقامت کرتے تو جسطرح
اُنپر مصیبت پڑی اسی طرح ہمپر بھی بلائے ناگہانی
پڑتی۔ پس ان لوگوں نے اتفاق کرلیا کہ جب طاعون کا
وقت آئے تو سب کے سب اپنے گھروں سے نکل پڑو۔ الغرض
تمام آدمی نکل کر دریا کے کنارے جا اُترے۔ جب وہ لوگ
اپنا سامان ٹھکانے پر لگا چکے خدا نے اُن کو آواز دی کہ
تم سب مر جاؤ پس وہ سب مر گئے رہگیروں نے اُن کو
راستہ سے ہٹا دیا وہ لوگ اسیطرح جبتک خدا کو منظور تھا
پڑے رہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی اُنپر گذرے جنکا
نام ارمیا تھا۔ نبی نے عرض کیا خدایا اگر تیری مشیت ہو تو تو
انکو زندہ کر دے تاکہ یہ لوگ تیرے شہروں کو آباد کریں۔ خدا
نے اُنکے پاس وحی بھیجی آیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے وسیلہ
سے میں انکو زندہ کر دوں (تو میں زندہ کر دونگا) نبی نے عرض
کیا ہاں میرے پروردگار۔ الغرض خدا نے نبی کیلئے انکو زندگی

ع تفسیر والا میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ یہ واقعہ حضرت عزیر کا ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔

وَرَجَعُوا اِلَى الدُّنْيَا ثُمَّ مَاتُوا بِآجَالِهِم
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى
قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ
بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْ
مًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ
لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ
لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَا
مِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا
تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فَهٰذَا اَمَاتَ مِائَةَ
عَامٍ ثم رجع الى الدنيا وبقي فيها ثم
مات باجله وهو عزير وروی انه ارمیا
وقال الله تعالیٰ فی قصة المختارین
من بنی اسرائیل من قوم موسیٰ
لِمِيْقَاتِ رَبِّهٖ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وذلك انهم سمعوا كلام الله

بخشی اور ان سب کو حضرت کے ہمراہ بھیجدیا۔ الحاصل یہ لوگ
مرے پھر دنیا میں انکی رجعت ہوئی۔ پھر وہ اپنی اجلوں پر
مر گئے خدا نے فرمایا اس شخص کا قصہ یاد کرو جو ایک بستی پر
گذرا وہ بستی اپنی چھتوں پر اوندھی ہوئی تھی اس شخص نے کہا
اسکے فنا ہونے کے بعد خدا اسے کیونکر زندہ کریگا۔ پس خدا نے
اسکو سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر اسے اٹھایا۔ خدا نے فرمایا تم
کتنی دیر پڑے رہے وہ بولے ایکدن بلکہ ایک دن سے کچھ کم پڑا رہا
خدا نے فرمایا بلکہ تم سو برس تک پڑے رہے اب تم اپنا کھانا اور
پانی دیکھو جو خراب نہیں ہوا اور گدھے کو دیکھو اور یہ اسلیئے
کیا ہی تاکہ ہم تم کو سارے آدمیوں کیلیئے نشانی قرار دیں اور ہڈیوں
پر نظر ڈالو کہ ہم انکو کیونکر زندہ کرتے ہیں پھر گوشت کا لباس
کس طرح انکو پہناتے ہیں پس جبکہ اس شخص پر یہ معاملہ ظاہر ہوگیا
تو اس نے کہا مجھے یقین تھا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہی اب دیکھ بھی
لیا۔ پس یہ بزرگوار سو برس تک مردہ رہے پھر دنیا میں انکی رجعت
ہوئی اور زندہ رہے پھر اپنی اجل پر مرے اور یہ عزیر نبی تھے اور بروایتے
ارمیا تھے۔ خدا نے فرمایا ان لوگوں کے قصہ میں جو بنی اسرائیل
میں سے جناب موسیٰ کی قوم کے میقات پروردگار کیلیئے منتخب
کیئے گئے تھے پھر ہم نے تمکو دوبارہ اُٹھایا تمہارے مرنیکے بعد تاکہ
تم لوگ شکر ادا کرو۔ واقعہ اسکا یہ ہی کہ جب ان لوگوں نے کلام خدا

ع جواب میں او حرف تردید لانیکی وجہ یہ ہو کہ دن کے شروع میں خدا نے حضرت عزیر نبی کی روح انکے بدن سے جدا کی تھی لیکن سو برس کے بعد جب انہیں زندہ کیا تو دن
آخر ہو چکا تھا پھر جب ان سے پوچھا گیا تم کتنی دیر پڑے رہے تو انھوں نے جواب دیا کہ دن بھر لیکن جب آفتاب کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا تو فوراً کہدیا کہ بلکہ ایک دن
سے کم میں یہاں پڑا رہا ہوں مجمع البیان قول مترجم لفظ او اس آیت میں لفظ بل کے معنی میں ہو ۱۲

قالوا لا نصدق به حتی نری الله
جهرة فاخذتهم الصاعقة بظلمهم
فماتوا فقال موسی یا رب ما اقول لبنی
اسرائیل اذا رجعت الیهم فاحیاهم
الله فرجعوا الی الدنیا فاکلوا وشربوا
ونکحوا النساء وولد لهم الاولاد
بقوا فیها ثم ماتوا باجالهم۔

وقال الله یا عیسی بن مریم واذ
پارہ ۷ رکوع ۶
تخرج الموتی باذنی فجمیع الموتی الذین
احیاهم عیسی باذن الله رجعوا الی
الدنیا وبقوا فیها ما بقوا ثم ماتوا باجالهم
پ ۱۵ ع ۱۷
واصحاب الکهف لبثوا فی کهفهم و
مائة سنین وازدادوا تسعا ثم
بعثهم الله فرجعوا الی الدنیا لیتساءلوا
بینهم وقصتهم معروفة ٭٭٭

سنا تو کہنے لگے ہم تصدیق نہ کرینگے جبتک کہ ہم خدا کو کھلم کھلا
نہ دیکھ لیں انکے اس ظلم سے صاعقہ نے انکو آلیا کہ سب مرگئے
پس جناب موسٰی نے عرض کیا اے میرے رب جب میں بنی
اسرائیل کے پاس پلٹ کر جاؤنگا تو انھیں کیا جواب دونگا
پس خدا نے ان سب کو زندہ کر دیا دنیا میں انکی رجعت ہوئی
انھوں نے کھایا پیا عورتوں سے نکاح کیا۔ بچے ان کے یہاں پیدا
ہوئے بہت دنوں دنیا میں باقی رہے پھر اپنی اجلوں پر مر گئے۔
اور خدا نے فرمایا اے عیسٰی بن مریم یاد کر واسوقت کو جب
تم میرے حکم سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے لہذا جن لوگونکو
حضرت عیسٰی نے خدا کے حکم سے زندہ کیا انکی دنیا میں رجعت
ہوئی وہ لوگ باقی رہے دنیا میں جبتک کہ وہ زندہ رہے پھر اپنی
اجلوں پر وہ مر گئے اور اصحاب کہف نو اوپر تین سو برس گڑھے
میں پڑے رہے پھر خدا نے انکو اٹھایا جب ہی تو دنیا میں ان کی
رجعت ہوئی تاکہ وہ لوگ آپس میں سوال وجواب کریں۔
اصحاب کہف کا واقعہ مشہور ہے۔

عہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ انہیں اصحاب کہف کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ برابر سانس لے رہے تھے داہنے بائیں کروٹیں بدلتے تھے۔ قول مترجم یہ سب علامتیں حیات کی ہیں کہ وہ لوگ مردہ نہ تھے بلکہ زندہ تھے مگر انکے بدنوں سے جدا نہیں ہوئی تھی البتہ نیند انپر خدا نے اتنی غالب کر دی تھی کہ اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے پر وہ لوگ قادر نہ تھے لہذا اس آیت سے رجعت کے ہونے پر دلیل قائم کرنا صحیح نہیں ہے اسلئے کہ رجعت تو اسوقت صادق آتی ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں دوبارہ زندہ ہو اور اصحاب کہف مردہ نہیں ہوئے تھے بلکہ سو رہے تھے اور سوتے سے جاگنے کا نام رجعت نہیں ہے۔ بلکہ اس آیت سے غیبت ثابت ہو سکتی ہے فتدبر ۱۲ مترجم بدالرانی عسہ تفسیر تنویر البیان میں اصحاب کہف کا قصہ اس طرح درج ہے کہ جب قوم ترسا کی سرکشی اور تعدی حد سے گذر گئی انجیل کے حدود احکام کی پیروی انھوں نے چھوڑ دی یہانتک نوبت پہنچی کہ بدکاری آئین بکثرت ہونیلگی بت پرستی انکا شیوہ ہو گیا بعضے اس قوم میں زاہد اور عبادتگذار بھی تھے۔ اس قوم ترسا کا بادشاہ بت پرست اور بڑا ظالم وجابر تھا دقیانوس اسکا نام تھا دین عیسوی سے وہ لوگوں کو منع کرتا تھا جو اسکے کہنے پر عمل نہ کرتا تھا تو اسے وہ جفا کیکر قتل کر دیتا تھا وہ شہروں پر قبضہ کرتا ہوا پھرتا تھا یہانتک کہ وہ شہر انسوس میں پہنچا اسی بستی میں اصحاب کہف رہتے تھے یہ لوگ اس کے خوف سے بہت پریشان ہوئے اور اپنی عبادتگاہوں میں جاکر خدا کی درگاہ میں بتضرع وزاری یوں دعا کرنے لگے خدایا تو ہمیں اس ظالم کے شر سے محفوظ رکھ۔ دقیانوس نے اپنی جاسوس مقرر کئے تھے وہ لوگ اصحاب کہف کے حال سے باخبر ہوئے پس ان نابکاروں نے دقیانوس کو خبر دی اس نے چند سپاہیوں کے ذریعہ سے ان بیچاروں کو اپنے پاس طلب کرکے ان پر نہایت شدت اور سختی برتی وہ بولے ہم خدائے وحدہ لاشریک کے

سوا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور کسی کی عبادت نہ کرینگے۔ جو تیرا جی چاہے وہ سلوک ہمارے ساتھ کر۔ دقیانوس کہنے لگا میں تمکو ایک دن کی مہلت دیتا ہوں
اسمیں تم خوب گور کر لیں تو تم نے میرا دین قبول کر لیا تو بہتر ہے ورنہ میں تمکو ایسے سخت عذاب میں مبتلا کرونگا کہ ساری دنیا کو اس سے عبرت ہوگی۔ یہ سنکر اصحاب کہف
اسکے دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی والدین کے یہاں سے زاد راہ کیلئے کچھ مال و زر لے لیا اور شہر افسوس سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس شہر کے قریب ایک پہاڑ تھا
اس پہاڑ میں ایک غار تھا اسکا ان دینداروں نے قصد کیا اثناء راہ میں ایک کتا ملا وہ کتا انکے ہمراہ ہو لیا ہر چند یہ لوگ اسے مارتے تھے مگر وہ انکا ساتھ نہ چھوڑتا
تھا۔ آخرکار بقدرت خداوہ کتا گویا ہوا اور کہنے لگا اے بندگان خدا تم مجھے نہ مارو کہ میں دوستان خدا کو دوست رکھتا ہوں جب تم خواب راحت کروگے میں تمہاری پاسبانی
کرونگا۔ الغرض وہ مومنین اس غار میں داخل ہوگئے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ خدا نے نیند کو انپر ایسا غالب کیا کہ تین سو نو برس تک وہ سوتے رہے۔
چند روز کے بعد دقیانوس منحوس نے ان کو طلب کیا لیکن انہیں نہ پایا۔ پھر اس نے ہر ایک کے والدین کو بلا کر ان کا حال پوچھا وہ کہنے لگے ہمارے گھروں سے
کچھ مال و زر لیکر وہ نہ معلوم کہاں چلدئے۔ جن لوگوں نے انکو جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ کہنے لگے کہ فلاں غار کیطرف گئے ہیں۔ یہ سنکر دقیانوس ایک
لشکر گراں ہمراہ لیکر اس پہاڑ کی جانب روانہ ہوا جب وہ غار کے قریب پہنچا کسیکو غار کے اندر جانیکی جرأت نہ ہوئی۔ دقیانوس کے ہمراہیوں میں سے بعض نے یہ رائے دی
کہ اس غار کا دروازہ بند کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ بھوک پیاس کے مارے ہلاک ہو جائیں۔ الغرض غار کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ دقیانوس کے لشکر میں دو شخص مومن بھی
تھے انہوں نے سیسہ کی تختی پر اصحاب کا نام و نسب لکھا اور یہ بھی اسپر لکھدیا کہ جو شخص اس غار کو کھولے وہ ان لوگوں کے حال سے اور ملک کو باخبر کرے۔ وہ دیوار
اسی طرح رہی یہانتک کہ دقیانوس مر گیا اور کئی قرن اسپر گذر گئے۔ پھر ایک مومن بادشاہ تخت نشین ہوا جو نہایت نیک تھا تندروس اسکا نام تھا اسکی رعایا میں مومن
بھی تھے اور کفار بھی۔ مومنین کا شیوہ یہ تھا کہ وہ کافروں کو دین حق کی دعوت دیتے تھے اور دوزخ کی آگ سے انکو ڈراتے تھے۔ کفار کہتے تھے ہم تو موت و حیات دنیا کے سوا اور کچھ
نہیں جانتے۔ بادشاہ وقت نے خدا سے دعا مانگی۔ الٰہی تو ان کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی دکھا دے۔ خدا نے اس بستی کے رہنے والوں میں سے ایک شخص کے دل میں جگہ
کر دی کہ اس نے غار کا دروازہ کھولدیا تاکہ غار کے اندر وہ اپنی بکریاں چرائے۔ اس شخص کا نام الیاس تھا۔ اسنے دیکھا کہ غار کے اندر چند آدمی سو رہے ہیں اور
ایک کتا بھی لیٹا ہوا ہے جب ہی الیاس نے غار کے اندر جانے کیلئے قدم بڑھایا ہی تھا کہ کتے نے اٹھکر اس پر حملہ کیا یہ حال دیکھکر الیاس ڈر گیا پھر خدا نے
اصحاب کہف کو بیدار کر دیا وہ سب اٹھ بیٹھے اور ایک نے دوسرے پر سلام کیا وہ کہنے لگے کہ ہم دن بھر بلکہ کچھ کم سوئے۔ ان کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے
تھے الغرض انہوں نے نماز پڑھی۔ پھر اپنے ساتھی تملیخا سے بولے تم شہر میں زر درہم لیکر جاؤ اور عمدہ کھانا لے آؤ مگر دیکھو تمہیں کوئی پہچان نہ لے اور یہ
بھی معلوم کرتے آنا کہ یہ بادشاہ ظالم ہمیں بلاتا ہے یا نہیں۔ تملیخا اپنے ساتھ کچھ درہم لیکر پہاڑ سے اترے اور شہر میں آئے تو دیکھا کہ نہ وہ شہر ہے اور نہ وہ
مکانات ہیں اور نہ وہ آدمی ہیں بلکہ شہر والے تو دین عیسوی رکھتے ہیں وہ تو حضرت عیسٰی پر درود بھیجتے ہیں یہ حال دیکھکر تملیخا کو بڑا تعجب ہوا اور دل میں کہنے
لگے کہ کیا بات ہو کہ میں یہاں سے گیا ہوں کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت عیسٰی کا کوئی شخص نام لے سکے لیکن آج انہیں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اسی حال میں تملیخا شہر
شہر کی گلیوں میں پھرتے تھے اور کوئی ایسا نہ ملتا تھا جس سے شہر کی حالت دریافت کریں۔ پھر اپنے جی میں کہنے لگے میں بھول گیا ہوں یہ وہ شہر ہی نہیں ہے یہ کوئی اور بستی
ہے۔ آخرکار ایک شخص سے اس شہر کا نام پوچھا وہ کہنے لگا شہر افسوس اسکا نام ہے۔ اسوقت پورا یقین ہوا کہ شہر تو وہی ہے لیکن باشندے وہ نہیں ہیں پھر تملیخا ایک
نانبائی کی دوکان پر گئے اور روٹی خریدنے کے لئے درہم اسے دئے نانبائی نے درہم دیکھے تو ان پر دقیانوس کا سکہ پایا جسکو تین سو برس سے زیادہ عرصہ گذر
گیا تھا۔ یہ دیکھکر وہ نانبائی تملیخا سے دست و گریبان ہو کر کہنے لگا کہ تم نے کہیں خزانہ پایا ہے مجھے بھی دو ورنہ میں تمکو پکڑا دونگا تملیخا نے خزانہ سے انکار کیا لیکن کسی کو
باور نہ ہوا آخر لوگ تملیخا کو حاکم شہر کے پاس لیگئے۔ تملیخا نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ اسی بادشاہ ظالم کے پاس مجھے لئے جاتے ہیں تو خدا سے دعا کرنے لگے الٰہی تو مجھے اس ظالم کے شر سے
محفوظ رکھ جب حاکم کے پاس تملیخا پہنچے تو حاکم نے کہا اے شخص سچ بتا تجھے یہ خزانہ کہاں سے ملا۔ تملیخا نے جواب دیا میں خزانہ سے بالکل بیخبر ہوں یہ درہم تو میں اپنے باپ کے گھر سے
لایا ہوں۔ حاکم نے کہا قسم کھاؤ ورنہ میں ابھی تمکو شکنجہ میں دیدونگا تملیخا نے کہا کہ تمکو قسم ہے اس خدا کی جسکی تم عبادت کرتے ہو سچ بتاؤ دقیانوس کہاں ہے۔ حاکم بولا اے شخص تو
دیوانہ ہو گیا ہے کیا دقیانوس اسکو مرے ہوئے تو تین سو برس سے زیادہ ہو گئے تملیخا نے کہا تم لوگ یہ کیا کہہ رہے ہو میرا قصہ سنو ہم لوگ چند رفیق تھے اس شہر کے بادشاہ
دقیانوس نے ہم پر ظلم و ستم کیا ہے ہم سب کل یہاں سے اسکے ڈر کے مارے بھاگے اور غار میں جا کر چھپے۔ آج میں یہاں آیا تاکہ کھانا خرید کروں مجھپر تہمت نہ لگاؤ
میں نے کہیں خزانہ نہیں پایا اگر تمکو میری بات کا یقین نہیں ہے تو میرے ساتھ چلو اور غار میں میرے ساتھیوں کو دیکھ لو۔ حاکم نے جب یہ سنا تو وہ دل میں کہنے لگا
شاید یہ سچ کہتا ہو اور خدا کی نشانی ہو یہ سوچکر حاکم مع چند آدمیوں کے تملیخا کے ہمراہ غار کیطرف روانہ ہوا جب غار کے دروازہ پر پہنچے تو تملیخا نے کہا تم لوگ
یہیں ٹھہرو میں اول اندر جاؤں اور اپنے دوستوں سے تمہارا حال بیان کردوں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اچانک چلے جانے سے وہ ڈر جائیں غرض

تملیخا اندر گئے اور سارا واقعہ اپنے دوستوں کو سنایا وہ لوگ ابھی فکر میں تھے کہ اہل شہر وہاں جا پہنچے اور یہ حال دیکھ کر سب کے سب حیران ہو گئے اتنے میں ایک شخص کی نظر سیسے کی تختی پر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا کہ فلاں مہینہ میں فلاں تاریخ دقیانوس بادشاہ کے ظلم سے تملیخا اور مکشلینا اور برنوش اور مرنوش اور شاذنوش اور مرطونس بھاگے اور اس غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ جب لوگوں نے وہ تختی پڑھی تو اُن کا تعجب اور زیادہ ہو گیا۔ اس پر یہ طرہ کہ چہرے ان جوانوں کے تر و تازہ تھے۔ لباس انکے بوسیدہ نہ ہوئے تھے اس وقت ان سب کو یقین ہو گیا کہ خداوند عالم مار ڈالنے اور زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اسکے بعد حاکم شہر نے بادشاہ کو عریضہ لکھا جس میں اصحاب کہف کا سارا واقعہ درج تھا۔ بادشاہ یہ خط پڑھ کے شکر خدا بجالایا اور مع لشکر غار کیطرف روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو اصحاب کہف کو عبادت خدا میں مصروف پایا۔ بادشاہ نے ان سب پر سلام کیا۔ اُن دینداروں نے بعد ملاقات بادشاہ سے یہ کہا اب ہم تمہیں رخصت کرتے ہیں۔ یہ کہکر وہ مومنین اپنے پہلوؤں کے بھل زمین پر لیٹ رہے اور سو گئے خدا کے حکم سے ان کی روحیں قبض ہو گئیں۔ پھر خدا نے چشم خلائق سے ان کو پوشیدہ کر دیا اور آدمیوں کے دلوں میں ان کی طرف سے کچھ ایسا خوف ڈال دیا کہ اُنکے پاس کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔ پس بادشاہ کے حکم سے غار پر ایک مسجد بنائی گئی جس میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اور خدا سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ حاجتیں اُنکی پوری ہوتی تھیں۔

حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور عالم کے دل میں اصحاب کہف کے دیکھنے کی آرزو ہوئی پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ پیام لائے یا رسول اللہ تم اُنہیں دنیا میں نہ دیکھو گے لیکن چند آدمی وہاں بھیجو جو ان کو تمہارے دین کی دعوت دیں۔ حضرت نے فرمایا میں کس طرح بھیجوں وہ مقام تو یہاں سے بہت دور ہے، جبرئیل نے عرض کیا مثل سلیمان علیہ السلام کے ان کو بساط پر بٹھاؤ پس ہوا بساط کو اس مقام پر پہونچاوے گی۔ حضرت کے حکم سے ایک بساط بچھائی گئی اور حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ اور حضرت ابوذر اور ابو بکر و عمر و عثمان اس پر بٹھائے گئے۔ حضور نے فرمایا تم لوگوں میں سے اصحاب کہف جس کے سلام کا جواب دیں بس وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہے۔ اس کے بعد حضرت نے خدا سے دعا مانگی پھر دعا کے بساط کو ہوا لیکر اڑی اور تھوڑی سی دیر میں پہاڑ کے پاس پہونچا دیا۔ بساط والے غار کے دروازے پر اترے۔ پتھر اس کے سامنے سے ہٹایا گیا کتے نے جوں ہی روشنی دیکھی تو وہ بھونکنے لگا اور حملہ آور ہوا۔ لیکن جب اسکی نظر حضرت امیر المومنین پر پڑی تو دم ہلانے لگا۔ اور سر سے اشارہ کیا کہ آئیے۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اصحاب کہف پر سلام کیا اُنہوں نے جواب میں کہا عَلَیْکَ السلام و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ حضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے کہ میں تم کو دین اسلام کی دعوت کروں یہ سنکر اصحاب کہف نے عرض کیا مرحبا بك اٰمنا و صدقنا حضرت نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سب کو سلام کہا ہے اُنہوں نے جواب دیا وعلی محمد رسول اللّٰہ الصلوٰۃ والسلام ما دامت السموات و الارض و علیک بما بلغت یعنی جناب محمد مصطفےٰ خدا کے رسول پر درود و سلام نازل ہو کہ جب تک یہ آسمان و زمین قائم ہیں اور آپ پر بھی سلام ہو کہ آپ نے حضور کا سلام ہمارے پاس پہونچا دیا اصحاب کہف جبکہ دین حق جناب رسول خدا کو قبول کر چکے پھر اپنی خوابگاہوں میں جا کر لیٹ رہے۔ یہ اصحاب کہف دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اس وقت جبکہ جناب صاحب الامر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور حضرت ان پر سلام کریں گے وہ حضرت کے سلام کا جواب دیں گے اور پھر مر جائیں گے۔ پھر روز قیامت مبعوث ہوں گے۔ اس کے بعد جناب امیر نے ہوا کو حکم دیا وہ بساط کو لے کر ہوا ہو گئی اور دم کے دم میں مسجد رسول میں آ پہونچی۔ ابھی جناب امیرؑ نے واقعہ بیان نہیں کیا تھا کہ حضور سرور عالم نے وحی کے ذریعے سے اصحاب کے سامنے سارا حال بیان کر دیا ۱۲

فان قال قائل ان اللہ تعالیٰ یقول
وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ قیل
لهم فانهم کانوا موتیٰ
وقال اللہ عز و جل يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا (سورۂ یٰسین پ ۲۳ ع ۳)
مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ
صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ وانا قالوا کذلک
فانهم کانوا موتیٰ ٭
ومثل هذا کثیر فقد صح ان الرجعة
کانت فی الامم السابقة فقد قال النبی صلعم
یکون فی هذه الامة ما یکون فی
الامم السابقة حذو النعل بالنعل
والقذة بالقذة فیجب علی هذا
الاصل ان یکون فی هذه الامة رجعة
وقد نقل مخالفونا انه اذا خرج المهدی علیه السلام
نزل عیسیٰ بن مریم من السماء فصلی
خلفه ونزوله الی الارض رجوعه
الی الدنیا بعد موته لان اللہ عز
وجل قال اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ (پ ۳ ع ۱۴)

پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ خدا فرماتا ہے (اے رسول اگر تم اصحاب کہف
کو دیکھو تو تم انکے بارے میں گمان کروگے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ
وہ تو سورہے ہیں) پھر سونیوالوں میں رجعت کیسی تو اسکے جواب میں کہا
جائیگا کہ وہ لوگ مرے ہوئے تھے۔ خدا نے فرمایا (کفار کہینگے افسوس
کس نے ہماری خوابگاہ سے ہمکو اٹھا دیا (جواب دیا جائیگا) یہ وہی
(قیامت) ہے جسکا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچی
خبر دی تھی۔ اور اگر وہ کہیں کہ ایسا ہی ہے (یعنی مردوں کا زندہ
ہونا اور ہے) تو ہم کہینگے کہ وہ (اصحاب کہف) بھی مردہ تھے اور
دوبارہ زندہ کئے گئے اسکے مانند بکثرت آیتیں ہیں پس صحیح طور
سے ثابت ہوا کہ پچھلی امتوں میں رجعت ہوئی۔ چونکہ جناب
رسولخدا نے فرمایا ہے جو واقعے گذشتہ امتوں میں ہوئے ہیں وہ
بالکل میری امت میں بھی ہوں گے۔ جیسے ایک نعل
دوسری نعل کے اور ایک تیر کا پر دوسرے تیر کے پر کی مطابق
ہوتا ہے لہذا اس قاعدہ کے بموجب اس امت میں رجعت کا ہونا
لازم ہوا ہمارے مخالفین یعنی اہلسنت نے روایت کی ہے کہ جب
امام مہدی ظہور فرمائیں گے تو اسوقت عیسیٰ بن مریم آسمان
سے نازل ہونگے اور ان حضرت کے پیچھے نماز پڑھینگے حضرت
عیسیٰ کا زمین پر نزول اور دنیا میں انکی رجوع انکی موت کے بعد

٥٥ علامہ طبرسی علیہ الرحمہ تفسیر مجمع البیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے علم نحو نے لکھا ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی رافعک باعتبار معنی کے مقدم ہے اور متوفیک موخر ہے اس تقدیم و تاخیر معنوی کی مثال قرآن میں فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ہے اس آیت میں نذر بلحاظ معنی مقدم ہے کیونکہ نذر جمع ہے نذیر کی اور نذیر کے لفظی معنی ڈرانیوالا اور مراد اس سے رسول اور نبی ہے جو نذیر دنیا میں آئے اور عذاب قیامت میں ہوگا اسی طرح آیۂ مذکورہ درمتن میں تقدیم و تاخیر ہے پس مطلب یہ ہوا کہ اسوقت تو عیسیٰ بن مریم آسمان پر زندہ اٹھائے گئے پھر جب خدا کو منظور ہوگا خدا انکی قبض روح فرمائیگا چنانچہ حضور سرور عالم نے فرمایا عیسیٰ بن مریم تمہاری امت سے پہلے تمہارے پاس آئینگے آیت مذکورہ کے معنی ہیں انی رافعک ثم متوفیک بالموت بعد نزولک من السماء ای عیسیٰ میں تمہاری روح اسوقت قبض کرونگا جب تم آسمان سے زمین پر نازل

مجمع البیان

وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔ پ ۳ ع ۱۴

پ ۱۵ ع ۱۸
وقال تعالیٰ فَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ
مِنْهُمْ اَحَدًا وقال تع وَيَوْمَ نَحْشُرُ
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا
پ ۲۰ ع ۳
فالیوم الذی یحشر فیہ الجمیع غیر الذی
یحشر فیہ الفوج +
پارہ ۱۴ رکوع ۱۱
وقال تع وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ يعنی ذلك فی الرجعة ذلك
انه يقول بعد ذلك لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ يكون فی الدنيا لا فی الاخرة
وساجرد كتاب فی الرجعة ابين فيه
كيفيتها والادلة علی صحة كونها انشاء الله

ہوگی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہی اے عیسیٰ میں تمکو وفات دینے والا
اور اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ خدا نے فرمایا ہم اُنکو محشور کرینگے
اُنمیں سے ایک کو بھی نہ چھوڑینگے۔ اور فرمایا اُسدن ہم ہر امت
میں سے ایک گروہ جو ہماری نشانیوں کو جھٹلایا کرتا تھا محشور
کرینگے۔ الغرض جسدن کہ تمام آدمی محشور ہونگے اور ہوگا اور
جسدن گروہ گروہ محشور ہوگا وہ اور ہوگا روہی رجعت ہی خدا
نے فرمایا ان لوگوں نے خدا کی سخت قسمیں کھائی ہیں کہ خدا
نہیں اُٹھائیگا اسکو کہ جو مرجائیگا کہدو خدا کا وعدہ حق ہی
روہ ضرور اُٹھائیگا، لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے اس سے مراد
رجعت ہی وجہ یہ ہی کہ اسکے بعد خدا فرماتا ہی روہ لوگ اس لئے
اُٹھائے جائینگے) تاکہ خدا اُنپر وہ بات ظاہر کردے جس میں
ان لوگوں نے اختلاف کیا تھا اس اختلاف کا ثمرہ دنیا ہی میں
ظاہر ہوگا نہ کہ آخرت میں میں ایک رسالہ مستقل لکھوں گا
جسمیں رجعت کی کیفیت اور اسکے ہونیکی صحت پر دلیلیں درج

ع منقول ہی ایک مشرک کے ذمہ کسی مسلمان کا کچھ قرض تھا مسلمان نے ہرچند اس سے مانگا لیکن اُسنے انکار کردیا مسلمان نے اُس سے کہا تیرے مرنیکے بعد میں تجھ سے
لیلونگا مشرک بولا یہ تمہارا گمان غلط ہی خدا اُسکو زندہ نہ کریگا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ کسیکو زندہ نہ کریگا پس خدا نے اس مشرک کے جھٹلانیکے لئے یہ آیت نازل
فرمائی ہو مجمع البیان عہ تفسیر مجمع البیان میں ہی اس آیت میں خدا نے یہ خبر دی ہی کہ روز قیامت تمام آدمی اسلئے زندہ کئے جائینگے تاکہ ان لوگوں پر وہ حق ظاہر ہو
جائے جسمیں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ۱۲ قول مترجم اس آیت سے قیامت کا ہونا ثابت ہوتا ہی وقوع رجعت پر اس سے دلیل نہیں ہوسکتی۔ رجعت کی دلیلیں اور ہیں ۱۲ عہ
واقعی بات یہ ہی کہ رجعت کے ہونے پر تمام علمائے شیعہ کا اتفاق ہی حق الیقین میں رجعت کو ضروریات مذہب شیعہ میں شمار کیا ہی بلکہ اگر کوئی شیعہ رجعت کا انکار کرے تو وہ مذہب شیعہ سے
خارج ہوجائیگا حضرت ائمہ معصومین سے بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں جنسے بھی رجعت کا ہونا ثابت ہوتا ہی ۱۲ مترجم بدایونی للعہ اس رسالہ میں صدوق علیہ الرحمہ نے رجعت کے متعلق
چند آیتیں اور حدیثیں تحریر فرمائی ہیں پس ایک آیت سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں چند لوگوں کو رجعت ہوئی دوسری آیت سے ثابت ہوا کہ جسکا گذر ایک تباہ شدہ بستی کیطرف ہوا اُسکو
رجعت ہوئی حدیث سے پتہ لگا کہ وہ حضرت عزیر نبی تھے حضور سرور عالم نے ارشاد فرمایا ہی جو واقعے بنی اسرائیل میں ہوئے ہیں وہ سب میری امت میں بھی ہونگے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل
میں سے کوئی شخص سوسمار کے بھٹ میں داخل ہوا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہی ہوگا لہذا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جسطرح بنی اسرائیل میں رجعت ہوئی اسیطرح میری
امت میں بھی ہوگی یعنی حضرت صاحب الامر کے ظہور کے بعد خداوند عالم چند مومنین کو زندہ کریگا تاکہ وہ لوگ حضرت کی نصرت کریں اور ان جناب کے ہمراہ کفار سے
لڑکر شہادت کا درجہ رفیعہ حاصل کریں اور ایک گروہ منافقین کا اور ایک گروہ کفار کا دوبارہ زندہ کیا جائیگا تاکہ ان لوگوں سے حضرت حجت انتقام لیں اور طرح طرح
کی تکلیف دیکر قتل کریں اور وہ لوگ مومنین کے ہاتھوں سے ذلیل اور رسوا ہوئیں ۱۲ مترجم بدایونی

والقول بالتناسخ باطل ومن دان بالتناسخ فهو کافر لان فی التناسخ ابطال الجنة و النار۔

(باب الاعتقاد فی البعث بعد الموت)

قال الشیخ ابوجعفر رح اعتقادنا فی البعث بعد الموت انه حق قال النبی یا بنی عبد المطلب ان الرائد لا یکذب اهله والذی بعثنی بالحق نبیا لتموتن کما تنامون ولتبعثن کما تستیقظون وما بعد الموت دار الا الجنة او النار وخلق جمیع الخلق وبعثهم علی الله عزوجل کخلق نفس واحدة وذلک قوله تعالیٰ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔

(باب الاعتقاد فی الحوض)

قال الشیخ ابوجعفر رح اعتقادنا فی الحوض انه حق وان عرضه مابین ایلة وصنعاء وهو للنبی

کروں گا۔ انشاء اللہ

تناسخ[1] کا قول باطل ہے اور جو شخص تناسخ کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اسلئے کہ تناسخ کے سبب سے جنت و دوزخ کا ابطال لازم آتا ہے۔

(مرنیکے بعد روز حشر مبعوث ہونیکے متعلق عقیدہ) شیخ ابوجعفر رح فرماتے ہیں ہمارا عقیدہ بعد موت (روز قیامت) زندہ ہونیکے متعلق یہ ہے کہ وہ برحق ہے حضور سرور عالم نے فرمایا اے فرزندان عبد المطلب منزل کا پتہ دینے والا اپنی اہل سے جھوٹ نہیں بولتا ہے قسم ہے اسکی جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا ہے تم ضرور مروگے جسطرح کہ تم سویا کرتے ہو اور تم سب ضرور بالضرور اٹھائے جاؤگے جسطرح کہ تم بیدار ہوا کرتے ہو مرنیکے بعد کوئی گھر نہیں ہے بس جنت ہے اور جہنم ہے۔ تمام خلقت کو پیدا کرنا اور ان سب کو زندہ کرکے اٹھانا خدا کیلئے ایسا ہی جیسا ایک آدمی کو پیدا کرنا ثبوت اسکا قول خدا ہے کہ نہیں ہے تمہاری خلقت اور تمہاری بعثت مگر ایک شخص کے پیدا کرنے اور اٹھانے کے مانند

(حوض کوثر کے متعلق اعتقاد)

ابوجعفر فرماتے ہیں ہمارا عقیدہ حوض کوثر کے بارے میں یہ ہے کہ وہ برحق ہے اور چوڑائی اسکی اتنی ہی جیسے ایلہ[2] اور صنعاء[3] کے مابین

[1] تناسخ کے معنی ہیں اواگون یعنی جنم بدلنا۔ مراد اس سے یہ ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اسکی روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے اور اسیطرح پیدائش کا سلسلہ جاری رہیگا۔ یہ مذہب باطل ہے۔ اس مذہب کے باطل ہونے کی دلیلیں علم کلام و مناظرہ کی کتابوں میں درج ہیں ۱۲ مترجم بدیونی [2] ایلہ مزہ مفتوح ینبوع اور مصر کے مابین ایک بستی ہے ۱۲ مجمع البحرین [3] صنعاء ایک قصبہ ہے ملک یمن میں ۱۲ مجمع البحرین۔

وان فيه من الاباريق عدد نجوم
السماء وان الساقي عليه يوم القيمة
امير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه
السلام يسقى منه اوليائه ويزود
عنه اعدائه ومن شرب منه شربة
لم يظمأ بعدها ابداً وقال النبي صلعم
ليختلجن قوم من اصحابي دوني و
انا على الحوض فيوخذ بهم ذات
الشمال فانادي يارب اصحابي
فيقال لي انك لا تدري ما
احدثوا بعدك +

(باب الاعتقاد في الشفاعة)

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا في
الشفاعة انه لمن ارتضى دينه من
اهل الكبائر والصغائر فاما التائبون
من الذنوب فغير محتاجين الى
الشفاعة قال النبي صلعم من لم يؤمن
بشفاعتي فلا اناله الله شفاعتي و
قال لا شفيع انجح من التوبة +
والشفاعة للانبياء والاوصياء وفي
المؤمنين من يشفع مثل ربيعة
ومضر واقل المؤمنين من يشفع ثلثين

کا فاصلہ اور وہ حضور سرور عالم کا ہے اور ستارہائے آسمانی
کے ہم عدد اس پر کوزے ہیں۔ اسپر ساقی روز قیامت حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہونگے۔ وہ جناب
اسکا پانی اپنے دوستونکو پلائیں گے اور اپنے دشمنونکو اس کے
پاس سے ہٹائیں گے۔ جو شخص اسکا ایک گھونٹ پانی پیئے گا
وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا جناب رسول خدا نے فرمایا میرے اصحاب کا
ایک گروہ میرے پاس حوض کوثر پر آنیکے لئے مضطرب ہوگا
پس وہ لوگ بائیں جانب سے گرفتار کئے جائینگے۔ پس میں آواز دونگا
خدایا یہ میرے اصحاب ہیں جواب دیا جائیگا تمہیں خبر نہیں ہے کہ
تمہارے بعد ان لوگوں نے کیسے حادثے برپا کئے۔

(شفاعت کیمتعلق اعتقاد)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا شفاعت کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
شفاعت اسے نصیب ہوگی کہ خدا جسکے دین سے راضی ہو خواہ
اُسنے گناہ کبیرہ کیا ہو یا صغیرہ کا مرتکب ہوا ہو اور جو لوگ گناہوں
سے توبہ کرلیں اُنھیں شفاعت کی حاجت نہیں۔ جناب رسولخدا
نے فرمایا جو شخص میری شفاعت پر ایمان نہ لائے خدا اسکو میری
شفاعت نصیب نہ کرے۔ نیز فرمایا حاجت روائی میں توبہ سے
بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔

انبیاء اور اوصیاء شفاعت کرینگے۔ مومنین میں ایسے بھی ہونگے جو
اَنکی شفاعت کرینگے جو مثل قبیلہ ربیعہ اور مضر کے ہونگے نہایت
کم درجہ کا مومن تیس ہزار کی شفاعت کریگا۔ دین میں شک

اللقاء والشفاعة لا یکون لاهل الشك والشرك ولا لاهل الکفر والجحود بل یکون للمذنبین من اهل التوحید

(باب الاعتقاد فی الوعد والوعید)

قال الشیخ ابو جعفر رض اعتقادنا فی الوعد والوعید ان من وعده الله علی عمل ثوابا فهو منجزه ومن وعده الله علی عمل عقابا فهو بالخیار ان عذبه فبعدله وان عفی عنه فبفضله ﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ (پ ۲۴ سورہ فصلت) وقال الله عز وجل ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾ (پ ۵ ع ۶ رکوع)

(باب الاعتقاد فیما یکتب علی العبد)

قال الشیخ ابو جعفر رح اعتقادنا فی ذلك انه ما من عبد الا وله ملکان موکلان علیه یکتبان علیه جمیع اعماله. ومن همّ بحسنة کتب له حسنة وان عملها کتب له عشر حسنات فانّ همّ بسیئة لم یکتب علیه حتی یعملها وان عملها اجل سبع ساعات

رکھنے والوں اور مشرکوں کی اور کافروں اور منکروں کی شفاعت نہوگی بلکہ ان گنہگاروں کی شفاعت ہوگی جو اہل توحید سے ہونگے۔

(وعدہ وعید کے متعلق اعتقاد)

شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا وعدہ وعید کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے جس شخص سے اسکے اعمال کے بدلے ثواب کا وعدہ کیا ہے خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا اور جس شخص کو اسکے اعمال کے عوض میں عذاب سے ڈرایا ہے تو خدا کو اختیار ہے۔ خدا اگر اس پر عذاب کریگا تو یہ عذاب اسکے عدل سے ہوگا اور اگر اسکو عفو فرمائیگا تو یہ معافی اسکے فضل سے ہوگی۔ تمہارا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے خدا نے فرمایا ہے اللہ نہیں بخشیگا اس گناہ کو کہ اس کا شریک کیا جائے اور اس سے کم درجہ کے گناہ کو جس کی بابت وہ چاہیگا اپنے فضل و کرم سے بخشدیگا۔

(اس چیز کے متعلق عقیدہ جو بندوں کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا اسکے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی بندہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ جو اسکے سارے اعمال کو لکھتے ہیں۔

جو شخص کسی نیکی کا قصد کرتا ہے تو ایک نیکی اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور جبکہ اس نیکی پر وہ عمل کرلیتا ہے تو دس نیکیاں اُس کیلئے لکھی جاتی ہیں۔ اور اگر کسی بدکاری کا قصد کرتا ہے تو جبتک اُسکو عمل میں نہ لائے کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر وہ اس

عہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت سے دشمنی رکھنے والے اور انکے دشمنوں کے دوست اور ائمہ اثنا عشر سے لڑنیوالے اور انکو تلوار وغیرہ یا زہر سے شہید کرنیوالے جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا پر ظلم و ستم کرنیوالے انکے حق کو غصب کرنیوالے سب کے سب جہنمی ہیں۔ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہینگے کبھی انکو دوزخ سے رہائی نہ ہوگی ۱۲ مترجم بدایونی

فان تاب قبلها لم یکتب و ان لم یتب کتب علیه سیئة واحدة و الملکان یکتبان علی العبد کل شیٔ حتی و انهما یکتبان النفخ فی الرماد قال الله تعالیٰ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ و مر امیر المومنین برجل و هو یتکلم بفضول الکلام فقال له یا هٰذا الرجل انك تملی علی حفیظیك کتابا الی ربك فتکلم بما یعنیك ودع ما لا یعنیك و قال الرجل المسلم یکتب محسنا ما دام ساکتا فاذا تکلم کتب اما محسنا و اما مسیئا و موضع الملکین من ابن اٰدم الترقوان فان صاحب الیمین یکتب الحسنات و صاحب الشمال یکتب السیئات و ملکا النهار یکتبان عمل العبد فی النهار و ملکا اللیل یکتبان عمل العبد فی اللیل

(باب الاعتقاد فی العدل)

بدی کا مرتکب ہو گیا تو سات گھنٹے اسے مہلت دیجاتی ہے پس اگر سات گھنٹے سے پہلے توبہ کرلی تو وہ گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر وہ تائب نہ ہوا تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہی یہ دونوں فرشتے بندہ کا ہر کام لکھ لیتے ہیں یہانتک کہ اگر وہ بندہ راکھ میں پھونک مارتا ہے تو اسے بھی درج کر لیتے ہیں خدا نے فرمایا بہ تحقیق تمپر محافظ ہیں بزرگ مرتبہ فرشتے جو لکھ لیتے ہیں درآنحالیکہ جانتے ہیں ان باتوں کو جو تم کرتے ہو ایکمرتبہ حضرت امیر المومنینؑ کا گذر ایک شخص کیطرف سے ہوا جو طرح طرح کے زٹل قافیے بک رہا تھا حضرت نے فرمایا ای شخص تو اپنے نگہبان فرشتے سے ایک کتاب لکھوا رہا ہی جو تیرے رب کے سامنے پیش ہو گی تو ایسی باتیں کر جو تجھے فائدہ پہنچائیں اور ایسی باتیں چھوڑ دے جو تجھے فائدہ نہ دیں۔ حضرت نے فرمایا مرد مسلم نیکوکار لکھا جاتا ہی جبتک کہ وہ خاموش رہتا ہی اور جب کلام کرنیلگتا ہی تو یا نیک لکھا جاتا ہی یا بد۔ اور دونوں فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ اولاد آدمؑ کی گردن کی دونوں رگیں ہیں دہنی طرف والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہی اور بائیں جانب والا فرشتہ برائیاں درج کرتا ہی۔ دن کے دونوں فرشتے بندہ کے اعمال نہار لکھتے ہیں اور رات کے دونوں فرشتے بندہ کے اعمال شب تحریر کرتے ہیں

(عدل کیمتعلق اعتقاد)

ؔ اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بندے ہی ہر طرح کا کام کرتے ہیں اور وہ ہی اپنے فعلوں کے موجد ہیں ایسا نہیں ہے کہ خدا ہی انکے ہاتھوں اچھا یا برا کام کرتا ہی ورنہ بندوں کی طرف افعال کی نسبت بے معنی ہو گی اور نہ وہ افعال بندوں کے افعال کہلائے جائینگے بلکہ وہ تو خدا کے افعال ہونگے بندوں سے ان کو تعلق نہ ہو گا پھر برے فعلوں کے بدلے سزا بھی انکو نہ ملیگی حالانکہ بدفعلی کی سزا ضرور دیجائیگی پس معلوم ہوا کہ افعال بندوں سے ہی صادر ہوتے ہیں ۱۲ مترجم

قال الشیخ ابو جعفر رض ان اللہ تبارک
وتعالیٰ امرنا بالعدل وعاملنا ھو
بما فوقہ وھو التفضل فی ذلک انہ
عزوجل یقول من جاء بالحسنۃ
فلہ عشر امثالھا و من جاء بالسیئۃ
فلا یجزی الا مثلھا وھم لا یظلمون
والعدل ھو ان یثیب بالحسنۃ
الحسنۃ ویعاقب علی السیئۃ السیئۃ
وقال النبی لا یدخل الجنۃ رجل
بعملہ الا برحمۃ اللہ عزوجل۔

(باب الاعتقاد فی الاعراف)

قال الشیخ رح اعتقادنا فی الاعراف
انہ سور بین الجنۃ والنار وعلیہ
رجال یعرفون کلا بسیماھم الرجال
ھم النبی و اوصیاءہ ولا یدخل الجنۃ
الا من عرفھم وعرفوہ۔ ولا یدخل
النار الا من انکرھم وانکروہ وعند
الاعراف المرجون لامر اللہ اما
یعذبھم واما یتوب علیھم۔

(باب الاعتقاد فی الصراط)

٭٭٭٭٭٭

شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا بتحقیق خدا نے ہمکو عدل کا حکم
دیا ہوا اور خود ہمارے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہی جو عدل سی
بڑھا ہوا ہی اور وہ تفضل ہی۔ ثبوت اسکا یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی
جو شخص ایک نیکی عمل میں لائیگا اُس کیلیئے دس گنی نیکیاں
ہیں اور جو شخص ایک گناہ کریگا تو اُسکی سزا نہ دیجائیگی لیکن
اسی گناہ کی مانند۔ اور بندوں پر ظلم نہ کیا جائیگا۔
عدل سی مراد یہ ہی کہ خداوند عالم نیکی کے عوض میں جزائے
نیک عطا فرمائیگا اور بدی کے بدلے بری سزا دیگا۔ حضور
سرور عالم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص اپنے اعمال کیوجہ سے
جنت میں داخل نہ ہوگا مگر یہ کہ خدا کی رحمت اس سے متعلق ہوگی

(اعراف کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا ہمارا عقیدہ اعراف کے بارے میں
یہ ہی کہ وہ جنت و دوزخ کے مابین ایک دیوار ہی اس دیوار
پر چند حضرات ہونگے جو ہر شخص کو اسکی نشانی سی پہچان لینگے۔
وہ حضرات جناب رسولخدا اور آنحضرت کے (بارہ) اوصیاء
ہونگے جنت میں نہیں داخل ہوگا مگر وہ شخص جو ان حضرات
کا عارف ہوگا اور یہ بزرگوار اسی پہچانتے ہونگے اور جہنم میں بس
وہی لوگ جائینگے جو ان حضرات کے منکر ہونگے اور یہ سب
انکے نا شناسا ہونگے۔ اور اعراف کے پاس کچھہ لوگ ہونگے
جو حکم خدا کے امیدوار ہونگے کہ خدا اُنپر عذاب کریگا یا بخشدیگا

(صراط کے متعلق اعتقاد)

قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی
الصراط انه حق وانه جسر جہنم
وانه ممر جمیع الخلق قال اللہ عز
پارہ ۱۶ رکوع ۹
وجل وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔
والصراط فی وجه آخر اسم حجج
اللہ فمن عرفهم فی الدنیا و
اطاعهم اعطاہ اللہ جوازا علی
الصراط الذی هو جسر جہنم یوم
القیمة ویوم الحسرة والندامة +
وقال النبی لعلی علیه السلام یا
علی اذا کان یوم القیمة اقعد انا و
انت و جبریل علی الصراط فلا یجوز
علی الصراط الا من کان معه براءة بولایتک۔

باب الاعتقاد فی العقبات التی علی طریق المحشر
قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی ذلک
ان هذه العقبات اسم کل واحد فرض و امر و
نهی فمتی ینتهی الانسان الی عقبة اسمها فرض
وکان قد قصر فی ذلک الفرض حبس عندها

شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا صراط کے بارے میں ہمارا عقیدہ
ہی کہ وہ برحق ہی اور وہ جہنم کا پل ہی اور وہ ساری مخلوقات انسانی
کی گذرگاہ ہی چنانچہ خدا نے فرمایا ہی تم سب کے سب دوزخ پر
ضرور وارد ہو گے تمہارے پروردگار پر اسکا پورا کرنا یقینی ہی۔
اور صراط دوسرے معنی کے لحاظ سے نام ہی خدا کی حجتوں کا
پس جو شخص دنیا میں انکی معرفت رکھتا ہی اور انکا مطیع ہی
تو خدائے عزوجل قیامت کے دن اور روز حسرت و ندامت
اسے پروانہ راہ داری عطا فرمائیگا صراط پر جو دوزخ کا پل ہی
جناب سرور کائناتؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا اے
علیؑ جبکہ قیامت کا دن آئیگا تو میں اور تم اور جبرئیل صراط پر
بیٹھیں گے۔ صراط سے نہ گذرنے پائیگا مگر وہ شخص جس کے
پاس تمہاری ولایت کی سند ہوگی۔

(اُن گھاٹیوںؔ کے متعلق عقیدہ جو راہ محشر میں ہونگی،
شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اسکے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہی کہ
ان گھاٹیوں کے جدا جدا نام ہیں۔ کسی کا فرض کسی کا امر کسی کا
نہی ہی پس جبکہ آدمی پہونچیگا اس گھاٹی کے قریب جسکا نام فرض
ہے اور اس نے اسکے عمل میں کوتاہی کی ہوگی تو وہ شخص اس
گھاٹی کے پاس روکا جائیگا اور خدا کے حق کا اس سے مطالبہ

مہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی عقبات محشر سے مراد اعمال واجبہ ہیں جنکے متعلق روز قیامت بازپرس ہوگی ان عقبات سے درحقیقت پہاڑیاں
مقصود نہیں ہیں اور نہ کسی حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ عقبات چند پہاڑیاں ہیں جنپر لوگ چڑھائے جائیں گے ان میں سے کوئی ان پر
بسہولت چڑھ جائیگا اور کسیکو دقت پڑیگی بلکہ حق تعالیٰ نے اعمال واجبہ کو عقبات سے تشبیہ دی ہی وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح آدمی کو پہاڑ پر چڑھنا
دشوار ہی اسیطرح اعمال واجبہ کی ادائگی اُسے گراں معلوم ہوتی ہی ۱۲ قول مترجم پس عقیدہ یہ ہونا چاہیئے کہ روز قیامت ہر ہر واجب کا حساب لیا جائیگا سوال جواب کیلئے
لوگ ٹھہرائے جائینگے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایک ایک واجب کا مطالبہ ہوگا جب کسی نے دنیا میں واجبات کی ادائگی میں تقصیر نہ کی ہوگی اسی بلیہ راہ کی سختیوں سے رہائی ملجائیگی اور جسنے
واجبات کو ترک کیا ہوگا وہ سختی میں مبتلا رہیگا۔ پس اگر رحمت خدا یا شفیعوں کی شفاعت اس سے متعلق نہ ہوئی تو وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈالدیا جائیگا ۱۲

وطولب بحق الله فيها فان خرج منها
بعمل صالح قدمه او برحمة تداركه نجى
منها الى عقبة اخرى فلا يزال يدفع
من عقبة الى عقبة ويحبس عند
كل عقبة فيسئل عما قصر فيه من
معنى اسمها فان سلم من جميعها انتهى
الى دار البقاء فيحيى حيوة لا يموت
فيها ابدا ويسعد سعادة الابد
لا شقاوة معها ويسكن فى جوار الله
مع انبيائه وحججه والصديقين
والشهداء والصالحين من عباده
وان حبس على عقبة فطولب بما
قصر فيه ولم ينجه عمل صالح قدمه
ولا ادركته من الله رحمة زلت
به قدمه عن العقبة فهو فى نار
جهنم نعوذ بالله منها۔ وهذه العقبات
كلها على الصراط۔ واسم عقبة
منها الولاية يوقف جميع الخلائق
عندها فيسئلون عن ولاية
امير المؤمنين والائمة عليهم
السلام من بعده فمن اتى
بها نجى وجاز ومن لم يات بها۔
بقى فهوى وذلك قول الله

کیا جائیگا پس اگر وہ اس گھاٹی سے بوجہ کسی عمل صالح کے
نکل گیا یا رحمت خدا نے اسکا تدارک کیا تو وہ نجات پاکر
دوسرے عقبہ کے پاس پہونچیگا پس وہ برابر ایک عقبہ سے
دوسرے عقبہ کیطرف دفع کیا جائیگا اور اسکے پاس قید کیا
جائیگا اور جس نام پر وہ عقبہ ہوگا اسکی کمی کا اس شخص سے سوال
کیا جاویگا پس اگر وہ بندہ تمام عقبات سے صحیح و سالم نکلگیا تو وہ
زندگانی کے گھر میں پہونچیگا جسمیں وہ زندہ رہیگا کہ اسمیں کبھی
اُسے موت نہ آئیگی اور وہ سعادت جاوید اسے حاصل ہوگی کہ
جس کیساتھ شقاوت نہ ہوگی اور خدا کے جوار رحمت میں نبیوں اور
وصیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور بندگان صالحین کے
ہمراہ سکونت گزیں ہوگا۔ اور اگر وہ کسی عقبہ کے پاس قید کیا
جائیگا پس اس سے مطالبہ کیا جائیگا اس چیز کا جسکے بجالانے
میں اُس نے کوتاہی کی ہے اور کسی عمل خیر نے جو اس نے پہلے
کیا ہو نجات نہ دی اور نہ خدا کی رحمت اس سے متعلق ہوئی تو
اس گھاٹی سے قدم اسکا پھسل جائیگا پس وہ دوزخ کی آگ
میں گر پڑیگا ہم خدا کی درگاہ میں جہنم سے پناہ مانگتے ہیں یہ سب
گھاٹیاں صراط پر ہیں انمیں سے ایک گھاٹی کا نام ولایت ہے جسکے
پاس تمام آدمی ٹھیرائے جائینگے۔ پس ان لوگوں سے ولایت
حضرت امیر المومنین کا اور ان جناب کے بعد ائمہ علیہم السلام کی ولایت
کا سوال کیا جائیگا پس جو شخص اسکا جواب لائیگا وہ نجات
پائیگا اور گھاٹی سے گذر جائیگا۔ اور جو اسکا جواب نہ دیگا

پ ۳۰ ع ۱۳
عزوجل اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ و
پ ۲۳ ع ۶
یقول اللہ تعالیٰ وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ
مَسْئُوْلُوْنَ واسم عقبۃ منہا المرصاد
ویقول اللہ عزوجل بعزتی وجلالی
لایجوزنی ظلم ظالم واسم عقبۃ
منہا الرحم واسم عقبۃ منہا
الامانۃ واسم عقبۃ منہا الصلوٰۃ
وباسم کل فرض وامر ونہی عقبۃ
یحبس عندھا العبد فیسئل عن
کل واحد ﷺ

(باب الاعتقاد فی الحساب والموازین)

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی
الحساب انہ حق۔ منہ مایتولاہ
اللہ عزوجل ومنہ مایتولاہ
حججہ فحساب الانبیاء والائمۃ
یتولاہ عزوجل۔ ویتولی کل
نبی حساب اوصیائہ۔ ویتولی
الاوصیاء حساب الامم اللہ تبارک
وتعالیٰ ھوالشہید علی الانبیاء و
الرسل وھم الشہداء علی الاوصیا والائمۃ
شہداء علی الناس فی ذلک قولہ تعالیٰ
پ ۵ ع ۳
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ
وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا وقال تع

وہ وہیں رہیگا پھر دوزخ میں گر جائیگا ثبوت اسکا قول
خدا اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی تمہارا رب مرصاد؏ پر رہیگا
خدا فرماتا ہی انکو ٹھیرالو کہ اُنسی جواب طلب کیا جائیگا۔
ان عقبات میں سی ایک کا نام مرصاد ہی۔ خداوند عالم احدیث
قدسی میں فرماتا ہی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کسی ظالم کا
ظلم مجھ سے نہ چھوٹیگا اور ان میں سی ایک عقبہ کا نام رحم ہے
اور ایک عقبہ کا نام امانت ہی اور ایک عقبہ کا نام نماز ہے۔
اور ہر ایک فرض اور ہر ایک امر اور ہر ایک نہی کا جدا جدا عقبہ
ہی انکے پاس روکا جائیگا پھر ہر ایک کے بارے میں اس سے سوال کیا
جائے گا۔

(حساب اور میزانوں کیمتعلق اعتقاد)

شیخ ابو جعفرؒ نے فرمایا حساب کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ
برحق ہی بعضوں کے حساب کا متولی خود خدا ہوگا۔ اور بعض کا
حساب خدا کی حجتوں سی متعلق ہوگا۔ پس انبیاء اور ائمہ کے
حساب کا تعلق خود اللہ ہی سے ہوگا۔ اور ہر نبی اپنے اپنے
وصیوں کا حساب لیگا اور اوصیا ساری امت کا حساب
لیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ گواہ ہوگا اپنی نبیوں اور رسولوں
پر اور تمام انبیا اور رسول اپنی اپنی وصیوں کی گواہی دینگے
ثبوت اسکا قول خدائے تعالیٰ ہے یعنی کیا حال ہوگا
جبکہ ہم ہر امت میں سی ایک گواہ لائیں گے اور تمکو اے
رسول ان گواہوں پر گواہ بنائیں گے۔ نیز خدا نے فرمایا کیا

؏ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ پل صراط کی ایک گھاٹی کا نام مرصاد ہے ۱۲ مجمع البیان۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ
وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ والشاهد
امير المؤمنين علی بن ابی طالب علیه
السلام وقوله تعالى إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ وسئل الصادق
قول الله وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ
لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا
قال ع الموازين الانبياء والاوصياء
ومن الخلق من يدخل الجنة بغير
حساب واما السوال فهو واقع على
جميع الخلق لقوله تعالى فَلَنَسْئَلَنَّ
الَّذِيْنَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ
الْمُرْسَلِيْنَ يعنی عن الدين واما
الذنب فلا يسئل عنه الا من يحاسب
قال تعالى فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ
إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ يعنى من شيعة
النبی والائمة خاصة دون غيرهم
كما ورد فی التفسير وكل محاسب
معذب ولو بطول الوقوف
ولا ينجون من النار ولا يدخل

یہ وہی ہی جو اپنے رب کی کھلی نشانی پر ہے اور پیچھے اسکے
ایک گواہ آتا ہی جو اسی کا جزء ہے (اس آیت میں) گواہ حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔
خدا فرماتا ہی بدرستیکہ ہماری طرف بندوں کی بازگشت ہوگی
اور ہمارے ذمہ انکا حساب ہوگا۔ امام جعفر صادق سے
قول خدا کی کہ روز قیامت ہم انصاف کی میزانیں قائم
کرینگے پس کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا تفسیر پوچھی
گئی حضرت نے فرمایا میزانوں سے انبیاء اور اوصیاء مراد ہیں
اور مخلوق میں سے ایسے بھی بندے ہونگے جو بغیر حساب جنت
میں جائینگے لیکن سوال تو ہر شخص سے ہوگا دلیل اس کی
قول خدا ہی کہ ضرور بالضرور سوال کرینگے ہم ان لوگوں سے
جن کیطرف رسول بھیجے گئے اور ضرور بالضرور سوال کرینگے
ہم رسولوں سے یعنی ان سب سے دین کا سوال ہوگا لیکن
گناہوں کا سوال ان ہی لوگوں سے کیا جائیگا جنکا حساب لیا جائیگا
خدا نے فرمایا پس اسدن کسی انسان اور جن سے اسکے گناہوں کا
سوال نہ کیا جائیگا یعنی ان لوگوں سے گناہ کا سوال نہ ہوگا جو
حضرت رسول اور ائمہ ہدیٰ کے فرمانبردار ہیں غیر لوگ
ایسے نہ ہونگے جیساکہ تفسیر میں ہی اور ہر وہ شخص کہ جس سے

۱ یعنی نبیوں اور انکے وصیوں کے ذریعہ سے ساری امت کے عملوں کی جانچ ہوجائیگی جس طرح میزان ترازو سے اس چیز کی جانچ ہوجاتی ہی جو اسمیں تولی جاتی ہے ۱۲
۲ پیروان رسول خدا اور فرمانبرداران ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے گناہوں کا سوال نہ ہونیکی وجہ یہ ہی کہ انکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا کہ بوجہ اطاعت کے ان سے گناہ سرزد ہوئے ہونگے جیسا کہ بیان ہوا معلوم ہوا کہ جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ شیعہ خالص نہیں ہیں اگر یہ لوگ بغیر توبہ مرجائینگے اور عالم برزخ کی سختی انکے گناہوں کا کفارہ نہ ہوگی تو یہ لوگ اس آیت کا مصداق نہیں ہیں
۳ امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے احباب سے فرمایا روز قیامت تم لوگوں سے گناہوں کا سوال نہ کیا جائیگا وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی مومن برحق گناہ کا مرتکب ہوا اور بغیر توبہ وہ مرجائیگا تو برزخ میں اس پر عذاب ہوگا پھر روز قیامت ایسے حال میں وہ زندہ کیا جائیگا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا جس کا سوال اس سے کیا جائے گا ۱۲ مجمع البیان۔

الجنة احد بعمله الا برحمة الله
وان الله يخاطب عباده من الاولين
والاخرين بمجمل حساب عملهم
مخاطبة واحدة يسمع منها كل
واحد قضية دون غيرها ويظن
انه المخاطب دون غيره ولا تشغله
تعالىٰ مخاطبة عن مخاطبة ويفرغ
من حساب الاولين والاخرين
فی مقدار نصف ساعة من ساعات
الدنيا ويخرج الله تعالىٰ لكل انسان
كتابا يلقيه منشورًا ينطق عليه
بجميع اعماله لا يغادر صغيرة ولا
كبيرة الا احصاها فيجعله الله
حسيب نفسه والحاكم عليه
پ ١٥ ع ٢
بان يقال له اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى
بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ٥
ويختم الله تعالىٰ على قوم على
افواههم وتشهد رجلهم ايديهم
وجميع جوارحهم بما كانوا يكتمون
پ ٢٣ ع ١٧
وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا
قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ
كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥ وَمَا كُنْتُمْ

حساب لیا جائیگا وہ معذب ہوگا اگرچہ درازی وقوف کا ہی عذاب ہو اور عذاب دوزخ سے لوگ نجات نہ پائینگے اور کوئی شخص اپنے اعمال کیوجہ سے داخل جنت نہوگا مگر یہ کہ رحمت خدا اس سے متعلق ہو اور بتحقیق خداوند عالم اپنے بندوں سے خواہ وہ اولین میں سے ہوں یا آخرین میں سے اُن کے عملونکا ایک ہی خطاب میں مجمل حساب لیگا جس سے ہر شخص اپنا قضیہ سُن لیگا کہ فلاں عمل کے متعلق سوال کیا گیا ہے، اس خطاب سے کوئی اور قضیہ وہ نہ سمجھیگا وہ یہی گمان کریگا کہ یہ خطاب صرف مجھی سے ہے نہ کہ اور کسی سے اور خدا تعالیٰ کو ایک شخص سے خطاب کرنا دوسرے کے خطاب سے نہ روکیگا اور اولین اور آخرین کے حساب سے خداوند عالم دنیاوی گھڑیوں کے حساب سے آدھی گھڑی میں فارغ ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کیلئے نامہ اعمال نکالیگا کہ وہ اسکو اپنے روبرو کھلی ہوئی کتاب پائیگا جو ہر شخص کو اسکی کارروائیوں سے آگاہ کردیگی اور کوئی عمل چھوٹا اور بڑا اُس کتاب سے چھوٹا ہوا نہوگا مگر یہ کہ وہ کتاب اُسکو احاطہ کئے ہوئے ہوگی پس خدا اس کتاب کو اس شخص کا محاسب اور حاکم قرار دیگا اور یوں کہا جائیگا تو اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج کے دن تو اپنا حساب لینے کیلئے تو خود ہی کافی ہے.

اور اللہ تعالیٰ ایک گروہ کے مونہوں پر مہر لگا دیگا اور ان کے پاؤں اور ہاتھ بلکہ تمام اعضا اُن کے گواہی دینگے ان اعمال پر جنہیں وہ لوگ چھپا کر کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ اپنی کھالوں سے کہیں گے

تستترون ان یشهد علیکم
سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم
ولکن ظننتم ان الله لا یعلم
کثیراً مما تعملون ۞
وساخرج کیفیة وقوع الحساب
فی کتاب حقیقة المعاد انشاء
الله تعالیٰ ۔

(باب الاعتقاد فی الجنة والنار)

قال الشیخ ابوجعفر اعتقادنا فی
الجنة انها دار البقاء ودار السلامة
لاموت فیها ولا سقم ولا مرض
ولا آفة ولا زوال ولا زمانة
ولا هم ولا حاجة ولا غم ولا
فقر وانها دار الغنی ودار السعادة
ودار المقامة ودار الکرامة
لا یمس اهلها نصب ولا یمسهم
فیها لغوب لهم فیها ما تشتهیه
الانفس وتلذ الاعین وهم
فیها خالدون وانها دار اهلها
جیران الله تعالیٰ واولیائه
واحبائه واهل کرامته وهم
انواع علی مراتب منهم

کہ تم نے ہمارے برخلاف کسلیئے گواہی دی وہ جواب دینگی ہم کو گویائی بخشی اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بولنے کی قوت عطا فرمائی اسی نے تم کو اول پیدا کیا تھا اسی کیطرف تم رجوع کروگے اور جو اعمال تم چھپا کر کیا کرتے تھے اس کا سبب یہ نہ تھا کہ تمہارے برخلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دینگی لیکن تمہارا گمان یہ تھا کہ جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اکثر کی خدا کو خبر نہیں ہوتی اگر خدا کو منظور ہے تو میں عنقریب کتاب حقیقتہ المعاد میں حساب کے واقع ہونے کی کیفیت علیحدہ کرکے لکھوں گا۔

(جنت و دوزخ کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابوجعفرؒ فرماتے ہیں جنت کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دار البقا ہی اور سلامتی کا گھر ہے نہ اس میں موت ہے نہ بڑھاپا نہ اس میں بیماری ہی اور نہ عارضہ نہ اس میں کوئی آفت ہے اور نہ زوال۔ نہ اسمیں زمین گیری کا مرض ہوگا۔ اور نہ کسی طرح کا رنج نہ اسمیں محتاجی ہوگی اور نہ غم اور نہ مفلسی وہ تو بے نیازی کا مقام ہے اور سعادت کا محل ہی اور اقامت کی جگہ اور کرامت کا مکان ہے اسکے باشندوں کو نہ زحمت عارض ہوگی اور نہ کسی کو اسمیں تھکن ستائیگی۔ اسمیں جنتیوں کیلئے وہ چیزیں مہیا ہونگی جنکے وہ خواہشمند ہوں اور آنکھیں انکی لذت پائیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ جنت ایسا گھر ہے جسکے باشندے خدا کے ہمسایہ اور اولیاء اللہ اور اسکے

المتنعمون بتقديس الله تعالى
وتسبيحه وتكبيره في جملة ملائكته
ومنهم المتنعمون بانواع المآكل
والمشارب والفواكه والارائك
وسرر عين واستخدام الولدان
المخلدين والجلوس على النمارق
والزرابي ولباس السندس وكل
منهم انما يتلذذ بما يشتهيه ويريد
على حسب ما تعلقت به همته
يعطى من عند الله من اجله
وقال ايضؑ ان الناس يعبدون
الله على ثلثة اصناف فصنف
منهم يعبدونه شوقاً الى جنته و
رجاء ثوابه فتلك عبادة الخدام
وصنف منهم يعبدونه خوفاً من
ناره فتلك عبادة العبيد وصنف
منهم يعبدونه حباً له فتلك عبادة
الكرام وهم الامناء وذلك قوله

دوست اور اہل کرامت ہونگے اور انکے مرتبے چند قسم کے ہونگے
ان میں سے بعض فرشتوں کی مانند خدا کی تقدیس و تسبیح و تکبیر
میں فرشتوں کے ہمراہ رہکر لذت میں بسر کرینگے۔ اور بعضے طرح
طرح کے کھانوں اور پینے کی چیزوں اور رنگ رنگ کے میووں
اور تختوں اور سیاہ چشم بڑی بڑی آنکھوں والی عورتوں سے
لذت اٹھائینگے اور خدمت کیلئے ہمیشہ جوان رہنے والے لڑکے
اور تکیوں اور مسند و نیز انکو جلوس نصیب ہوگا اور ریشمی لباس
انکو ملیگا۔ ہر شخص انہیں سے لذت پائیگا ان چیزوں سے جنکی
اسے خواہش اور طلب ہوگی جسقدر اسکی خواہش جس چیز سے
متعلق ہوگی وہ اس کیلئے خدائے عزوجل کی درگاہ سے
عطا کیجائیگی حضرت صادقؑ نے ارشاد فرمایا بدرستیکہ جو
لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں ایک صنف
انکی اللہ کی عبادت کرتی ہے اسکی جنت کی شوق اور اسکے ثواب
کی امید میں پس یہ عبادت خادموں کی عبادت ہے اور ایک گروہ
انکا خدا کی پرستش کرتا آتش دوزخ کے خوف میں پس یہ عبادت
غلامی کی سی ہے اور ایک قسم انکی خدا کی بندگی بجالاتی ہے اسکی
محبت میں پس یہ بزرگ مرتبہ لوگوں کی عبادت ہے اور یہی بندے

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ عقیدہ کہ جنت میں بعضے اس طرح لذت پائیں گے کہ فرشتوں کے ہمراہ خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں گے حدیث موضوع کا مضمون
ہے اور یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے اول تو یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اُكُلُهَا دَائِمٌ یعنی جنت کے کھانے ہمیشہ رہیں گے اور فرماتا ہے وَزَوَّجْنَاهُمْ
بِحُورٍ عِينٍ یعنی ہم جنتیوں کا نکاح سیاہ چشم والی عورتوں سے کریںگے نیز فرماتا ہے اِنَّ اَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ
یعنی روز قیامت جنتی لوگ اور انکی بی بیاں میوہ خوری میں مشغول ہوں گی اور فرماتا ہے وَاُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا اَزْوَاجٌ
مُطَهَّرَةٌ یعنی ان کو ملتے جلتے رنگ و صورت کے میوے ملا کرینگے اور جنت میں ان کے لئے پاک و پاکیزہ بی بیاں ہوں گی۔ پس
صدوق علیہ الرحمہ نے کیوں ایسا عقیدہ تجویز کر دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ اجماع شیعہ کے خلاف ہے لہذا اس عقیدہ پر
عمل جائز نہیں ہے یہ عقیدہ نصاریٰ کے عقائد میں سے ہے کیونکہ وہ قائل ہیں کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی عبادت کرتے ہیں وہ روز قیامت فرشتے
ہو جاویں گے وہ نہ کھائیں گے اور نہ پئیں گے حالانکہ خدا نے چند قرآنی آیتوں میں اس عقیدہ کی تکذیب فرمائی ہے۔ مترجم بدایونی۔

عز وجل وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ
آمِنُونَ واعتقادنا فی النار انها دار
الهوان و دار الانتقام من اهل
الکفر والعصیان ولا یخلد فیها الا
اهل الکفر والشرک فاما المذنبون
من اهل التوحید فیخرجون منها
بالرحمة التی تدرکهم والشفاعة
التی تنالهم وروی انه لا یصیب
احدًا من اهل التوحید الم فی
النار اذا دخلوها وانما یصیبهم
الالام عند الخروج منها فتکون
تلک الالام جزاء بما کسبت ایدیهم
وما الله بظلام للعبید واهل
النار هم المساکین حقا لا یقضی
علیهم فیموتوا ولا یخفف عنهم من
عذابها ولا یذوقون فیها بردًا
ولا شرابًا الا حمیمًا وغساقًا جزاءً
وفاقًا فان استطعموا اطعموا من
الزقوم وان یستغیثوا یغاثوا
بماء کالمهل یشوی الوجوه بئس
الشراب وساءت مرتفقا ینادون
من مکان بعید ویقولون ربنا
اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون

اماں پائیں گے چنانچہ خدائے عز و جل کا ارشاد ہی یہ لوگ
اسدن خوف و خطر سے محفوظ رہینگے اور دوزخ کے متعلق
ہمارا عقیدہ یہ ہی کہ وہ ذلت کا گھر ہے اور اہل کفر و عصیان
سے انتقام اور بدلا لینے کا مکان ہی اسمیں کافروں اور مشرکوں
کے سوا اور کوئی ہمیشہ نہ رہیگا۔ رہے اہل توحید میں سی گنہگار
بندے سو وہ جہنم سے نکالے جائینگے رحمت خدا کے ذریعہ سے
جو اُن سی متعلق ہوگی اور بوجہ شفاعت کے جو انکو حاصل ہوگی
مروی ہی کہ اہل توحید میں سی جو لوگ جہنم میں داخل ہوں گے
اُنھیں دوزخ میں کچھہ دُکھہ نہ پہنچیگا مگر اس سی نکلتے وقت
انکو تکلیفیں ہونگی یہ آلام ان کے اعمال کا بدلا ہوجائینگے
خدا اپنی بندوں پر ظلم نہ کریگا لاریب اہل جہنم بیحد محتاج ہوں گے
ان میں سے کسیکو قضا نہ آئیگی کہ وہ مرجائیں اور نہ اُنکے عذاب
میں تخفیف ہوگی نہ اسمیں وہ لوگ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے
اور نہ پانی کا مگر کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ دا انکی
بداعمالیوں کا بدلہ ہوگی اگر وہ کھانا مانگیں گے تو انکو زقوم
(تھوہڑ) کھلایا جائیگا اور اگر وہ فریاد کرینگے تو انکی فریادرسی
ایسے پانی سے کیجائیگی جو پگھلے ہوئے تانبہ کی مانند ہوگا جو
ان کے چہرونکو بھون ڈالیگا وہ کیسا برا پانی ہوگا اور جہنم کیسی
بری جگہ ہوگی وہ لوگ دور سے آواز دینگے اور کہینگے اے ہمارے
پروردگار تو ہم کو یہاں سے نکالدے پھر اگر ہم دوبارہ وہی
کام کریں تو بیشک ہم قصوروار ہونگے مدتوں انکو جواب نہ دیا

فیمسک عنهم الجواب احیانا ثم
قیل لهم اخسئوا فیها ولا تکلمون
ونادوا یا مالک لیقض علینا
ربک قال انکم ماکثون
وروی بالاسانید الصحیحة انه
یأمر الله تعالی برجال الی النار فیقول
لمالک قل للنار لا تحرقی لهم اقداما
فقد کانوا یمشون الی المساجد ولا
تحرقی لهم ایدیا فقد کانوا یرفعونها
الی بالدعاء ولا تحرقی السنة
فقد کانوا یکثرون تلاوة القرآن
ولا تحرقی لهم وجوها فقد کانوا
یسبغون الوضوء فیقول المالک
یا اشقیاء فما کان حالکم فیقولون
کنا نعمل لغیر الله فقیل لهم
خذوا ثوابکم ممن عملتم له و
اعتقادنا فی الجنة والنار انهما
مخلوقان وان النبی قد دخل
الجنة ورأی النار حین عرج به
واعتقادنا انه لا یخرج احد من
الدنیا حتی یری مکانه من الجنة
او من النار وان المؤمن لا یخرج
من الدنیا حتی یرفع له الدنیا

جائیگا پھر کہا جائیگا رہو اسی آگ میں اور مجھ سے بات نکرو
وہ لوگ آواز دیں گے اے مالک تمہارے رب کو چاہیئے
کہ ہمکو مار ڈالے مالک کہیں گے۔ تم سب یہیں پڑے رہوگے
اسانید صحیحہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی کچھہ آدمیوں کی بابت
دوزخ میں ڈالے جانیکا حکم دیگا پھر مالک سے فرمائیگا کہ
آتش دوزخ سے کہدو کہ انکی پاؤں نہ جلائے کیونکہ یہ لوگ
ان پاؤں سے مسجدوں میں جایا کرتے تھے اور ان کے
ہاتھونکو نہ جلائے کیونکہ یہ لوگ انکو دعا کیلئے میری طرف
بلند کیا کرتے تھے اور انکی زبانوں کو نہ جلائے کہ یہ لوگ اکثر
تلاوت قرآن کیا کرتے تھے اور اُنکے چہرونکو نہ جلائے کہ یہ لوگ
اچھی طرح وضو کیا کرتے تھے یہ سنکر مالک کہیگا اے کمبختو!
تمہارا کیا حال تھا وہ جواب دینگے ہم لوگ غیر خدا کی خوشنودی
کیلئے کام کیا کرتے تھے۔ پس خطاب کیا جائیگا ان سے
کہ جن کیلئے تمہارے اعمال تھے انھی سے ثواب مانگو اور
جنت و دوزخ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ دونوں
پیدا ہو چکے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ شب معراج
جنت میں تشریف لیگئے اور دوزخ آنحضرت نے ملاحظہ فرمایا۔
اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا سے کوئی شخص نہیں نکلتا یہانتک
کہ وہ اپنا مکان جنت میں یا دوزخ میں دیکھ لیتا ہے۔
اور مومن نہیں خارج ہوتا ہے دنیا سے مگر یہ کہ دنیا اس
خوبصورت چیز کی مانند اسکے سامنے پیش کیجاتی ہے کہ جو

كالحسن ما رآها ويرى مكانه في الآخرة

ثم يخير بين الدنيا والآخرة وهو

يختار الآخرة فحينئذٍ يقبض روحه

وفي العادة يقول الناس فلان

يجود بنفسه ولا يجود الانسان

بشيء الا عن طيبة نفس غير

مقهور ولا مجبور ولا مكره واما

جنة آدم فهي جنة من جنان

الدنيا تطلع الشمس فيها وتغيب

وليس بجنة الخلد لو كانت لجنة

الخلد ما خرج منها ابداً واعتقادنا

ان بالثواب يخلد اهل الجنة في

الجنة وبالعقاب يخلد اهل النار

في النار وما من احد يدخل الجنة

حتى يعرض عليه مكانه من النار

فيقال له هذا مكانك الذي لو

عصيت الله لكنت فيه وما من

احد يدخل النار حتى يعرض

عليه مكان من الجنة فيقال

له هذا مكانك لو اطعت الله

اس نے دیکھی ہے اور وہ اپنا بہشتی مکان بھی ملاحظہ کرتا

ہے پھر اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا

ہے۔ درآنحالیکہ وہ آخرت کو پسند کرتا ہی اسوقت اسکی روح

قبض کرلیجاتی ہے اور وہ اپنی موت سے خوش ہوجاتا ہی کیونکہ

محاورہ ہی کہ جب کوئی دم توڑتا ہی تو لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ

شخص اپنی جان بخشش کررہا ہے۔ (یعنی اپنی جان خوشی

سے دیتا ہی) اور کوئی شخص سخاوت نہیں کرتا مگر خوشدلی

سے مغلوب اور مجبور ہوکر اور کسیکی زبردستی سے نہیں کرتا ہی۔

حضرت آدم علیہ السلام والی جنت وہ دنیاوی جنتوں میں سے

ایک جنت تھی جسمیں آفتاب طلوع و غروب کیا کرتا تھا۔ وہ

جنۃ الخلد نہ تھی اور اگر وہ جنۃ الخلد ہوتی تو وہ حضرت وہاں

سے کبھی نہ نکلتے اور ہمارا عقیدہ یہ ہی کہ ثواب (پانے) کیلئے

اہل جنت ہمیشہ جنت میں رہینگے اور عذاب کیلئے اہل دوزخ

ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کوئی شخص جنت میں داخل

نہوگا مگر یہ کہ اسکے سامنے اسکا دوزخ والا مکان پیش

کرکے کہا جائیگا اگر تو خدا کی نافرمانی کرتا تو اس گھر میں تجھے

رہنا پڑتا۔ اور کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا تا اینکہ اسکا

جنتی مکان اسکے پیش نظر کرکے یہ کہا جائیگا اگر تو خدا کی

اطاعت کرتا تو تجھے یہ مکان رہنے کیلئے ملجاتا۔ الغرض

۵۷ اس عبارت کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہی کہ جن لوگوں کو دائمی عذاب کی سزا دیجائیگی وہ کبھی دوزخ سے باہر نہ جاسکیں گے اس لئے کہ جہنم میں ایسے بھی گنہگار بندے ہونگے جن کی حضرات معصومین علیہم السلام شفاعت کرینگے پس وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور بہشت بریں میں انکو جگہ دیجائیگی چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ بعضے گنہگار دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن وہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے۔ بلکہ (شفاعت وغیرہ کے ذریعہ سے) وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے اور وہ ہمیشہ برقرار رہنے والی نعمتوں میں بسر کرینگے ہاں البتہ کفار ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلا کرینگے کبھی انکو دوزخ سے رہائی نہ ملیگی

لکنت فیہ - فیورث ہؤلاء مکان
ہؤلاء وذلک قول اللہ عزّ وجلّ
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ
یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ
واقل المومنین منزلۃ فی الجنۃ
من لہ مثل تلک الدنیا عشر
مرات ❖❖❖

باب الاعتقاد فی کیفیۃ نزول الوحی
من عند اللہ بالکتب فی الامر
والنہی) قال الشیخ ابو جعفر اعتقاد
فی ذلک ان بین عینی اسرافیل
لوحاً اذا اراد اللہ ان یتکلم بالوحی
ضرب اللوح جبین اسرافیل
فنظر فیہ فیقرء ما فیہ فیلقیہ
الی میکائیل ویلقیہ میکائیل
الی جبرئیل فیلقیہ جبرئیل الی
الانبیاء علیہم السلام ❖
واما الغشوۃ التی کانت تاخذ النبی
فانہا کانت تکون عند مخاطبۃ اللہ
ایاہ حتی یثقل ویعرق فاما جبرئیل

وہ (فرمانبردار بندے) ان (نافرمانوں) کے (جنتی مکانوں
کے) وارث ہوجائینگے جیساکہ خدائے عزوجل فرماتا ہی
یہ وہی ورثہ پانیوالے لوگ ہیں جو فردوس کے وارث
ہونگے ہمیشہ اس میں (عیش و عشرت کیساتھ) رہینگے
اور بہت ہی کم درجہ کا مومنین میں سے جنت میں وہ شخص
ہوگا جس کیلئے اس دنیا سے دس گنی نعمتیں مہیا ہونگی
(امر و نہی کے بارے میں خدا کے پاس سے کتابیں نازل ہونیکے وقت
(وحی آنیکا جو انداز ہوتا تھا۔ اسکے متعلق عقیدہ)
شیخ ابو جعفرؒ نے فرمایا اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت
اسرافیل (فرشتہ) کی دونوں آنکھوں کے مابین ایک تختی ہے
جب خدا کو وحی کے ذریعہ سے متکلم ہونا مقصود ہوتا تھا تو وہ تختی
اسرافیل کی پیشانی سے ملجاتی تھی پس حضرت اسرافیل
اسمیں نظر کرتے تھے اور جو کچھ اس میں ہوتا تھا اُسے
پڑھکے میکائیلؑ سے بیان کردیتے تھے اور میکائیل اسکی
خبر جبرائیلؑ کو دیتے تھے اور جبرئیل اس وحی سے انبیاء علیہم
السلام کو مطلع کرتے تھے لیکن غشی جو حضرت رسالتمآب کو
(وحی کیوقت) عارض ہوتی تھی تو یہ غشی اسوقت عارض
ہوتی تھی کہ جب خدائے تعالیٰ آنجناب سے خطاب کرتا تھا
یہانتک کہ نوبت پہنچتی تھی کہ آنحضرت کا جسم مبارک بھاری

عہ شیخ مفید علیہ الرحمہ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ وحی کے نازل ہونیکی کیفیت میں جو عقیدہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے تحریر کیا ہے نہ یہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق ہے بلکہ شاذ اور احادیث احاد کا یہ مضمون ہے اس عقیدہ کا یقین نہیں ہو سکتا لہذا اتنا عقیدہ کافی ہے کہ جناب رسول خدا پر دو طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی کبھی خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اپنی قدرت کاملہ سے احکام کی تعلیم دیتا تھا اسوقت حضرت پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ اور کبھی حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ سے وحی بھیجتا تھا - ۱۲ منہ مترجم بدایونی۔

فانه كان لا يدخل عليه حتى يستاذنه
اكراماله وكان يقعد بين يديه
قعدة العبيد ؎

(باب الاعتقاد فى نزول القرآن
فى ليلة القدر)

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا فى
ذلك ان القرآن نزل فى شهر
رمضان فى ليلة القدر جملة واحدة
الى البيت المعمور ثم نزل من البيت
المعمور فى مدة عشرين سنة و
ان الله عزّ وجلّ اعطى نبيه العلم
جملة ثم قال له ولا تعجل بالقرآن
من قبل ان يقضى اليك وحيه
وقل رب زدنى علما وقال تعالى
لا تحرك به لسانك لتعجل به ان
علينا جمعه وقرانه فاذا قرانه
فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه

(باب الاعتقاد فى القرآن)

ہو جاتا تھا اور وہ جناب پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے اور جبرئیل
کو ان حضرت کا اکرام اسدرجہ مدنظر رہتا تھا کہ خدمت میں حاضر
ہی نہ ہوتے تھے جبتک کہ اجازت نہ لے لیتے تھے اور اُن جناب کے
روبرو غلاموں کے مانند بیٹھ جاتے تھے۔

(لیلۃ القدر میں قرآن کے نازل ہونے کے متعلق اعتقاد)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا اسکے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
ماہ رمضان کی شب قدر میں قرآن بیت المعمور میں نازل عہ
ہوا پھر بیت المعمور سے بیس سال کی مدت میں حضور
سرور کائنات کے پاس آیا۔ اور خداوند عالم نے اپنے نبی
کو قرآن کا مجمل علم عطا فرمایا تھا۔ پھر خدا نے ان جناب سے
خطاب کیا (اے ہمارے رسول) تم قرآن کے پڑھنے میں
اس سے پہلے کہ اسکی وحی پوری ہو جائے جلدی نہ کیا کرو
اور یہ دعا کرو کہ اے میرے پروردگار تو میرے علم کو بڑھا دے
تم اپنی زبان کو اسلئے حرکت نہ دو کہ اس (قرآن) کو جلدی سے
یاد کر لو کہ اس کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے پس جبکہ
ہم اسے پڑھا دیں پھر تم اسکو پڑھتے رہنا۔ اس کے بعد اسکا
واضح کرنا ہمارا ہی کام ہے۔

(قرآن کے متعلق عقیدہ)

عہ ابن عباس سے منقول ہے کہ بیت معمور جو چھٹے آسمان پر خانہ کعبہ کے محاذ میں واقع ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے بیت معمور میں داخل ہوتے ہیں کہ پھر دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے ہیں مجمع البیان سے شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس عقیدہ کا ماخذ صرف ایک ہی حدیث ہے جس سے اس عقیدہ کا یقین نہیں ہو سکتا۔ اور بعض آیتوں کا جدید حوادث کے متعلق نازل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پورا قرآن بیت معمور میں نازل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ضرورت کے وقت ایجاد ہوتا تھا چنانچہ خداوند عالم نے ہے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما یعنی جو عورت اپنے شوہر کے بارے میں تمہارے سامنے جھگڑا کرتی ہے اور خدا سے اسکا شکوہ کرتی ہے خدا نے اسکا قول سن لیا اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا ہے الغرض یہ آیت مدینہ میں اتری تھی پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ جو واقعہ نہیں ہوا تھا اسکو پہلے سے بیت معمور میں خدا نے کیونکر نازل کر دیا تھا۔ قول مترجم۔ قرآن کی ہر بات کا علم خدا کو پہلے ہی سے تھا لیکن جس وقت جو قصہ پیش آیا خدا نے اسکے متعلق آیت قرآنی حادث کر دی ۱۲

قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی
القرآن انه کلام اللہ ووحیه و
۱۹ع۱۴پ
تنزیله وقوله وکتابه وانه لا یاتیه
الباطل من بین یدیه ولا من
خلفه تنزیل من حکیم حمید
وانه القصص الحق وانه لقول
فصل وما هو بالهزل وان اللہ
منزله ومحدثه وربه وحافظه
والمتکلم به

(باب الاعتقاد فی مبلغ القرآن)

قال الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا ان
القرآن الذی انزل اللہ تعالیٰ
علی نبیه محمد صلی اللہ علیه وآله
هو ما بین الدفتین وهو ما فی
ایدی الناس لیس باکثر من ذلك
ومبلغ سوره عند الناس مائة
واربع عشر سورة وعندنا ان
الضحیٰ والم نشرح سورة واحدة والم
ترکیف ولایلاف سورة واحدةؑ
من نسب الینا انا نقول انه اکثر من
ذلك فهو کاذب وما روی من ثواب قراءة
کل سورة من القرآن وثواب من ختم القرآن

شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ نے فرمایا ہمارا عقیدہ قرآن کے بارے میں یہ ہی کہ یہ قرآن کلام خدا اور اسکی وحی ہی اسکی یہ تنزیل ہے اسیکا یہ قول اور اسیکی یہ کتاب ہے، نہ اسکی پیشگوئی غلط ہے اور نہ اسکی گذشتہ خبر جھوٹی ہی۔ خدائے حکیم و بزرگ کیطرف سے یہ کتاب اتری ہی اور اسکے قصے برحق ہیں یہ ایک قول فیصل ہی۔ بیکار و فضول نہیں ہی۔ خدا ہی اسکا نازل کنندہ اور ایجاد کرنیوالا اور پروردگار اور حفاظت کرنیوالا ہی اور وہی اسکے ساتھ متکلم ہوا ہی۔ (اسکو پیدا کیا ہی)

(مقدار قرآن کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا عقیدہ ہمارا یہ ہی کہ جتنا قرآن خدا نے اپنے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا وہ انہی دو دفتیوں کے درمیان ہی اور وہ امت کے پاس موجود ہی اس سے زیادہ نازل نہیں ہوا اسکی سورتیں عوام الناس کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں اور ہمارے نزدیک سورہ والضحیٰ اور سورہ الم ترکیف ایک ہی سورہ ہی۔ اور سورہ لایلاف قریش اور سورہ الم ترکیف فعل ربک ایک ہی سورۃ ہے۔ اور جو شخص نسبت دے ہماری طرف اس بات کی کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہی اور قرآن کی پوری سورۃ پڑھنے کا ثواب اور پورا قرآن ختم کرنیکا ثواب اور سنتی نمازمیں) دو سورے پڑھنے کا جواز اور واجب نماز کی ایک رکعت

عہ ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔

كله وجواز قرائة سورتين في ركعة
والنهي عن القران بين سورتين في
ركعة فريضة تصديق لما قلناه في
امر القرآن ان مبلغه ما في ايدي
الناس وكذلك ما روي من النهي
عن قرائة القرآن كله في ليلة
واحدة وانه لا يجوز ان يختم القرآن
في اقل من ثلثة ايام تصديق لما
قلناه بل نقول انه نزل من الوحي
الذي ليس من القرآن ما لو جمع
الى القرآن لكان مبلغه مقدار
سبع عشر الف اية وذلك مثل
قول جبرئيل للنبي ان الله يقول
لك يا محمد دار خلقي مثل ما اداري
ومثل قوله اتق شحناء الناس و
عداوتهم ومثل قوله عش ما شئت
فانك ميت واحبب ما شئت
فانك مفارقه واعمل ما شئت فانك
ملاقيه وشرف المؤمن
صلوته بالليل وعزه كف الاذى عن
الناس ومثل قول النبي ما زال
جبرئيل يوصيني بالسواك حتى
خفت ان احفي او ادرد وما

ہیں (حمد کے بعد) دو سورتیں پڑھنے کی ممانعت حدیثوں میں
مروی ہے یہ سب باتیں ہمارے قول کی تصدیق ہے جو قرآن کے
بارے میں ہے کہ بس قرآن اسی قدر ہے کہ جتنا آدمیوں کے
پاس موجود ہے اسیطرح وہ روایت ہے کہ جس کے ذریعہ سے
ایک شب میں پورا قرآن ختم کرنیکی ممانعت کیگئی ہے اور یہ تین
دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا جائز نہیں ہے تصدیق ہے ہمارے
قول کی کہ اتنا ہی قرآن نازل ہوا تھا کہ جتنا موجود ہے بلکہ
ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وحی کے ذریعہ سے قرآن کے علاوہ اتنے احکام
اور نازل ہوئے ہیں کہ اگر وہ سب قرآن کیساتھ جمع کیے جائیں
تو مجموعہ کی مقدار سترہ ہزار آیتوں تک پہونچ جائیگی مثال
اسکی یہ ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا سے عرض کیا
خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اے محمد تم میری مخلوق سے
اسی طرح مدارات کرنا کہ جس طرح میں ان سے مدارات
کرتا ہوں۔ اور دوسری مثال یہ ہے کہ جبرئیل نے حضور سرور
عالم کیخدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کی عداوت و حسد سے
تم ڈرتے رہنا۔ تیسری مثال انکا یہ قول ہے کہ جبتک چاہیں
آپ زندہ رہیں آخر آپ مرینگے اور جو چیز چاہو پسند کرو آخر اس سے
جدائی ہوگی اور جو عمل تمکو کرنا ہو کر لو کہ اسکا ثواب پاؤگے۔ نماز شب
پڑھنا مومن کی بزرگی ہے۔ آدمیوں کو اذیت نہ دینا۔ اس کی عزت
کا سبب ہے (چوتھی) مثال قول جبرئیل ہے حضور سرور عالم
فرماتے ہیں جبرئیل مجھکو برابر مسواک کرنیکی وصیت کرتے رہے

زال یوصینی بالجار حتی ظننت
انه سیورثه وما زال یوصینی بالمرأة
حتی ظننت لا ینبغی طلاقها وما
زال یوصینی بالمملوک حتی ظننت
انه سیضرب له اجلا یعتق فیه
ومثل قول جبرئیل حین فرغ
من غزوة خندق یا محمد ان الله
تبارک وتعالی امرک ان لا تصلی
العصر الا ببنی قریظة ومثل قوله
صلی الله علیه وآله امرنی ربی
بمداراة الناس کما امرنی باداء
الفرائض ومثل قوله انا معشر
الانبیاء امرنا ان لا نکلم الناس
الا بقدر عقولهم ومثل قوله
ان جبرئیل اتانی من قبل
ربی بامر قرت به عینی وفرح به صدری وقلبی
یقول ان علیا امیر المؤمنین
وقائد الغر المحجلین ومثل
قوله نزل علی جبرئیل فقال
یا محمد ان الله تبارک و
تعالی زوج فاطمة علیا
من فوق عرشه واشهد
علی ذلک خیار ملائکته

یہانتک کہ مجھے خوف ہوا کہ میرے دانت گھس جائینگے
یا گر جائینگے۔
اور وہ مجھے ہمیشہ پڑوسی کے بارے میں نصیحت کرتے رہے
یہانتک کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب وہ پڑوسی کو وارث
بناوینگے اور وہ برابر مجھے عورت کے متعلق وصیت کرتے
رہے جس سے میرا خیال یہ ہوگیا کہ وہ عورتوں کو طلاق نہیں
چاہتے۔ اور وہ غلام کے بارے میں مجھے وصیت کرتے رہے
تا اینکہ مینے یہ جانا کہ جبرائیل اس کیلیئے ایک مدت قرار دینگے
جسمیں وہ آزاد ہو جائیگا۔ حضرت جبرئیل نے اسوقت
عرض کیا جبکہ غزوۂ احزاب سے فراغت ہوچکی کہ اے محمدؐ
ارسول اللہ! خدائے تبارک وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہی کہ
آپ نماز عصر قبلیہ بنی قریظہ میں پڑھیں۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا خدا نے مجھ کو آدمیوں کیساتھ مدارات
کرنیکا حکم دیا ہی جس طرح کہ فرائض کی ادائگی اُسنے مجھپر
لازم کی ہی نیز آنجناب کا قول ہی ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہی
کہ ہم آدمیوں سے انکی عقلوں کیموافق کلام کیا کریں۔ نیز انھی
حضرت نے فرمایا ایک مرتبہ خدا کیطرف سے جبرئیل ایسی چیز
میرے پاس لیکر آئے کہ جس سے میری آنکھیں خنک
اور دل وجگر میرا خوش ہوگیا (یعنی) خدا نے فرمایا بدرستیکہ
علی بن ابی طالب امیر ہیں مومنین کے اور سردار ہیں افروختہ
کے۔ اور مثلاً قول آنحضرت کہ جبرئیل میرے پاس نازل ہوئے

فزوجها انت فی الارض واشهد
علی ذلک خیار امتک ؁
ومثل هذا کثیر کله وحی لیس
بقرآن ولو کان قرآنا لکان مقرونا
به وموصولا الیه غیر مفصول
عنه کما قال امیر المومنین لما
جمعه فلما جاء به فقال لهم هذا
کتاب الله ربکم کما انزل علی نبیکم
لم یزد فیه حرف ولم ینقص منه
حرف فقالوا لا حاجة لنا فیه
عندنا مثل الذی عندک فانصرف
وهو یقول فنبذوه وراء ظهورهم
واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما
یشترون وقال الصادق القرآن واحد
نزل من عند واحد علی نبیه
واحد وانما الاختلاف من جهة
الرواة۔ فکلما کان فی القرآن
مثل قوله تعالی لئن اشرکت
لیحبطن عملک ولتکونن من
الخاسرین ومثل قوله لیغفر لک
الله ما تقدم من ذنبک وما
تاخر

اور کہنے لگے اے محمد خدائے تبارک و تعالیٰ نے بالائے عرش فاطمہ و علی
ابن ابیطالب کیساتھ تزویج کر دیا اور اسپر اپنے بہترین فرشتوں کو
گواہ بنایا اب آپ بھی بالائے زمین اُنکا نکاح کر دیجئے اور اس
نکاح پر اپنی امت کے نیکوکاروں کو گواہ قرار دیجئے۔ اس قسم کی
بکثرت حدیثیں ہیں جو سبکی سب وحی کے ذریعہ سے نازل ہوئی
ہیں لیکن قرآن نہیں ہیں اگر وہ قرآن ہوتیں تو قرآن میں شامل اور
اس سے ملی ہوئی ہوتیں اس سے جدا نہ ہوتیں۔ چنانچہ جسوقت حضرت
امیر المومنین علیہ السلام قرآن جمع کر چکے لوگوں کے سامنے اسکو لائے
ان سے فرمایا یہ تمہارے پروردگار خدا کی کتاب ویسی ہی ہے کہ جیسی
تمہارے نبی پر نازل ہوئی تھی نہ اس میں کوئی حرف زیادہ ہوا ہے
اور نہ کوئی حرف کم ہوا ہے ان لوگوں نے جواب دیا ہمکو اس قرآن
کی حاجت نہیں ہے ہمارے پاس ایسا ہی موجود ہے کہ جیسا آپکے
پاس ہے۔ پس وہ جناب یہ فرماتے ہوئے واپس
ہوئے ان لوگوں نے حق کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالدیا اور اُس
کے عوض میں ناچیز قیمت کو مول لے لیا اور کسقدر
بُری ہے وہ چیز جو اُنھوں نے مول لی ہے اور امام
جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قرآن ایک ہی خدائے
واحد کے پاس سے ایک نبی پر نازل ہوا ہے ہاں راویوں کی وجہ سے
اختلاف ہو گیا ہے۔ جہاں کہیں قرآن میں ایسی آیتیں
ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے اگر تم شرک کروگے تو تمہارا عمل
برباد ہو جائیگا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤگے

پارہ ۱۵ رکوع ۸

ومثل قوله ولولا ان ثبتناك لقد
كدت تركن اليهم شيئا قليلا
اذا لاذقناك ضعف الحيوٰة و
ضعف الممات وما اشبه ذالك
فاعتقادنا فيه انه نزل على طريقة
اياك اعنى واسمعى يا جارة ؛
وكلما كان فى القراٰن او فصاحبه
بالخيار وكلما كان فى القراٰن يايها
الذين اٰمنوا فهو فى التوراة يايها
المساكين وما من اٰية اولها
يايها الذين اٰمنوا الا و على ابن
ابى طالب قائدها واميرها و
شريفها واولها وما من اٰية

اور مثلاً خدا کا قول اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے ذنوب بخشدیے - اور مثلاً قول خدا اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو ضرور تم ان (مشرکین) کی طرف کچھ مائل ہو جاتے اس وقت ہم تمہیں دنیا کے عذاب کا اور موت کے بعد والے عذاب کا مزہ چکھاتے - اور اسکے مانند آیتیں جو ایسی ہی مضمون کی ہیں ان سب کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایاک اعنی واسمعی یا جارہ کے طریقہ پر نازل ہوئی ہیں اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ او تخییر کیلئے آیا ہے تو اختیار ہے کہ جس حکم پر چاہیں عمل کریں، اور جہاں کہیں قرآن میں یا ایہا الذین اٰمنوا آیا ہے توریت میں بجائے اسکے یا ایہا المساکین ارشاد ہوا ہے اور جن جن آیتوں کے شروع میں یا ایّہا الّذین اٰمنوا ہے تو ان ایمان والوں کے سردار اور امیر اور رئیس اور سب سے مقدم حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام

ع۵ مفضل بن عمر کہتے ہیں ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا حضرت نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم جناب رسولخدا نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ آنجناب کی شفاعت سے شیعیان حضرت علی بن ابیطالب کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جائینگے ۱۲ مجمع البیان۔ قول مترجم چونکہ حضور سرور عالم کو شیعیان حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے زیادہ محبت ہے اور وہ جناب بخشش و مغفرت کے ضامن ہو چکے ہیں۔ خدا اور بندوں کے درمیان وہ جناب واسطہ اور وسیلہ ہیں اس بات کیلئے کہ دنیا میں بندگان خدا کو ہدایت کریں اور قیامت کے دن ان لوگوں کی جنکا خاتمہ ایمان اور پیروی اہلبیت پر ہو شفاعت فرمائیں اسلیئے شیعوں کے گناہ آنحضرت کیطرف منسوب کیے گئے اور نسبت مجازی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہ اپنی کسی دوست کو اپنی رعایا پر حاکم مقرر کرکے یہ کہدے کہ تم ان لوگوں کے افعال کے ذمہ دار ہو۔ الغرض رعایا میں سے کچھ لوگ قانون شاہی کی مخالفت کریں جس کی وجہ سے وہ لوگ سزا کے مستحق ہو جائیں لیکن انکا حاکم بادشاہ سے سفارش کرے اور انکی خطا کی بخشش کی درخواست کرے جسکے جواب میں بادشاہ فرمائے کہ انکی خطائیں معاف نہ کی جاتیں مگر تمہاری شفاعت سے انکے گناہ معاف ہو سکتے ہیں یہ سمجھ کے کہ یہ خطائیں تم سے سرزد ہوئی ہیں ۱۲ مترجم ع۶ ابان بن تغلب علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ضعف بمعنی عذاب ہے چنانچہ عرب کے شاعر نے ضعف کو عذاب کے معنی میں استعمال کیا ہے شعر لمقتل مالک اذ بان عنی ابیت اللیل فی ضعف الیم یعنی جبکہ مالک مجھ سے جدا ہو گیا اور اسکے مارے جانیکی مجھ خبر پہنچی تو میں نے رات سخت عذاب درد میں کاٹی ۱۲ مجمع البیان ع۷ ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ عرب کی مثل ہے سہل بن مالک فزاری اسکا موجد ہے اسنے ایک کنواری حسین عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر اس سے نکاح کی خواہش ظاہر کرنیکے لیے چند شعر اسکو سنائے تھے انمیں سے دو شعر اس کتاب میں درج کیے جاتے ہیں شعر یا اخت خیر البدو والحضارۃ کیف ترین فی فتی فزارۃ اصبح یہوی حرۃ معطارۃ ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ یعنی اے بہن اس شخص کی جو قبیلہ فزارہ کا رہنے والا ہے کیا رائے ہے اس جوان سے نکاح کرنے کی بابت جو قبیلہ بنی فزارہ سے ہے۔ وہ ایسی عورت کا خواہشمند ہو گیا ہے جو آزاد اور معطر ہو میری مراد تو تم ہی ہو لیکن اسے پڑوسن تو سن لے الغرض یہ مثل اسوقت بولی جاتی ہے کہ خطاب تو کسی ایک شخص سے کیا جائے مگر کسی اور کو سنانا مقصود ہو اور اسکی تنبیہ مدنظر ہو اسیطرح قرآن کی بعض آیتوں میں خطاب تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن امت کی تنبیہ مقصود ہے وہ انہی کیلئے وہ آیتیں نازل ہوئی ہیں ۱۲ مترجم ع۸ یہ ابوالولی لکھ مثلاً قسم شرعی توڑنے کے کفارہ میں خدائے عز و جل قرآن مجید میں فرماتا ہے وکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ یعنی کفارہ اس قسم شرعی توڑنیکا دس مسکینوں کو اس چیز میں سے کھلانا ہے جو تم اپنے متعلقین کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہنانا یا ایک بندہ آزاد کرنا ہے اس آیت سے قسم توڑنیکے تین کفارے معلوم ہوتے ہیں جو شخص کفارہ کو قسم توڑنے والا کریگا کفارہ پورا ہو جائیگا اور اسے اختیار ہو کہ ان تینوں حکموں میں سے جس پر چاہے عمل کرے ۱۲ مترجم

تشوق الى الجنة الا وهي في النبي والائمة عليهم السلام وفي اتباعهم واشياعهم وما من آية تسوق الى النار الا وهي في اعدائهم والمخالفين لهم وان كانت الآيات في ذكر الاولين فما كان فيها من خير فهو جار في اهل الخير وما كان فيها من شر فهو جار في اهل الشر وليس في الانبياء خير من النبي محمد صلى الله عليه وآله ولا في الاوصياء افضل من اوصيائه ولا في الامم افضل من هذه الامة هم شيعته اهل بيته في الحقيقة دون غيرهم ولا في الاشرار شر من اعدائهم والمخالفين لهم من الناس

(باب الاعتقاد في الانبياء والرسل والملائكة والحجج) قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا في الانبياء والرسل والحجج انهم افضل من الملائكة لان الله عزوجل لما قال لهم اني جاعل في الارض خليفة قالوا أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال اني اعلم ما لا تعلمون

ہیں اور جو آیتیں جنت تک رسلسلہ پہونچاتی ہیں وہ جناب رسول خدا اور ائمہ علیہم السلام کے اور انکے تابعین اور شیعوں کی شان میں ہیں اور جو آیتیں دوزخ تک رسلسلہ پہونچاتی ہیں وہ ان بزرگواروں کے دشمنوں اور مخالفوں کیلئے ہیں۔ اور جن آیتوں میں متقدمین کا ذکر ہے پس اگر انمیں نیکی کا ذکر ہے تو وہ تمام نیکیوں کی شان میں سمجھی جائینگی۔ اور اگر برائی کا ذکر ہے تو وہ تمام بدوں کے بارے میں جاری ہونگی۔ اور سارے نبیوں میں کوئی نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سے افضل نہیں اور نہ تمام وصیوں میں ان جناب کے اوصیاء سے کوئی افضل ہے اور نہ امتوں میں اس امت سے کوئی امت بہتر ہے یہ امت درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اہلبیت رسول کی پیروی کرتے ہیں انکا غیر امت میں نہیں ہے اور سارے شریروں میں اہلبیت رسول کے دشمنوں سے بڑھکر کوئی شریر نہیں اور تمام آدمیوں میں آنحضرت کے مخالفوں سے بدتر کوئی نہیں

(نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں اور حجتوں کے متعلق اعتقاد)

شیخ ابو جعفرؒ نے فرمایا ہمارا عقیدہ انبیاء اور مرسلین اور ائمہ اثنا عشر کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب بزرگوار فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ خدائے عزوجل نے جبکہ فرشتوں سے فرمایا کہ زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنیوالا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا آیا تو زمین میں ایسے شخص کو مقرر فرمائیگا جو اسمیں فساد پھیلائیگا اور خونریزی کریگا در آنحالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تقدیس کرتے ہیں خدا نے جوابدیا میں جانتا ہوں وہ باتیں جنسے تم آگاہ نہیں ہو

والمتمنی فیہا ھی منزلۃ اٰدمؑ ولم یتمنوا
الا منزلۃ فوق منزلتہم والعلم یوجب
الفضیلۃ کما قال اللہ تعالیٰ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی
الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ
ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قَالُوْا
سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ قَالَ
یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ فَلَمَّآ
اَنْۢبَاَھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ فہذا کلہ یوجب
تفضیل اٰدمؑ علی الملائکۃ وھو
نبی لہم بقول اللہ عز وجل۔
اَنْۢبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ ومما یثبت
تفضیل اٰدمؑ علی الملائکۃ امر
اللہ الملائکۃ بالسجود لاٰدم بقولہ
تعالیٰ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ
اَجْمَعُوْنَ ولم یامر اللہ عز وجل
بالسجود الا لمن ھو افضل و
کان سجودھم للہ عبودیۃ و
طاعۃ ولاٰدم اکراماً وادعاً للہ

الغرض فرشتوں نے جس مرتبہ کی تمنا کی تھی وہ حضرت آدمؑ کی منزلت تھی۔ اور انھوں نے جس مرتبہ کی تمنا کی تھی وہ انکے رتبہ سے بڑھا ہوا تھا لہذا حضرت آدمؑ کا رتبہ فرشتوں سے افضل ہوا، اور علم موجب فضیلت ہوتا ہے اور حضرت آدمؑ کو علم حاصل تھا، جیسا کہ خدا فرماتا ہے اور اللہ نے آدمؑ کو سارے نام سکھائے اور خدا نے نام والوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو انکے نام تو مجھے بتاؤ۔ ملائکہ نے عرض کیا پاک ہے تو ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمکو تعلیم کیا ہے بلا شبہ تو صاحب علم و حکمت ہے خدا نے فرمایا اے آدمؑ تم ان کو ان سب کے نام بتلاؤ پس جب آدمؑ نے انکو ان لوگوں کے نام بتا دیئے اسوقت اللہ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی غیب کو بھی جانتا ہوں اور اسکو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اور جسے تم چھپاتے ہو۔ الغرض اس سارے بیان سے ملائکہ پر حضرت آدمؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور وہ جناب فرشتوں کیلئے نبی تھے دلیل اسکی قول خدا انبئھم باسمائھم ہے اور جن باتوں سے فرشتوں پر حضرت آدمؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ بھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کو آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنیکا حکم دیا جیسا کہ قول خدا کا ہے یعنی اے فرشتو آدمؑ کو سجدہ کرو پس ان سب نے سجدہ کیا اور خدا نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا مگر اسلئے کہ وہ جناب بہ نسبت تمام فرشتوں کے افضل تھے اور فرشتوں کا یہ سجدہ خدا کیلئے بندگی اور طاعت پر مبنی تھا اور آدم علیہ السلام کیلئے تعظیم

في صلبه من النبي والائمة وقال النبي
انا افضل من جبرئيل وميكائيل و
اسرافيل ومن جميع الملائكة المقربين
وانا خير البرية وسيد ولد آدم و
اما قوله تعالى لن يستنكف المسيح
ان يكون عبدا لله ولا الملائكة
المقربون فليس ذلك يوجب تفضيلهم
على عيسى وقال الله ذلك لان
الناس منهم من كان يعتقد ان
الربوبية لعيسى ويتعبد له وهم صنف
من النصارى ومنهم من عبد الملائكة
وهم الصابئون وغيرهم وقال الله
عزوجل لن يستنكف المسيح ان
يكون عبدا لله اي لن يستنكف
المسيح والمعبود دوني ان يكونوا
عبادا لي ❊
والملائكة روحانيون معصومون

واکرام کا سبب تھا کیونکہ خدا نے صلب جناب آدمؑ میں حضرت
رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ کا نور ودیعت رکھا تھا اور جناب رسولخدا
نے فرمایا ہے میں جبرئیل و میکائیل و اسرافیل سے اور تمام ملائکہ
مقربین سے افضل ہوں اور میں ساری خلقت سے بہتر ہوں
اولاد آدمؑ کا سردار ہوں لیکن قول خدا عزوجل لن یستنکف المسیح الآیۃ یعنی
مسیح بن مریم اور ملائکہ مقربین خدا کا بندہ ہونے سے انکار نہیں
کرتے اس سے فرشتوں کی فضیلت حضرت عیسیٰ پر ثابت نہیں ہوتی
ہے یہ قول خدا نے اسلیئے فرمایا ہے کہ آدمیوں میں سے بعضے وہ
ہیں جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ انکے پروردگار ہیں اور
وہ لوگ انھیں کی عبادت کرتے ہیں یہ فرقہ نصاریٰ میں سے ایک
گروہ ہے اور بعضے وہ ہیں جو فرشتوں کو پوجتے ہیں اور وہ صابئین
وغیرہ ہیں۔ الحاصل خدا نے اپنے قول لن یستنکف الخ سے یہ
جتلایا کہ مسیح اور وہ لوگ جو میرے سوا معبود سمجھے جاتے
ہیں وہ سب میرے بندہ ہونیکا انکار نہیں کرتے ہیں ۔ اس
آیت کو فرشتوں کی افضلیت سے کچھ بھی لگاؤ نہیں ہے،
اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سارے فرشتے روحانی ہیں مادی نہیں

ع فرقہ معتزلہ اس آیت سے دلیل لاتا ہے کہ فرشتے انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ اس آیت میں خدا نے اول حضرت عیسیٰ سے استنکاف کی نفی فرمائی پھر ملائکہ مقربین سے
مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ نہ عیسیٰ بندہ خدا ہونے کے منکر ہیں اور نہ فرشتے انکاری ہیں اور محاورہ یہ ہے کہ جب برے کام کی چند شخصوں سے نفی کیجاتی ہے
تو اول کم درجہ لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے پھر بلند مرتبہ اشخاص کا نام لیا جاتا ہے مثلاً کہا جائے یہ کام نہ لشکریوں نے کیا ہے اور نہ وزیروں نے اور نہ
بادشاہوں نے بادشاہ کا نام سب کے بعد کیا جاتا ہے کیونکہ وہ سب سے افضل ہے معتزلہ کے اس قول کا جواب ایک تو صدوق علیہ الرحمہ نے
متن میں دیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس محاورہ سے ملائکہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اسلیئے کہ اسکے مقابلہ میں دوسرا محاورہ موجود ہے کہ جب
کسی برے کام کی نفی کی جاتی ہے تو اول ذی رتبہ اشخاص مذکور ہوتے ہیں پھر عوام الناس کا نام لیا جاتا ہے مثلاً مشہور ہے کہ یہ کام نہ بادشاہ نے کیا اور نہ
وزیر نے عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے ۱۲ مترجم بدایونی ع یہ حدیث مبارک دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت ختمی منزلت تمام مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں۔ عالم
میں کوئی بلحاظ مرتبہ خداداد آپ کا ہم پلہ اور مساوی نہیں ہے۔ اور اس عقیدہ کو مجلسی علیہ الرحمہ نے الحق الیقین میں ضروری اسلام لکھا ہے جس کا منکر کافر اور اسلام
سے خارج ہے۔ اس مسئلہ کی توضیح اور تفصیل میرے رسالہ نجم الاعتقاد میں ہے ۱۲ مترجم بدایونی

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما
یؤمرون۔ لا یاکلون ولا یشربون لا
یألمون ولا یسقمون ولا یشیبون
ولا یھرمون طعامھم و شرابھم
التسبیح والتقدیس و عیشھم من نسیم
العرش وتلذذھم بانواع العلوم و
خلقھم اللہ تعالیٰ بقدرتہ انوارا و
ارواحا کما شاء واراد۔ وکل صنف
منھم یحفظ نوعا مما خلق۔
وقلنا بتفضیل من فضلناہ علیھم
لان الحالۃ التی یصیرون الیھا من
انواع ما خلق اللہ اعظم وافضل
من حال الملائکۃ واللہ اعلم۔
باب الاعتقاد فی عدد الانبیاء
والاوصیاء۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

قال الشیخ ابو جعفر ؒ اعتقادنا فی عددھم
انھم مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا
نبی و مائۃ الف واربعۃ وعشرون وصی
ولکل نبی وصی وصی الیہ بامر اللہ تعالیٰ
ونعتقد فیھم انھم جاؤا بالحق من عند الحق
وان قولھم قول اللہ وامرھم

ہیں گناہوں سے معصوم ہیں۔ خدا نے جن باتوں کا انکو حکم دیا ہے ان میں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور وہ کام کرتے ہیں جسکا انکو حکم دیا جاتا ہے نہ وہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں نہ وہ دکھ پاتے ہیں اور نہ بیمار ہوتے ہیں نہ بوڑھے ہوتے ہیں اور نہ کمزور پڑتے ہیں۔ کھانا اور پینا انکا خدا کی تسبیح اور تقدیس ہے اور زندگی انکی عرش کی ہوا سے ہے۔ طرح طرح کے علوم سے انکو لذت ملتی ہے۔ خدا نے انکو اپنی قدرت سے انوار اور ارواح پیدا کیا ہے جیسا اسنے چاہا اور جیسا اس نے قصد کیا۔ ویسا انکو بنایا۔ اور انمیں سے ہر ایک گروہ باقی مخلوقات میں سے ایک نوع کی حفاظت کرتا ہے۔

اور ہمنے جن حضرات کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اسکا سبب وہ حالت ہے یعنی وہ چیزیں ہیں جو انواع مخلوقات میں سے انکو حاصل ہوتی ہیں جو افضل ہیں ان چیزوں سے جو فرشتوں کو درگاہ خدا سے عطا ہوئی ہیں واللہ اعلم۔

(نبیوں اور وصیوں کے عدد کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا عدد انبیا کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سب ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی[ف] تھے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی تھے۔ اور ہر نبی کیلئے ایک وصی تھا کہ جسکو نبی نے بحکم خدا اپنا وصی بنایا تھا۔ اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ سارے انبیا خدائے برحق کے احکام لیکر آئے۔ اور انکا

ف نبی۔ وہ بشر ہے جسکو خدائے عزوجل نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے مقرر کیا ہو نبی یا امام کے ذریعہ سے انکو احکام تعلیم کئے ہوں اور اسکے مقرر ہونے میں کسی آدمی کو واسطہ نہ ہو۔ از مترجم عبد الولی

امر الله وطاعتهم طاعة الله ومعصيتهم
معصية الله وانهم لم ينطقوا الا عن
الله وعن وحيه وان سادات
الانبياء خمسة الذين دارت
عليهم الرحى وهم اصحاب الشرائع
وهم اولوا العزم نوح وابراهيم
وموسى وعيسى ومحمد عليهم السلام
وان محمدا صلى الله عليه وآله
سيدهم وافضلهم وانه جاء بالحق
وصدق المرسلون وان الذين
كذبوه لذائقوا العذاب الاليم
وان الذين آمنوا به وعزروه و
نصروه واتبعوا النور الذي نزل
معه اولئك هم المفلحون الفائزون
ويجب ان يعتقد ان الله عز وجل
لم يخلق خلقا افضل من محمد
والائمة عليهم السلام وانهم احب
الخلق الى الله واكرمهم واولهم اقرارا
به لما اخذ الله ميثاق النبيين و
اشهدهم على انفسهم الست
بربكم قالوا بلى وان الله عز و
جل بعث نبيه محمدا

قول خدا کا قول ہی انکا حکم خدا کا حکم ہی۔ انکی طاعت خدا
کی فرمانبرداری ہی اور انکی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہی۔ اور انھوں
نے کبھی کوئی حکم نہیں دیا۔ مگر خدا کیطرف سے اور اسکی وحی
کے ذریعہ سے اور تمام نبیوں کے سردار وہ پانچ ہیں جو سب کے
دارمدار ہیں وہی صاحبان شریعت اور وہی اولو العزم[عہ] ہیں
اور وہ حضرت نوح اور جناب ابراہیم اور حضرت موسیٰ[ع]
اور حضرت عیسیٰ[ع] اور جناب محمد مصطفے علیہم السلام ہیں
اور جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ ان سب کے سردار
اور ان سب سے افضل ہیں اور وہ جناب حق لیکر آئے اور
رسولوں[عہ] نے جو کچھ فرمایا وہ سچ فرمایا۔ اور جن لوگوں نے آنجناب
کو جھٹلایا وہ دردناک عذاب کا مزہ چکھیں گے اور جو لوگ
آنحضرت پر ایمان لائے اور انکی تعظیم و نصرت کی اور اس نور کے
مطیع رہے جو آنحضرت کے ہمراہ تھا وہی کامیاب ہوئے
والے مراد کو پہونچنے والے ہیں۔
اور یہ بھی عقیدہ واجب ہے کہ خدائے عزوجل نے جناب
محمد مصطفےٰ اور ائمہ علیہم السلام سے کسی کو افضل پیدا نہیں کیا
اور یہ حضرات خدا کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب
اور بزرگ ہیں اور سب سے پہلے انھیں حضرت نے خدا کا اقرار
کیا جبکہ (عالم ذرین) خدا نے تمام نبیوں سے عہد و پیمان لیا
تھا اور ان حضرات کو انبیاء کا گواہ بنا کر یہ فرمایا تھا کیا میں

عہ اولوالعزم نبی وہ پانچ رسول ہیں جن سے خدا نے عالم ذر میں عہد و پیمان لیا تھا ۱۲ مترجم بدایونی عہ رسول، وہ انسان ہے جس کے پاس وحی یا فرشتہ کے ذریعہ سے خدا نے قانونی کتاب نازل کی ہو اور اسکو نئی شریعت جاری کرنے کا یا پچھلی شریعت منسوخ کرنیکا حکم دیا ہو ۱۲ مترجم بدایونی۔

الی الانبیاء فی الذر وان اللہ عزوجل اعطاہ من اعطی کل نبی علی قدر معرفتہ۔ ومعرفۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کانت واکبر واعظم وسبقت الی الاقرار بہ +

ونعتقد ان اللہ تعالیٰ خلق جمیع الخلق لہ ولاہل بیتہ۔ وانہم لولاہم لما خلق اللہ سبحانہ السماء والارض ولا الجنۃ والنار ولا آدمؑ وحواء ولا الملائکۃ ولا شیئا مما خلق۔

ونعتقد ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ائمۃ الاثنا عشر اولہم امیر المومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمان فی ارضہ الحاضر فی الامصار الغائب عن الابصار صلوۃ اللہ علیہم اجمعین ✤

تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب سے پہلے انہی حضرات نے جواب دیا اور خدائے عزوجل نے عالم ذر میں سارے نبیوں پر حضرت محمد مصطفےٰ کو مبعوث فرمایا تھا۔ اور خدا نے ان جناب کو وہ چیزیں عطا فرمائی تھیں جو دیگر انبیاء کو بقدر انکی معرفت کے عنایت کی تھیں اور ہمارے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی معرفت سب سے بڑھی ہوئی اور زیادہ تھی اور سب سے پہلے جناب نے خدا کا اقرار کیا تھا اور یہ بھی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے ساری خلقت کو حضور سرور عالم اور اہلبیت آنحضرت کے طفیل میں پیدا کیا ہے اور اگر یہ حضرات مخلوق نہ ہوتے تو خدائے عزوجل نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو نہ جنت بنائی جاتی اور نہ دوزخ۔ نہ آدم پیدا ہوتے اور حوا اور نہ فرشتے ہوتے بلکہ مخلوقات میں سے کوئی چیز نہ ہوتی اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولخدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجت خدا حضرات ائمہ اثنا عشر ہیں ان سب سے اول حضرت امیر المومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسن پھر حضرت امام حسین پھر امام زین العابدین پھر امام محمد باقر پھر امام جعفر صادق پھر امام موسیٰ کاظم پھر امام علی رضا پھر امام محمد تقی پھر امام علی نقی پھر امام حسن عسکری پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے بارہویں امام حکم خدا کو قائم کرنیوالے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں۔ خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

واعتقادنا فيهم انهم اولو الامر الذين امر الله بطاعتهم وانهم شهداء على الناس وانهم ابواب الله والسبيل اليه والادلاء عليه وانهم عيبة علمه وتراجمة وحيه واركان وحيه وانهم معصومون من الخطاء والزلل وانهم الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرًا وان لهم المعجزات والدلائل وانهم امان لاهل الارض كما ان نجوم السماء امان لاهل السماء ومثلهم فی هذه الامة كسفينة نوح من ركبها نجی او كباب حطة وانهم عباد الله المكرمون الذين لا يسبقونه بالقول وهم بامره يعملون ونعتقد فيهم ان حبهم ايمان وبغضهم كفر وان امرهم امر الله ونهيهم نهی الله وطاعتهم طاعة الله ومعصيتهم معصية الله وولیهم ولی الله وعدوهم عدو الله

ونعتقد ان الارض لا تخلوا من حجة الله علی خلقه واما ظاهرا

ان بزرگواروں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبان امر تھے جنکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اسکی طرف پہونچنے کیلئے راہ اور دلیل ہیں اور اسکے علم کے مخزن ہیں اور اسکی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جنسے خدا نے پلیدی کو دور رکھا اور رکھنا چاہیئے تھا اتنے درجہ کا انکو پاکیزہ بنایا انکے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں یہ حضرات تمام اہل زمین کے واسطے امان ہیں جسطرح کہ ستارے اہل آسمان کیلئے امان ہیں۔ اور ان بزرگوارونکی مثال اس امت میں کشتی نوح کے مانند ہے جو اسپر سوار ہوا اس نے نجات پائی یا یہ حضرات باب؎ حطہ کے مانند ہیں اور یہ سب خدا کی بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اسپر سبقت نہیں لیگئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انکی محبت ایمان ہے اور عداوت اُنسے کفر ہے۔ انکا حکم خدا کا فرمان ہے۔ انکی ممانعت خدا کی ممانعت ہے اُنکی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ انکی نافرمانی خدا کی معصیت ہے انکا دوست خدا کا ولی ہے۔ اور انکا دشمن خدا کا دشمن ہے

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی۔ ایسے شخص سے

؎ باب حطہ وہ دروازہ تھا جسکے متعلق بنی اسرائیل کو حکم الٰہی ہوا تھا کہ تم سب اس دروازہ میں داخل ہو جاؤ کہ تمہارے گناہ بخشدیئے جائیں گے ۱۲ - مترجم بدایونی

مشهوداً او ما خافياً مغموراً ٭
ونعتقد ان حجة الله فی ارضه و
وخليفته فی عباده فی زماننا هذا
هو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن
علی بن محمد بن علی بن موسیٰ ابن
جعفر بن محمد بن علی بن الحسين
بن علی بن ابی طالب عليهم السلام
وانه هو الذی اخبر به النبیؐ عن الله
باسمه ونسبه وانه هو الذی يملاء
الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظلماً
وجوراً وانه هو الذی يظهر الله به
دينه ليظهره علی الدين كله ولو كره
المشركون وانه هو الذی يفتح
الله علی يديه مشارق الارض
ومغاربها حتیٰ لا يبقی فی الارض مكاناً
الا نودی فيها بالاذان ويكون الدين
كله لله وانه هو المهدیؑ اخبر به النبیؐ
وانه الذی اذا خرج نزل عيسیٰ بن
مريم يصلی خلفه ويكون المصلی
اذا صلی خلفه كمن كان مصلياً
خلف رسول الله لانه خليفته ٭
ونعتقد انه لا يجوز ان يكون القائم
غيره لبقی فی غيبة ما بقی ولو بقی

جو بندگان خدا پر اسکی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی
اور پوشیدہ ہو۔
اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر
اسکا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمد بن الحسن
بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی
بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام ہیں۔
اور یہ وہی جناب ہیں جنکے نام و نسب کی حضور نبی نے
خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل و داد سے اسطرح بھر دینگے
کہ جسطرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔
اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کرکے تمام دینوں
پر اسکو غالب کر دیگا۔ اگرچہ مشرکین اس سے کراہت کرینگے
اور اللہ آنحضرت کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب
تک فتح کر دیگا یہانتک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہیگی
مگر یہ کہ اسجگہ سے آواز اذان آئیگی اور ساری دنیا میں
بس خدا ہی کا دین ہوگا۔
اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جنکی خبر رسول اللہؐ نے دی ہے
اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہونگے تو اسوقت حضرت عیسیٰؑ بن
مریم نازل ہونگے۔ اور انکے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آنحضرت
کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اسنے رسول اللہ کے
پیچھے نماز پڑھی ہو کیونکہ وہ حضرت جناب رسول خدا کے خلیفہ ہیں
اور ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص

غيبته عمر الدنيا لم يكن القائم
غيره لان النبي عمر الدنيا لم يكن و
القائم غيره لان النبي والائمة
دلوا عليه باسمه و نسبه وبه نصوا
وبه بشروا صلوات الله عليهم اجمعين
وقد اخرجت هذا الفصل في كتاب
الهداية ÷÷

(باب الاعتقاد في العصمة)

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا في الانبياء
والاوصياء والملائكة انهم معصومون
مطهرون من كل دنس - وانهم
لا يذنبون ذنبا لا صغيرة ولا كبيرة
ولا يعصون الله ما امرهم ويفعلون
ما يؤمرون ومن نفى عنهم العصمة
في شيء من احوالهم فقد جهلهم
ومن جهلهم فهو كافر اعتقادنا فيهم
انهم معصومون موصوفون بالكمال
والتمام والعلم من اوائل امورهم
واواخرها لا يوصفون في شيء من
احوالهم بنقص ولا عصيان ولا جهل

(باب الاعتقاد في نفي الغلو و
التفويض) ÷÷

قایم نہیں ہو سکتا - اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب
رہیں - اور اگر وہ حضرت عمر دنیا تک غائب رہیں تب
بھی اور کوئی شخص قایم نہیں ہو سکتا - کیونکہ جناب رسولخدا
اور ائمہ اہلبیت نے ان حضرت کے نام و نسب کو بتلا دیا ہی
اور خلافت آنحضرت پر نص فرما دی ہی اور انکے ظہور کی
بشارت دی ہی - خدا کا درود ان سب پر نازل ہو - میں نے
اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے -

(عصمت کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور
فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں ہر قسم کی نجاست
سے پاک ہیں انھوں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا - نہ صغیرہ کے
یہ حضرات مرتکب ہوے اور نہ کبیرہ ان سے سرزد ہوا - یہ حضرات حکم
الہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ انکو حکم دیا جاتا ہی موافق
اسکے عمل کرتے ہیں اور جو شخص انکی عصمت کا کسی حال میں
کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان سب کے رتبہ سے جاہل ہے اور جو
شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے -

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب
معصوم ابتدا سے آخر تک کمال اور تمامیت صفات اور علم
سے موصوف ہیں - کسی حال میں یہ حضرات کچھ بھی نقصان
اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے

(غلو اور تفویض کے نفی کے متعلق عقیدہ)

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الغلاۃ والمفوضۃ انھم کفار باللہ جل اسمہ وانھم شر من الیھود والنصارٰی والمجوس والقدریۃ والحروریۃ ومن جمیع اھل البدع والاھواء المضلۃ۔ وانہ ما صغر اللہ جل جلالہ تصغیرھم بشیئ کما قال عز شانہ ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون وقال عز وجل لا تغلوا فی دینکم

واعتقادنا فی النبی انہ سم فی غزوۃ خیبر فما زالت ھذہ الاکلۃ تعاودہ حتی قطعت ابھرہ

شیخ ابو جعفر نے فرمایا غالیون اور مفوضہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ لوگ خدائے جل اسمہ کے منکر ہیں اور یہ لوگ بدتر ہیں یہود اور نصارٰی اور مجوس اور قدریہ اور خوارج سے بلکہ اور تمام اہل بدعت اور گمراہ کرنیوالے فرقوں سے۔

اور ان لوگوں کی برابر کسی فرقہ نے خدا کی تحقیر نہیں کی حالانکہ خدا انکی رد میں فرماتا ہے کسی بشر کی جسکو کتاب اور حکومت اور نبوت خدا نے دی ہو مجال نہیں ہے کہ وہ آدمیوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنجاؤ لیکن وہ تو یہ کہہ سکتا ہے کہ تم خدا والے بنو جس طرح کہ تم کتاب پڑھتے اور پڑھاتے ہو اور وہ یہ بھی حکم نہیں دیتا ہے کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو اپنا خدا بنالو وہ تمکو تمہارے مسلمان ہو جانیکے بعد کفر کا حکم نہ دیگا۔ نیز خدا نے فرمایا کہ تم لوگ مذہب کی باتوں میں غلو نہ کرو یعنی مذہب کی حد سے نہ گذرو۔

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم کو جنگ خیبر میں زہر دیا گیا وہ زہر برابر عود کرتا رہا یہانتک کہ رشتہ ھصفر کو اس زہر سے حضرت کے قلب اطہر کی رگیں کٹ گئیں جس سے

ــــــــــــــ

مہ غالی وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خدا جانتے ہیں یا نبی ظاہری یا باطنی سمجھتے ہیں ۱۲ مترجم بدایونی ست فرقہ مفوضہ کا مذہب یہ ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو پیدا کیا پھر وہ بیکار ہوگیا اور اسنے تمام دنیا کا انتظام الٰہی دونوں بزرگوں کے سپرد کردیا یعنی دونوں بزرگوار دنیا سے عالم کو پیدا کیا ہے اور یہی دونوں مارتے اور جلاتے ہیں اور یہی لوگوں کو رزق دیتے ہیں خدا کو کچھ بھی غرض مطلب نہیں ہے ۱۲ سہ یہود وہ فرقہ ہے جو حضرت عزیر نبی کو خدا کا بیٹا جانتا ہے اور حضرت موسٰی کی شریعت کو قیامت تک کیلئے واجب العمل سمجھتا ہے ۱۲ للعہ نصارٰی وہ لوگ ہیں جو حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں ۱۲ حہ مجوس وہ گروہ ہے جن پر صاحب کتاب ہونے کا شبہ ہے آتش پرستی ان کا مذہب ہے ۱۲ ےہ قدریہ وہ لوگ ہیں جو اچھے اور برے کاموں کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی گروہ کا نام مجبرہ اور اشاعرہ بھی ہے۔ آج کل اہلسنت میں سب سے بڑا یہی گروہ ہے ۱۲ معہ فرقہ خوارج وہ گروہ ہے جو امام برحق سے لڑا اور اسکی خونریزی جائز سمجھتا ہے ۱۲ اس فرقہ کو حروریہ بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم بدایونی لہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابو رافع یہودی اور رئیس اور نصارٰی نجران نے رسول سے کہا کہ اے محمد تم یہ چاہتے ہو کہ ہم لوگ تمکو اپنا خدا سمجھیں اور تمہاری عبادت کریں حضرت نے جواب دیا معاذ اللہ ہرگز میرا یہ خیال نہیں ہے میں تو خدائے واحد کے سوا اور کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیتا ہوں اسوقت خدا نے یہ آیتیں ما کان لبشر ان الخ نازل فرمائیں ۱۲ مف اس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا۔ رسول خدا تو یہ فرمائیں کہ تم لوگ خدا کے سوا کسیکو اپنا خدا نہ سمجھو اور مفوضہ ملاعنہ جناب کو خدا جانیں کیسا ایسے تعصب ضلال سے محفوظ رکھے ۱۲ مترجم بدایونی

فمات منها- وامیر المومنین علیه
السلام قتله عبدالرحمان بن ملجم
المرادی لعنه الله ودفن فی الغری
والحسن بن علی علیهما السلام
سمته امرئته جعدة بنت الاشعث
الکندی لعنهما الله- والحسین
بن علی قتل بکربلاء قتله سنان
بن انس النخعی لعنه الله- وعلی
بن الحسین ع عبدالملك لعنهما
الله فقتل ودفن بالبقیع ومحمد
الباقر بن علی سمه ابراهیم بن
الولید لعنهما الله وجعفر الصادق
سمه ابوجعفر المنصور الدوانقی لعنه
الله فقتله- وموسیٰ بن جعفر سمه
هارون الرشید لعنه الله وعلی الرضا
بن موسیٰ قتله المامون بالسم
وابوجعفر محمد بن علی قتله المعتصم
لعنه الله بالسم وعلی بن محمد قتله
قتله المتوکل لعنه الله بالسم و
الحسن بن علی العسکری قتله المعتمد
لعنه الله بالسم واعتقادنا
ان ذلك جری علیهم بالحقیقة

ان جناب نے وفات پائی- اور حضرت امیر مومنان کو
عبدالرحمان بن ملجم مرادی لعین نے (١٩ ماہ رمضان ٤٠ھ
کی شب میں ضربت لگائی (٢١) کو وہ جناب شہید ہوئے مقام
نجف میں دفن کیے گئے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو
اُن جناب کی زوجہ جعدہ ملعونہ بنت اشعث کندی ملعون
نے (باغوائے معاویہ) زہر سے (٢٨) صفر ٥٠ھ کو شہید
کیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس لعین نے عہ
کربلا میں شہید کیا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کو ولید بن عبدالملک ملعون نے (١٨) محرم ٩٥ھ کو زہر سے
شہید کیا- جنت البقیع میں وہ جناب اپنے عم بزرگوار امام حسن
کے پہلو میں دفن کیے گئے اور امام محمد باقر علیہ السلام کو ابراہیم
بن ولید نے (٧) ذیحجہ ١١٤ھ کو زہر سے شہید کیا- اور
امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور دوانقی ملعون نے (١٥) ار
رجب ١٤٨ھ میں) زہر سے شہید کیا خدا اس لعین پر لعنت
کرے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون رشید ملعون نے
زہر سے (٢٥) رجب ١٨٣ھ میں) شہید کیا اور حضرت امام
علی رضا علیہ السلام کو مامون رشید ملعون نے زہر سے (ماہ صفر
٢٠٣ھ میں) قتل کیا اور حضرت ابوجعفر محمد تقی علیہ السلام کو
معتصم لعین نے زہر سے (آخر ماہ صفر ٢٢٠ھ میں قتل کیا.
اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو متوکل لعین نے زہر سے

عہ لیکن اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمر ولدالزنا نے امام مظلوم کو خنجر سے شہید کیا- اور ارشاد المفید میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام سنان بن انس کے نیزہ سے
شہید ہوئے اور سر اقدس ان جناب کا شمر ولدالزنا نے جدا کیا الخ ١٢ مترجم

وانه ماشبه للناس امرهم كما
يزعمه من يتجاوز الحد فيهم من
الناس بل شاهد واقتلهم على
الحقيقة والصحة لا على الحسبان
والحيلولة ولا على الشك والتهمة
فمن زعم انهم شبهوا او واحد
منهم فليس من ديننا على شيئ
ونحن عنه براء وقد اخبر النبي
والائمة انهم مقتولون فمن
قال انهم لن يقتلوا فقد كذبهم و
من كذبهم فقد كذب الله و
كفر به وخرج به عن الاسلام
وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
وكان الرضا عليه السلام يقول
فی دعائه اللهم انی ابرء اليك
من الحول والقوة ولا حول
ولا قوة الا بك اللهم انی ابرء
اليك من الذين قالوا فينا
ما لم نعلم فی انفسنا اللهم لك
الخلق ومنك الامر واياك نعبد
واياك نستعين اللهم انت

سنہ ۲۵۴ھ میں شہید کیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کو
معتمد لعین نے زہر سے ۸۔ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں شہید
کیا اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قتل ان حضرات پر حقیقۃً جاری
ہوا اور یہ حادثات لوگوں پر مشتبہ نہیں رہے جیسا کہ گمان ہے
ان لوگوں کا جو ان حضرات کے بارے میں دین کی حد سے
گذر گئے ہیں بلکہ اُن لوگوں نے حقیقۃً ان حضرات کا قتل ہونا
اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا نہ یہ کہ انکو خیال و گمان تھا
یا شک تھا یا آنحضرات کی شہادت مشتبہ تھی پس جو شخص
گمان کرے کہ ان سب حضرات کی شبیہ یا کسی ایک کی
شبیہ قتل کیگئی تھی وہ ہمارے دین میں نہیں ہے اور ہم اس سے
بیزار ہیں کیونکہ خود حضور سرور عالم نے اور ائمہ علیہم السلام نے
خبر دی تھی کہ ہم سب قتل کئے جائینگے اب جو کوئی کہے کہ وہ
حضرات مقتول نہیں ہوئے تو اُسنے ان بزرگواروں کو جھٹلایا
اور جسنے انہیں جھٹلایا تو اُسنے خدا کی تکذیب کی اور کفر کیا اور
اسلام سے وہ خارج ہو گیا اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور
دین کو چاہیگا اسکا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ
روز قیامت نقصان اُٹھانیوالوں میں ہوگا۔ اور جناب امام
علی رضا علیہ السلام اپنی دعا میں عرض کیا کرتے تھے آلہی
میں تیری درگاہ میں اقرار برائت کرتا ہوں قوت اور طاقت
سے۔ قدرت و قوت تیرے سوا اور کسیکو حاصل نہیں ہے خدایا
میں تیرے سامنے اقرار بیزاری کرتا ہوں ان لوگوں سے

خالقنا و خالق آباءنا الاولين و
الآخرين اللهم لا يليق الربوبية
الا بك ولا تصلح الالهية الا لك
فالعن النصارى الذين صغروا
عظمتك والعن المضاهئين لقولهم
من بريتك اللهم انا عبيدك و
ابناء عبيدك لا نملك لانفسنا
ضرا ولا نفعا
ولا موتا ولا حيوة ولا نشورا
اللهم من زعم ان لنا الخلق ولنا
الرزق فنحن اليك منه براء كبرائة
عيسى بن مريم عن النصارى
اللهم انا لم ندعهم الى مايزعمون
فلا تواخذنا بما يقولون واغفر
لنا مايزعمون رب لا تذر ۲۹ ب ۱۰۶
عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ
دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ
يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا
فَاجِرًا كَفَّارًا ۝
وروى عن زرارة قال قلت
للصادق ع ان رجلا من ولد
عبد الله بن سبا يقول بالتفويض
فقال عليه السلام ما التفويض

جو ہمارے بارے میں وہ باتیں کہتے ہیں جو ہم اپنی نفسوں سے نہیں
پاتی ہیں اے میرے اللہ تو ہی خالق ہے اور تو ہی حاکم تیری ہی ہم
عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ الٰہا تو ہی ہمارا
اور ہمارے اجداد اولین و آخرین کا خالق ہے۔ اے اللہ رب
ہونیکی صفت تیرے ہی لائق ہے۔ معبود ہونیکا صالح تو
ہی ہے پس تو لعنت کر ان نصاریٰ پر جنہوں نے تیری عظمت
کو گھٹایا اور لعنت کر ان لوگوں پر جو تیری مخلوق میں سے بعض کو
تیرا متشابہ کہتے ہیں۔ خدایا ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے
بندوں کے فرزند ہیں۔ ہم اپنے ضرر اور نفع اور موت اور زندگی
اور دوبارہ زندہ ہونے پر قابو نہیں رکھتے اے میرے اللہ جس
شخص کا زعم باطل یہ ہے کہ ہم پیدا کرتے ہیں اور ہم روزی دیتے
ہیں تو ہم اس سے اس طرح بیزار ہیں جسطرح حضرت عیسیٰ
بن مریم نصاریٰ سے بیزار تھے خدایا ہمنے انکو دعوت نہیں
دی ہے اس عقیدہ کیطرف جو انکا گمان ہے خدایا تو انکی باتوں کا
ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور انکی بدگمانیوں کو ہم سے معاف رکھنا اے
میرے رب تو زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ کہ اگر تو انکو زندہ چھوڑیگا
تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے۔ اور سخت کافر اور بدکاران کے
اولادیں ہوں گی۔

زرارہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ
السلام سے عرض کیا عبداللہ بن سبا کی اولاد میں سے ایک
شخص تفویض کا قائل ہے۔ حضرت نے فرمایا اسکی تفویض

قلت یقول ان اللہ عزوجلؒ
خلق محمدا و علیا ثم فوض الامر
الیہما فخلقا و رزقا و احییا و اماتا
فقالؑ کذب عدو اللہ اذا رجعت
الیہ فاقرء علیہ الایۃ التی فی سورۃ
الرعد اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا
کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْہِمْ
قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ
الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ فانصرفت
الی الرجل فاخبرتہ بما قال
الصادقؑ فکانما القمتہ حجرا
فقال وکانما خرس ؞
وقد فوض اللہ الی نبیہ امر دینہ
فقال وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ
مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وقد فوض
ذلک الی الائمۃ واما علامۃ
المفوضۃ والغلاۃ واصنافہم
نسبتہم الی مشائخ قم و
علمائہم القول بالتقصیر

؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

رہے) کیا مراد ہے میں نے عرض کیا وہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل نے صرف حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کو پیدا کیا پھر سارے کام ان دونوں کے سپرد کردئے یہی دونوں پیدا کرتے ہیں اور روزی دیتے ہیں اور زندہ کرتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں حضرت نے فرمایا جھوٹا ہے وہ دشمن خدا۔ جب تم اُس کے پاس پلٹ کر جاؤ تو سورہ رعد کی یہ آیت اُس کے سامنے تلاوت کردینا۔ کیا انہوں نے خدا کے لئے شریک مقرر کئے ہیں آیا انھوں نے اسکی سی مخلوق پیدا کی ہے پس ان پر خلقت مشتبہ ہوگئی۔ تم اُن سے کہو اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا اور زبردست ہے۔ پس میں اس مردک کے پاس پلٹ گیا۔ اور امام نے جو کچھ فرمایا تھا اس کی اطلاع اس کو دی۔ پس گویا میں نے اُس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیا راوی کہتا ہے گویا وہ گونگا ہے۔

البتہ خدا نے امور دین اپنے نبی کے سپرد کئے ہیں جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے (ہمارا) رسول جو احکام تمہارے پاس لایا ہے اُس پر عمل کرو اور جن باتوں سے تم کو منع کیا ہے اس سے تم باز رہو اور یہی دینی احکام ائمہ کو سونپے گئے ہیں

وعلامة الحلاجية من الغلاة
دعوى التجلي بالعبادة مع تدينهم
تبرك الصلوة وجميع الفرائض و
دعوى المعرفة باسماء الله العظمى
ودعوى انطباع الحق لهم - وان
الولي لهم اذا خلص وعرف
مذهبهم فهو عندهم افضل
من الانبياء و من علاماتهم
ايضا دعوى علم الكيميا
ولا يعلمون منه الا الدغل
وتنفيق الشبه والرصاص
على المسلمين اللهمّ لا تجعلنا
منهم والعنهم جميعا ۞

(باب الاعتقاد في الظالمين)

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا
فيهم انهم ملعونون و
البرائة منهم واجبة
وقال الله عزّ وجلّ

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

مفوضہ اور غالیوں کی شناخت یہ ہے کہ یہ لوگ
علمائے قم اور وہاں کے مشائخ کی طرف تقصیر
کے قول کو منسوب کرتے ہیں (یعنی وہ کہتے ہیں کہ
شہر قم کے علماء اور مشائخ نے حضرات ائمہ کے بارے
میں کمی کی ہے)، اور غالیوں میں سے فرقہ حلاجیہ
کی پہچان یہ ہے کہ وہ دعوٰے کرتے ہیں کہ بوجہ عبادت
کے خدا اپنے بندوں میں ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ نماز
اور تمام واجبات کو ترک کرنا اُن کا مذہب ہے۔ دوسرا
دعوٰے ان کا خدا کے اسم اعظم کو جاننا ہے۔ تیسرا
دعوٰے اُن کا یہ ہے کہ خدا ان میں سمایا ہوا ہے۔
چوتھا دعوٰے یہ ہے کہ ان کا ولی جبکہ اللہ سے
خالص محبت رکھے اور ان کے مذہب کا شناسا ہو
تو وہ اُن کے نزدیک انبیاء سے افضل ہے۔
اور ان کے دعاوی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علم
کیمیا سے یہ واقف ہیں حالانکہ یہ لوگ کیمیا کچھ بھی
نہیں جانتے۔ دھوکا دینا ان کا کام ہے (سونا اور
چاندی کی صورت بنا کر) پیتل اور رانگہ مسلمانوں
کو دیدیتے ہیں خدایا تو ہمیں ان لوگوں میں شریک
نہ کرنا۔ اور ان سب پر تو لعنت کر

(ظالموں کے متعلق عقیدہ)

شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظالموں کے بارے

وقال تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ اُولٰٓئِكَ
يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ
الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا
عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا
عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
قال ابن عباسؓ فی تفسیر
هذه الاية ان سبیل الله
فی هذا الموضع علیؑ بن ابی
طالب والائمة علیهم السلام
وفی کتاب الله اما مان امام
الهدیٰ وامام الضلالة
قال تعالیٰ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ۝
وقال تعالیٰ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً
يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ لوگ ملعون ہیں۔ بیزاری اور نفرت ان سے واجب ہے خدا فرماتا ہے ظالموں کا روز قیامت کوئی مددگار نہ ہوگا پھر فرمایا کوئی شخص اس سے بڑھکر ظالم نہیں ہے جو خدا پر جھوٹ بولے۔ یہ لوگ خدا کے حضور میں میں پیش کئے جائیں گے اور گواہی دینے والے کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جنہوں نے خدا کی راہ سے اس کے بندوں کو روکا اور اس میں کجی ڈالنی چاہی۔ یہ لوگ آخرت کے منکر تھے۔

عبداللہ بن عباس نے اس آیۃ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس مقام پر سبیل اللہ سے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ائمہ علیہم السلام مراد ہیں

خدا کی کتاب میں دو قسم کے پیشوا مذکور ہیں۔ ایک امام ہدایت دوسرا امام ضلالت۔ خدا فرماتا ہے ہم نے ان کو ایسا پیشوا قرار دیا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں

اور امام ضلالت کی مذمت میں فرمایا ہے ہم نے ان کو ایسا سرغنہ بنایا جو دوزخ کی طرف دعوت

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا
لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ
الْمَقْبُوْحِیْنَ ۝

دیتے ہیں اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہ کیجائیگی
اور اس دنیا میں ہم نے اُن کے پیچھے لعنت رکھی ہی
اور قیامت کے دن یہ لوگ ذلیل اور خوار لوگوں میں
ہوں گے۔

پ ۹ ع ۱۴
فلما نزلت هذه الاٰیة وَاتَّقُوْا
فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
مِنْكُمْ خَاۤصَّةً ۚ
قال النبیؐ من ظلم علیاً مقعدی
هذا بعد وفاتی فكانما جحد
نبوّتی ونبوّة الانبیاء من قبلی
ومن تولی ظالما فهو ظالم

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ڈرو اس فتنہ سے جس
میں صرف وہی لوگ مبتلا نہ ہوں گے جو ظالم ہیں
(بلکہ اثر اس کا عام ہوگا) تو جناب رسول خدا نے
فرمایا جو کوئی میری وفات کے بعد علیؑ بن ابیطالب
پر میری خلافت کے بارے میں ظلم کریگا تو گویا وہ
میری اور تمام نبیوں کی نبوت کا منکر ہو گا۔ اور جو ظالم کو
دوست رکھیگا وہ بھی ظالم ہوگا۔

پ ۱۰ ع ۹
قال تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ
اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ
وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

خدا نے فرمایا اے
ایمان والو تم اپنے باپ بھائیوں سے دوستی نہ کرو
جبکہ وہ لوگ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند
کرتے ہیں۔
اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست رکھے گا پس وہ
بھی ظالموں میں ہو جائے گا۔

پ ۲۸ ع ۸
وقال تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ
قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ
الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

اور خدا نے فرمایا اے ایمان والو تم محبت نہ کرو اس
گروہ سے جس پر خدا کا غضب ہوا ہے۔ یہ لوگ روز
قیامت کے آنیسے اس طرح مایوس ہیں جس طرح
کفار لوگ قبروں کے مردوں سے مایوس ہیں

پ ۲۸ ع ۳
وقال عزّ وجلّ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ

اور خدا نے فرمایا تم اس گروہ کو جو خدا پر اور قیامت پر

مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

ایمان لایا ہے محبت کرنے والا نہ پاؤ گے ان لوگوں سے جو خدا ورسول سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ دادا یا اُنکے بیٹے یا اُن کے بھائی یا اُن کے کنبہ کے ہوں۔ خدا نے تو ان کے دلوں میں ایمان لکھدیا ہے۔

وقال تعالیٰ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

اور خدا نے فرمایا تم میں سے جو کوئی انکو دوست رکھیگا وہ ان میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم قوم کو راہ نہیں دکھاتا ہے

وقال عزّ وجلّ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ

خدا نے فرمایا تم لوگ ظالموں کی طرف رغبت نہ کرو ورنہ آگ (دوزخ کی) تم کو گھیر لیگی اور خدا کے سوا تمہارا کوئی اور مددگار نہ ہوگا پھر تمہاری نصرت بھی نہ کیجائیگی۔

والظلم هو وضع الشیئ فی غیر موضعه فمن ادعی الامامة وهو غیر امام فهو ظالم وملعون ومن وضع الامامة فی غیر اهلها فهو الظالم الملعون

ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو ایسی جگہ رکھنا کہ وہ جگہ اس کے رہنے کی نہ ہو۔ پس جو شخص امامت کا دعوےٰ کرے وہ امام نہ ہو تو وہ ظالم اور ملعون ہے۔ اور جو شخص امامت ایسے شخص میں قرار دے جو اس کا اہل نہ ہو تو وہ بھی ظالم ملعون ہے۔

وقال النبی من جحد علیا امامته بعدی فقد جحد نبوتی ومن جحد نبوتی فقد جحد الله ربوبیته

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے بعد علیؑ کی امامت کا انکار کرے تو اس نے میری نبوت سے انکار کیا اور جس نے میری نبوت سے انکار کیا تو وہ خدا کے رب ہونیکا منکر ہوگیا۔

وقال النبی یا علی انت المظلوم بعدی ومن ظلمك فقد ظلمنی ومن انصفك فقد انصفنی و

رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ تم پر بعد میرے ظلم کیا جائیگا۔ اور جو شخص تم پر ظلم کرے گا تو اس کا ظلم مجھ پر ہوگا۔ اور جو شخص تمہارے ساتھ انصاف کریگا تو اس کا انصاف

ومن جحدك فقد جحدني ومن والاك
فقد والاني ومن عاداك فقد عاداني
ومن اطاعك فقد اطاعني ومن
عصاك فقد عصاني ؛

واعتقادنا في من جحد امامة
امير المؤمنين علي بن ابي طالب
والائمة من بعده جحد
نبوة جميع الانبياء ؛

اعتقادنا في من اقر بامير
المؤمنين وانكر واحدا من بعده
من الائمة انه بمنزلة
من اقر بجميع الانبياء وانكر
نبوة محمد ﷺ

وقال الصادق ع المنكر
لآخرنا كالمنكر لاولنا ؛

وقال النبي صلى الله عليه و
سلم الائمة من بعدي
اثنا عشر اولهم امير المؤمنين
علي بن ابي طالب ؛

مجھپر ہو گا۔ اور جو شخص تمہارے ساتھ انصاف
کرے گا تو اس کا انصاف میرے ساتھ ہو گا
اور جو تمہارا منکر ہو گا وہ میرا انکاری ہو گا اور جو
تم سے محبت کرے گا وہ میرا دوست ہو گا۔ اور
جو تم سے عداوت رکھے گا وہ میرا دشمن ہو گا اور
جو تمہاری اطاعت کرے گا وہ میرا فرمانبردار ہے
اور جو تمہاری مخالفت کرے وہ میرا نافرمان ہے۔

اور ہمارا اعتقاد اس شخص کے بارے میں جو شخص
حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب اور ان کے
بعد والے ائمہ کی امامت کا انکار کرے تو ایسا
شخص اس کے مانند ہے جو تمام نبیوں کی نبوت
کا منکر ہو۔

اور جو شخص امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کا
معتقد ہو لیکن ان جناب کے بعد والے اماموں
میں سے کسی ایک کا انکار کرے تو اسکے متعلق
ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ شخص گویا تمام نبیوں کا مقر
ہے مگر ہمارے نبی جناب محمد مصطفےٰ کی نبوت کا منکر
ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا جو شخص ہمارے آخری
امام کا منکر ہو تو گویا وہ ہمارے پہلے امام کا منکر ہے
جناب رسولخدا نے فرمایا میرے بعد بارہ امام

ہونگے کہ ان میں سے پہلے امام امیر المومنین
علیؑ بن ابی طالب ہیں اور سب کے آخر ہیں
مہدی قایم ہونگے ان کی پیروی میری پیروی
ہے ان کی مخالفت میری نافرمانی ہے۔ اور
جو شخص ان میں سے ایک کا بھی انکار کرے تو وہ
میرا منکر ہوگا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے جو شخص ہمارے دشمنوں
کے کفر میں جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے شک
کرے وہ جھوٹا ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا جب سے میری
ولادت ہوئی ہے مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔ یہانتک
کہ جب عقیل آشوب چشم میں مبتلا ہوتے تھے
تو کہتے تھے اول علی کی آنکھ میں دوا ڈالو تب
میری آنکھوں میں ڈالو۔ بس میری آنکھ میں دوا
ڈالتے تھے حالانکہ میری آنکھیں دکھتی ہوئی
نہ تھیں۔

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ سے جنگ
کرنے والا کافر ہے کہ رسولخدا نے فرمایا جو علیؑ
سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جس نے علیؑ سے
جنگ کی اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جس
نے مجھ سے جنگ کی وہ خدا سے لڑا اور حضور

واخرهم المهدیؑ القائم
طاعتهم طاعتی و معصیتهم
معصیتی و من انکر واحدا منهم
فقد انکرنی وقال الصادق
علیه السلام من شك فی کفر
اعدائنا الظالمین لنا فهو کاذب

وقال امیر المؤمنینؑ
ما زلت مظلوما منذ ولدتنی
امی حتی ان عقیلا کان یصیبه
الرمد فیقول لا تذرونی حتی
تذروا علیا فیذرونی ومابی
رمد ٭

واعتقادنا فی من قاتل
علیا فانه کافر بقول
النبیؐ من قاتل علیا فقد
قاتلنی و من حارب علیا فقد
حاربنی و من حاربنی فقد
حارب الله و نقول لعلی
علیه السلام ٭٭٭

وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ
انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن
سالمکم واما فاطمة فاعتقادنا
فیها وانها سیدة النساء
العٰلمین من الاولین والاخرین
وان الله عزوجل یغضب بغضبها
ویرضی برضاها لان الله فطمها
وفطم من احبها من النار
وانها خرجت من الدنیا ساخطة
علی ظالمیها وغاصبی حقها ومن
نفی من ابیها ارثها وقال النبی صلی
الله علیه وآله ان فاطمةؑ
بضعة منی من اذاها فقد
اذانی ومن غاظها فقد غاظنی
ومن سرها فقد سرنی وقال
ان فاطمه بضعة منی وروحی
التی بین جنبی یسوئنی ما
سائها ویسرنی ما سرها ۔

سرورِ عالم نے حضرت علیؑ و فاطمہ زہراؑ اور
حسنینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا جو تم سے لڑیگا
اس سے میری لڑائی ہے اور جو تم سے صلح
رکھیگا اس سے میری صلح ہے۔ جناب فاطمہؑ
زہرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ
معظمہ زنان اولین و آخرین کی سردار ہیں۔
اور خدائے عزوجل اُنکے غضب سے غضبناک
اور رضامندی سے راضی ہوتا ہے اسلیئے کہ اللہ
نے اس معصومہ کو اور ان کے شیعوں کو آتش
دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ اور ہمارا یہ بھی
عقیدہ ہے کہ جناب سیدہ کا دنیا سے کوچ
ایسے حال میں ہوا کہ وہ معصومہ غضبناک
تھیں ان لوگوں پر کہ جنہوں نے اُنپر ظلم کیا اور انکے
حق کو چھینا اور میراث پدر سے رد کیا حالانکہ جناب
رسول خدا فرما چکے تھے کہ فاطمہ پارۂ جگر ہے
میری جو کوئی فاطمہ کو ایذا دے گا اس کی ایذا
مجھ پر ہوگی اور جو اس کو غصہ میں لائے گا وہ
مجھے غصہ میں لائیگا۔ اور جو اسے خوش کریگا
وہ مجھے خوش کریگا۔ اور فرمایا فاطمہ میری پارۂ
جگر ہے اور میری روح ہے جو میرے دونو
پہلوؤں کے درمیان ہیں ہے مجھے بری معلوم

واعتقادنا في البراءة انها
واجبة من الاوثان الاربعة
يغوث - يعوق نسر هبل ومن
الانداد الاربع اللات والعزى
ومنات وشعرى ومن عبدهم
ومن جميع اشياعهم واتباعهم
وانهم شر خلق الله - وانه لا
يتم الاقرار بالله وبرسوله
وبالائمة المعصومين الا بالبرائة
من اعدائهم ؛

واعتقادنا في قتلة الانبياء و
قتلة الائمة المعصومين انهم
كفار مشركون مخلدون في
اسفل درك من النار ومن
اعتقد بهم غير ما ذكرناه
فليس عندنا من دين الله في
شيء ؛

(باب الاعتقاد في آباء النبي صلى
الله عليه وسلم وآباء علي ؑ)

ہوتی ہے وہ چیز جو فاطمہؑ کو بری معلوم ہو اور خوش
کرتی ہے مجھے وہ چیز جو اُسے خوش کرے اور برأت
کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں سے
بیزاری واجب ہے وہ یغوث اور یعوق اور
نسر اور ہبل ہیں اور چار ضدوں سے بھی نفرت
واجب ہے وہ یہ ہیں لات اور عزے - اور منات
اور شعرے - اور ان لوگوں سے بھی بیزاری واجب
ہے جو انکی عبادت کرتے ہیں اور انکے گروہ میں
ہیں اور انکے تابعدار ہیں اور یہ سب لوگ بدترین
خلایق ہیں اور یہ بھی عقیدہ ضروری ہے کہ خدا
کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت اور ائمہ
معصومین کی امامت کا اقرار پورا نہیں ہو سکتا
جبتک کہ انکے دشمنوں سے بیزاری اور نفرت نہ ہو -
اور ہمارا عقیدہ نبیوں کے قاتلوں اور ائمہ معصومین
کے قاتلوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ لوگ کافر
مشرک ہیں دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں
ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے -

اور جو شخص انکے بارے میں اسکے برخلاف عقیدہ
رکھے جو ہم نے ذکر کیا وہ ہمارے نزدیک دین خدا
میں کچھ بھی نہیں ہے -

(حضرت رسولخدا اور امیر المومنین کے والد اور اجداد کے متعلق عقیدہ)

قال الشیخ اعتقادنا فیہم انہم مسلمون من آدم الی ابیہ عبد اللہ وان ابا طالب کان مسلماً وامہ آمنۃ بنت وہب کانت مسلمۃ وقال النبی اخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم ۝

وروی ان عبد المطلب کان حجۃ وابا طالب کان وصیہ ۝

(باب الاعتقاد فی التقیہ)

قال الشیخ رح اعتقادنا فی التقیہ انہا واجبۃ ومن ترکہا کان بمنزلۃ من ترک الصلوٰۃ ۝

۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝

شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان حضرات کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ سب آدم علیہ السلام سے لیکر جناب رسول خدا کے والد ماجد عبد اللہ تک مسلمان[ع] تھے۔ اور حضرت ابو طالب[ص] مسلمان تھے اور جناب رسول خدا کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب مسلمان تھیں۔

جناب رسول خدا نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور حضرت آدم سے لیکر میرے اجداد میں کوئی زنا سے پیدا نہیں ہوا۔

مروی ہے کہ حضرت عبد المطلب حجت خدا تھے اور جناب ابو طالب ان کے وصی تھے۔

(تقیہ کے متعلق اعتقاد)

شیخ رح نے فرمایا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تقیہ[ت] واجب ہے۔ جو شخص تقیہ کو ترک کرے تو اسکے مانند ہے کہ جس نے نماز کو ترک کیا۔ جناب امام

ع جناب رسول خدا کا نور جس جس کی پشت میں حضرت آدمؑ سے حضرت عبد اللہ تک رہا سب کے سب خدا کو ایک جانتے تھے۔ خدا کے سوا کسی کو کبھی انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ سات ان میں سے نبی تھے یعنی آدم۔ شیث۔ نوح۔ الیاس۔ ابراہیم۔ اسماعیل۔ الیسع حضرت کے آبا و اجداد کا موحد اور خدا پرست ہونا قرآن سے ثابت ہے چنانچہ خدا وند عالم ارشاد فرماتا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ۔ یعنے خدائے عزیز و رحیم پر تم بھروسا رکھو وہ تمہارے حال کا نگراں ہے جبکہ تم اٹھتے ہو اور اس وقت بھی نگراں تھا جب تم عبادت گذاروں کی پشتوں میں منتقل ہو رہے تھے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت رسول کے اجداد خدا پرست تھے کافر نہ تھے افسوس ہو ان مسلمانوں پر جو اس آیت کے معنی بدلتے ہیں۔ اور افضل المرسلین کے باپ دادا کو کافر سمجھتے ہیں وہ رسول اللہ کو روز جزا کیا منہ دکھائیں گے ۱۲ مترجم بدایونی۔ ص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو طالب کافر تھے۔ حضرت نے فرمایا وہ لوگ جھوٹے ہیں بلکہ حضرت ابو طالب مومن تھے۔ ان کا شعر جو حضرت رسالت مآب کی مدح میں ہے ان کے ایمان کی دلیل ہے وہ یہ ہے الم تعلموا انا وجدنا محمداً۔ نبیاً کموسیٰ خط فی اول الکتب۔ یعنی اسے قریش کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے محمد کو موسیٰ کی طرح نبی پایا ہے یہ تو سب سے پہلی کتاب (توریت) میں لکھا گیا ہے۔ پس تم لوگ کیوں ان کی نبوت کا اقرار نہیں کرتے ہو ۱۲ مترجم بدایونی۔ ت تقیہ کے معنی ہیں مذہب کو دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ کرنا جبکہ مارے جانے یا کسی بڑی آبروریزی کا خوف ہو بشرطیکہ تقیہ کی وجہ سے اصل دین اسلام برباد نہ ہو ورنہ تقیہ جائز نہ ہوگا اسی طرح قتل مومن ناحق میں بھی تقیہ نہیں ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔

وقیل للصادقؑ یا ابن رسول اللہ انا نرٰی فی المسجد من یعلن بسبّ اعدائکم ویسمیهم فقال ماله لعنه اللہ یعرض بنا وقال تعالیٰ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ قال الصادقؑ فی تفسیر هٰذه الاٰیة لا تسبّوهم فانهم یسبّوا علیکم قال الصادقؑ من سبّ ولی اللہ فقد سبّ اللہ ومن سبّ اللہ عزّ وجلّ کبّه اللہ تعالیٰ علی منخریه فی نار جهنم وقال النبیؐ لعلیؑ من سبّك یا علیؑ فقد سبّنی ومن سبّنی فقد سبّ اللہ والتقیة واجبة لا یجوز رفعها الی ان یخرج القائمؑ فمن ترکها قبل خروجه فقد خرج عن دین اللہ ودین الامامیة وخالف اللہ ورسوله والائمة علیهم السلام ؎

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا یا ابن رسول اللہ میں ایک شخص کو مسجد میں دیکھتا ہوں جو آپ کے دشمنوں کو کھلم کھلا برا کہتا ہے اور ان کا نام لیتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا ہو گیا ہے اس ملعون کو کہ وہ ہم کو معرض ہلاکت میں ڈالنا چاہتا ہے خدا نے فرمایا ہے نہ برا کہو (مشرکوں کے سامنے) انکو جنہیں یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں ورنہ یہ لوگ جہالت میں آ کر دشمنی سے خدا کو برا کہیں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کو برا نہ کہو ورنہ یہ لوگ تمہارے علیؑ کو برا کہیں گے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ولی اللہ عہ کو ناسزا کہے تو اسنے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا خدائے تعالیٰ اُس کو دونوں نتھنوں کے بھل جہنم کی آگ میں ڈالیگا۔

اور جناب رسول خدا نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا اے علیؑ جو شخص تم کو ناسزا کہے اس نے مجھے ناسزا کہا اور جس نے مجھے ناسزا کہا اُسنے خدا کو برا کہا اور تقیہ واجب ہے اور اس کا ترک جائز نہیں ہے جبتک کہ حضرت صاحب الامر

عہ ولی اللہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا لقب ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ جو شخص حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو ناسزا کہیگا وہ خدا کو ناسزا کہنے والا ہے ۱۲ مترجم بالیونی

وسئل الصادقؑ عن قول الله عز
وجل ان اکرمکم عند الله اتقکم
قال اعملکم بالتقیه ⁂

وقد اطلق الله اظهار موالاة و
الکافرین فی حال التقیه وقال
الله عز وجل لا یتخذ المؤمنون
الکافرین اولیاء من دون المؤمنین
ومن یفعل ذلک فلیس من الله
فی شیٔ الا ان تتقوا منهم تقیة
وقال تعالیٰ لا ینهکم الله عن
الذین لم یقاتلوکم فی الدین
ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروهم وتقسطوا الیهم ان
الله یحب المقسطین ۝ انما
ینهکم الله عن الذین قاتلوکم
وظاهروا علی اخراجکم
ان تولوهم ومن یتولهم
فاولئک هم الظلمون ۝

علیہ السلام ظاہر نہ ہو جائیں اور جو شخص اُن حضرت کے ظاہر ہونے سے پہلے تقیہ کو ترک کرے گا وہ دین خدا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ سے خارج ہو جائیگا۔ اور خدا تعالیٰ اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے خلاف کرے گا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ان اکرمکم الخ کی تفسیر دریافت کی گئی حضرت نے جواب دیا کہ اتقکم سے وہ شخص مراد ہے جو تقیہ پر زیادہ عمل کرتا ہو اور وہی خدا کے نزدیک زیادہ گرامی ہے۔ اور خدا نے تقیہ کی حالت میں کفار سے دوستی ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے مومنین کو لازم ہے کہ وہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اُس کو خدا سے کچھ غرض نہیں ہے مگر یہ کہ تم اُن سے بجد خوف رکھتے ہو (تو زبانی دوستی کا اظہار کر سکتے ہو) خدا نے فرمایا ہے اللہ نے تم کو ان کافروں سے نیکی کرنے اور انصاف سے پیش آنے سے نہیں روکا ہے جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

قال الصادق انی لاسمع الرجل فی المسجد وھو یشتمنی فاستتر منه بالساریة کی لا یرانی ۞

وقال ایضاً خالطوا الناس بالبرانیة وخالفوھم بالجوانیة مادامت الامرة صبیانیة ۞

وقال علیه السلام ایضاً ان الریا مع المؤمن شرک ومع المنافق فی داره عبادة وقال ایضاً من صلی معھم فی الصف الاول فکانما صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الصف الاول۔

وقال ایضاً عودوا مرضاھم واشھدوا جنائزھم وصلوا فی مساجدھم

وقال ایضاً کونوا لنا زیناً ولا تکونوا علینا شیناً۔

وقال رحم الله امرأً حببنا الی الناس ولم یبغضنا الیھم وذکر القصاص ن ۞

ہاں خدا نے تم کو ان کافروں سے محبت کرنے کو منع کر دیا ہے جو دین کے بارے میں تم سے لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے شہر بدر کرنے میں مدد پہنچائی اور جو شخص ان کو دوست رکھیگا وہ ظالم ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میں خود سنا کرتا ہوں کہ ایک شخص مسجد میں مجھے بُرا کہہ رہا ہے پس میں ستون کے پیچھے پوشیدہ ہو جاتا ہوں تاکہ وہ مجھے نہ دیکھے۔

نیز انھی حضرت نے فرمایا تم مخالفین سے ظاہر میں میل جول رکھو اور باطن میں ان کی مخالفت کرو جب تک کہ معاملہ دل ہی دل میں رہ سکے۔

نیز فرمایا مومن سے ریا کاری شرک ہے اور منافق سے اُسکے گھر میں ریا عبادت ہے۔

نیز فرمایا جو شخص مخالفین کے ساتھ ان کی صف اول میں نماز پڑھے تو گویا اُس نے رسول اللہ کے ہمراہ صف اول میں نماز پڑھی۔

نیز فرمایا ان کے بیماروں کی عیادت کیا کرو اور ان کے جنازوں میں شریک ہو جایا کرو اور انکی مسجدوں میں نماز پڑھا کرو نیز فرمایا تم ہمارے لئے زینت بنو اور ہمارے لئے وبال نہ ہو جانا نیز فرمایا خدا رحم کرے

ع یعنی ایسا کام کیا کرو کہ مخالفین ہم سے خوش رہیں اور وہ باتیں نہ کرنا کہ یہ لوگ ہمیں ایذا پہونچائیں ۱۲ مترجم بدایونی۔

عن الصادق فقال لعنهم الله انهم یشنعون علینا وسئل عن القصاص ایحل الاستماع لهم قال لا

قال ایضاً من اصغی الی ناطق فقد عبده فان کان الناطق عن الله فقد عبد الله وان کان الناطق عن ابلیس فقد عبده

وسئل الصادق عن قول الله پ۱۹ ع۱۵ الشعراء یتبعهم الغاؤن قال هم القصاصون

قال النبی من اتی ذا بدعة فوقره فقد سعی فی هدم الاسلام

واعتقاد نافی من خالفنا فی شیئ واحد من امور الدین کاعتقاد نافی من خالفنا فی جمیع امور الدین

اس شخص پر جو مخالفین کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کرے اور ان کو ہمارا دشمن نہ بنائے

امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے قصہ گویوں کا ذکر ہوا۔ حضرت نے فرمایا خدا لعنت کرے انپر کہ یہ لوگ ہم پر طعن کرتے ہیں۔ انھی حضرت سے سوال کیا گیا آیا قصہ گو کی کہانی سنی جائز ہے حضرت نے جوابدیا جائز نہیں ہے۔

نیز انھیں حضرت نے فرمایا جو شخص کسی بات کرنیوالے کی طرف کان لگائے تو وہ اسکا عبادتگذار ہوگا پس اگر وہ بات کرنیوالا خدا کی باتیں کہہ رہا ہے تو سننے والا خدا کا عبادتگذار ہے۔ اور اگر بولنے والا شیطانی قصے بک رہا ہے تو سننے والا ابلیس کا عبادتگذار ہے۔ کسی نے امام جعفر صادق سے قول خدا الشعراء یتبعهم الغاؤن کے معنی پوچھے حضرت نے فرمایا شاعروں سے وہ لوگ مراد ہیں جو جھوٹے قصے کہا کرتے ہیں۔

جناب رسول خدا نے فرمایا جو شخص کسی بدعتی کے پاس جاکر اس کی توقیر و عزت کرے تو اس نے اسلام کے گرانے میں کوشش کی ہمارا عقیدہ ان لوگوں کے بارے ہیں جو کسی ایک دینی بات میں ہمارے

عہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جو شخص کسی فعل حرام میں مشغول ہو تو اسکی طرف سے گذرنیوالوں کو چاہیئے کہ اسکو سلام نہ کریں ۱۲ مترجم بدایونی۔

عہ یعنی جو شخص کسی دینی بات میں ہمارا مخالف ہے تو ہمارے نزدیک وہ کل باتوں میں ہمارا مخالف ہے ۱۲ مترجم بدایونی

(باب الاعتقاد فی العلویة)

قال الشیخ رحؒ اعتقادنا فیهم انهم آل رسول اللهﷺ وان مودتهم واجبة لانها اجر الرسالة قال الله تعالی

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

والصدقة علیهم محرمة لانها اوساخ مافی ایدی الناس وطهارة لهم الا صدقتهم لعبیدهم و امائهم وصدقة بعضهم علی بعض واما الخمس فیحل لهم عوضا عن الزکاة قد منعوا منها و اعتقادنا فی المسیئ منهم ان علیه

مخالف میں ایسا ہے کہ جیسا اُن لوگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے جو دین کی ساری باتوں میں ہمارے مخالف ہیں۔

(اولاد علی علیہ السلام کے متعلق اعتقاد)

شیخ رحؒ نے فرمایا ہے اولاد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ سب اولاد رسول ہیں۔ مودة اُن کی فرض ہے کیونکہ وہ رسالت کا اجر ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے اے رسول ان سے کہدو میں تم سے رسالت کی مزدوری نہیں چاہتا لیکن میرے صاحبان قرابت سے محبت و مودت رکھنا۔ اور صدقہ ان پر حرام کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کی چیز کا میل ہے صدقہ سے ان کے مال پاک ہوتے ہیں لیکن اولاد رسول کا صدقہ ان کے غلاموں اور کنیزوں پر اور ان میں سے بعض کا صدقہ بعض پر حلال ہے۔ جبکہ مال زکوٰة لینے کی ان کو ممانعت کی گئی تو اس کے عوض میں خمس ان کے لئے حلال قرار دیا گیا۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

عہ تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب اور دیگر اصحاب کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ قربیٰ سے عترت اور ذریت رسول مراد ہے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔ سعید ابن جبیر نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیہ مودت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکی مودت کا خدا نے ہم کو حکم دیا ہے حضرت نے جواب دیا، علی و فاطمہ اور ان دونوں کی اولاد ہے (مترجم بدایونی)۔ عہ سادات علوی و فاطمی کے علاوہ کل وہ لوگ جو حضرت ہاشم کی اولاد میں ہیں ان پر بھی صدقہ اور زکوٰة غیر ہاشمی کی حرام ہے۔ سادات تو ان سے افضل اور اشرف ہیں ۱۲ (مترجم بدایونی)

ضعف العذاب وفی المحسن منهم ان له ضعف الثواب وبعضهم اکفاء بعض لقول النبی حین نظر الی بنی ابی طالبؑ علیؑ وجعفر طیارؑ قال بناتنا کنبینا وبنونا کبناتنا

قال الصادقؑ من خالف دین الله وتولی اعداءه وعادی اولیاء الله فالبرأته منه واجبة کائناً من کان ومن ای قبیلة کان ❊

وقال امیر المؤمنین لابنه محمدؑ بن الحنفیة تواضعك فی شرفك اشرف لك من شرف آبائك ❊

قال ایضاً ولایتی با میر المؤمنین احب الیّ من ولادتی منه علیه السلام ❊

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سادات میں جو شخص بدکار ہے اسپر بہ نسبت اوروں کے دونا عذاب ہوگا اور ان میں سے جو نیکوکار ہو اس کیواسطے دونا ثواب ہے اور یہ لوگ آپس میں ایکدوسرے کے نسبت میں ہمسر ہیں کیونکہ جناب رسولخدا نے جبکہ حضرت ابوطالب کی اولاد یعنی حضرت علیؑ اور حضرت جعفر طیار کو دیکھا تو فرمایا ہماری بیٹیاں رنسب ہیں، ہمارے بیٹوں کے مانند ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے ہمسر ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دین خدا کے خلاف کرے اور دشمنان دین سے دوستی رکھے یا اولیاء اللہ سے دشمنی رکھے تو اس سے بیزاری و نفرت واجب ہے خواہ وہ کوئی ہو اور کسی قبیلہ سے ہو۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا تمہارا اپنے شرف میں تواضع اور انکساری کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اس شرف سے جو تم کو باپ دادا سے حاصل ہوا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیر المومنین کی ولایت کا عقیدہ رکھنا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اُن حضرت کی اولاد میں ہوں خدا

ع اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو سید سنی ہوجائے یا اور کوئی مذہب دین امامیہ اثنا عشریہ کے خلاف اختیار کرے تو بیزاری اس سے واجب ہے اسی طرح مذہب امامیہ کے خلاف جو شخص کوئی کام کرے تو اس سے بھی نفرت واجب ہے ۱۲ مترجم بدایونی

وقال الله تعالیٰ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
سورۂ حدید پ ٢٧ ع ٢٠
نُوحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ
ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ
فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَّكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
فَاسِقُوْنَ ﴿﴾
وسئل عن الصادق علیہ السلام
عن قول الله تعالیٰ ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ
سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللهِ
قال الظالم لنفسه هنا من لم
یعرف حق الامام والمقتصد
من یعرف حق والسابق
بالخیرات باذن الله هو الامام
وسئل الصادق علیہ السلام
ابنه اسماعیل ما حال
المذنبین منا قال لَيْسَ
بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَا اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ﴿﴾ قال ابو جعفرؑ فی حدیث طویل

نے فرمایا ہے ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنایا
اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب قرار دی
پس ان میں سے بعضے (یعنی انبیاء اور اوصیاء) ہدایت
پر ہیں اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں امام جعفر
صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی
کہ اللہ نے فرمایا ہے پھر ہمنے کتاب کا وارث ان لوگونکو
بنایا جنکو اپنے بندوں میں سے ہم نے منتخب
کر لیا تھا پس ہمارے بندوں میں سے بعضے اپنے
نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعضے میانہ رو ہیں اور بعضے
نیکیوں میں باذن خدا آگے رہنے والے ہیں امام نے
فرمایا ظالم سے مراد وہ شخص ہے جو حق امام کا شناسا
نہ ہو اور مقتصد وہ ہے جو امام کے حق کا شناسا ہو اور
باذن خدا نیکیوں میں بڑہا ہوا رہنے والا امام زمانہ ہے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام سے انکے فرزند اسمٰعیل
نے دریافت کیا ہم میں سے جو لوگ گنہگار ہیں ان کا
کیا حال ہوگا۔ امام نے فرمایا نہ تمہاری امیدیں پوری
ہونگی اور نہ اہل کتاب کی۔ جو شخص برا کام کریگا اس
کی سزا اسے دی جائیگی اور وہ اپنے لئے کوئی حامی
اور مددگار نہ پائیگا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک
طولانی حدیث میں فرمایا کہ خدا کے اور کسی بندے
کے درمیان میں رشتہ ناتہ نہیں ہے۔ خدا کے

ليس بين الله و بين احد قرابة
ان احب الخلق الى الله اتقهم
له واعملهم بطاعة الله والله
ما يتقرب العبد الى الله عز وجل
الا بطاعة ما معنا براءة من النار
ولا على الله لاحد من حجة من
كان لله مطيعا فهو لنا ولي و
من كان لله عاصيا فهو لنا عدو
ولا ينال ولايتنا الا بالورع و
العمل الصالح ۔ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ
اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي وَاِنَّ وَعْدَكَ
الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ
قَالَ يَا نُوحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ
اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّي اَعِظُكَ
اَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ قَالَ
رَبِّ اَعُوذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا
لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِي
وَتَرْحَمْنِي اَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

نزدیک ساری مخلوق میں وہ شخص زیادہ پسندیدہ
ہے جو اس سے زیادہ ڈرتا ہو اور خدا کی طاعت میں
زیادہ عمل رکھتا ہو۔
خدا کی قسم اللہ کی درگاہ میں کوئی بندہ مقرب نہیں ہوتا
لیکن طاعت کی وجہ سے اس کو تقرب حاصل ہوتا ہی
(ورنہ) ہمارے پاس نہ تو دوزخ سے رہائی کا پروانہ
ہے۔ اور نہ کسی کے پاس خدا کے مقابلہ میں کوئی حجت
ہے جو شخص خدا کا مطیع ہے وہ ہی ہمارا دوست
ہے اور جو شخص خدا کا نافرمان ہے وہی ہمارا دشمن
ہے۔ ہماری دوستی تو سوائے پرہیزگاری اور عمل
صالح کے اور کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتی۔
جبکہ نوح علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے
پروردگار یہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے
اور یہ تحقیق تیرا وعدہ حق اور سچا ہے اور تو سارے
حاکموں سے زیادہ انصاف والا ہے خدا نے جواب دیا اے
نوح یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے یہ تو عمل بد
ہے۔ تم ایسی بات کی مجھ سے درخواست نہ کرو جس
کے نتیجہ کی تم کو خبر نہیں ہے میں تم کو نصیحت کرتا
ہوں ایسا نہ ہو کہ تمہارا شمار جاہلوں میں ہو جائے
نوح نے عرض کیا اے میرے رب میں تیری درگاہ
میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی بات کا تجھ سے سوال

وسئل الصادق علیه السلام
عن قول الله عزّ وجل ویوم
القیمة تری الذین کذبوا علی
الله وجوههم مسودة الیس
فی جهنم مثوی للمتکبرین
قال من زعم انه امام لیس
بامام قیل وان کان علویا قال وان کان
علویا وفاطمیا قال ایضا علیه
السلام لاصحابه لیس
بینکم وبین من خالفکم
الا المضمر قیل فای شیء المضمر
قال الذی تسمونه بالبرائة
ومن خالفکم وجازه فابرؤا
منه وان کان علویا وفاطمیا
وقال ایضا لاصحابه فی ابنه
عبد الله انه لیس علی شیء
مما انتم علیه وانی ابرء
منه برأه الله عزّ وجل ٥

(باب الاعتقاد فی الاخبار
المفسّرة والمجملة ...

کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اگر تو مجھے
معاف نہ فرمائیگا اور مجھپر رحم نہ کریگا تو میں نقصان
اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤنگا۔ امام جعفر
صادق علیہ السلام سے آیہ ذیل کی تفسیر پوچھی گئی
کہ خدا فرماتا ہے روز قیامت ان لوگوں کو جنہوں نے
خدا پر جھوٹ بولا ہے دیکھو گے کہ چہرے ان کے
سیاہ ہیں کیا دوزخ میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔
امامؑ نے جواب دیا وہ شخص مراد ہے جو امام نہ ہو اور امامت
کا جھوٹا دعوے کرے کسی نے عرض کیا کہ وہ جھوٹا
مدعی اگرچہ علوی ہو تب بھی یہی حال ہوگا حضرت نے
فرمایا اگرچہ علوی اور فاطمی ہو۔

حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمہارے اور مخالفین
کے درمیان (تقیہ کیوقت) صرف مضمر کا فرق ہے کسی نے
عرض کیا مضمر کیا چیز ہے۔ فرمایا مضمر وہی ہے جس کا
تم نے برات نام رکھا ہے جو شخص تمہارا مخالف ہو اس سے
اور اسکے ساتھی سے تم بیزاری رکھو اگرچہ وہ مخالف علوی اور فاطمی ہو۔
نیز انھی حضرت نے اپنے اصحاب سے اپنے فرزند عبداللہ
کے بارے میں فرمایا یہ ناخلف اس مذہب حق پر نہیں
ہے جس پر تم ہو۔ میں اس سے خدا کی خوشنودی کے
لئے بری اور بیزار ہوں۔

(مفسر اور مجمل حدیثوں کے متعلق اعتقاد)

قال الشيخ رح اعتقادنا في الاخبار المفسرة انه يحكم على المجمل كما قال ايضًا عليه السلام ؛

باب الاعتقاد في الحظر والاباحة

قال الشيخ رح اعتقادنا في ذلك ان الاشياء كلها مطلقة حتى يرد في شيء منها نهي ؛

باب الاعتقاد في الاخبار الواردة في الطب

قال الشيخ رح اعتقادنا في الاخبار الواردة في الطب انها على وجوه منها ما قيل على هواء مكة والمدينة فلا يجوز استعماله في سائر الاهوية ومنها ما اخبر به العالم على ما عرف من طبع السائل لم يتعد موضعه اذ كان اعرف بطبعه منه ومنها ما دلسه المخالفون في الكتب لتقبيح صورة المذهب عند الناس ومنها ما وقع فيه سهو من ناقله ومنها ما حفظ بعضه ونسي بعضه وما روي في العسل انه شفاء من كل داء فهو صحيح ومعناه انه شفاء

شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جن حدیثوں میں تفصیلی حکم مذکور ہے وہ حدیثیں مجمل حدیثوں کی توضیح قرار دی جائینگی جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

(حرمت اور جواز کے متعلق اعتقاد)

شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہمارا عقیدہ اس میں یہ ہے کہ تمام چیزیں مباح ہیں جبتک کہ کسی چیز کے متعلق ممانعت وارد نہو۔

(ان حدیثوں کے متعلق اعتقاد جو طب کے متعلق وارد ہوئی ہیں)

شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا جو حدیثیں طب کے بارے میں وارد ہیں انکے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ چند قسم کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جنمیں مکہ اور مدینہ کی ہوا کی صفت بیان کیگئی ہے پس ان حدیثوں کو اور ملکوں کی ہوا سے مطابق کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ معصوم نے مریض کی طبیعت کو پہچانکر دوا بتائی اور اس کے استعمال کی جگہ سے تجاوز نہیں کیا (بلکہ وہ جگہ محدود رکھی) کیونکہ وہ حضرت بہ نسبت مریض کے اسکے مزاج سے زیادہ واقف تھے اور بعض وہ ہیں کہ مخالفوں نے دھوکہ دینے کیلئے کتابوں میں لکھدیا ہے تاکہ عوام کے نزدیک مذہب حق کی صورت بری معلوم ہو اور بعض وہ ہیں کہ راوی نے انکی نقل میں سہو کیا ہے اور بھولے سے معصوم کیطرف منسوب کردیا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ راوی کو کچھ حصہ انکا یاد رہا اور کچھ بھول گیا۔ اور شہد کے متعلق یہ جو وارد ہے کہ وہ ہر مرض کیلئے شفا ہے پس یہ حدیث صحیح ہے لیکن اسکے معنی یہ ہیں کہ شہد ان مرضوں کی دوا و شفا ہے جو سردی سے پیدا ہوتے ہیں۔

من كل داءٍ بارد وما روى فى الاستنجاء بالماء البارد لصاحب البواسير فان ذلك اذا كان بواسيره من حرارته ٭ وما روى فى بادنجان من الشفاء فان فى وقت ادراك الرطب لمن ياكل الرطب دون غيره من الاوقات ٭

واما ادوية العلل الصحيحة عن الائمة فهى آيات القرآن و سوره والادعية على حسب ما وردت به الآثار بالاسانيد القوية والطرق الصحيحة۔

قال الصادقؑ كان فى ما مضى يسمى الطبيب المعالج فقال موسى بن عمران يارب ممن الداء قال منى قال ممن الدواء فقال من عندى۔ فقال فما يصنع الناس بالمعالج فقال يطيب بذالك واصلة الطب التداوى روى كان داود تنبت فى محرابه كل يوم حشيشة فتقول خذلى فانى اصلح لكذا وكذا فراى فى آخر عمره حشيشة تنبت فى محرابه فقال لها ما اسمك فقالت

اور یہ جو روایت میں ہے کہ بواسیر والیکو ٹھنڈے پانی سے استنجا کرنا چاہیئے۔ پس یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کو گرم چیزوں سے بواسیر ہوئی ہو۔ اور یہ جو روایت میں ہے کہ بیگن میں شفا ہے پس یہ حکم خاص اسوقت کیلیئے ہے کہ جب خرما پکنے لگے اس شخص کیلیئے حکم ہے جو خرما کھائے۔ ہر وقت اور ہر زمانے کیلیئے یہ حکم نہیں ہے۔

البتہ بیماری کی ٹھیک ٹھیک دوائیں جو ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں پس وہ قرآن کی آیتیں اور سورے ہیں۔ اور وہ دعائیں ہیں جو ایسی حدیثوں میں وارد ہیں جنکی سندیں قوی اور طریقے صحیح ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا پچھلے زمانہ کے لوگ معالج کو طبیب کہتے تھے چنانچہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا تھا اے میرے رب بیماری کسکی جانب سے ہے۔ فرمایا میری جانب سے موسیٰ نے عرض کیا دوا کہاں سے ہے فرمایا میرے پاس سے۔ پھر موسیٰ نے عرض کیا پس یہ لوگ معالج کے پاس جاکر کیا بناتے ہیں۔ فرمایا اس تدبیر سے وہ اپنے دل کو خوش کرتے ہیں پس اسیوجہ سے معالج کو طبیب کہنے لگے۔ لغت میں طب کے معنی دوا کرنیکے ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت داؤدؑ کی محراب میں ہر روز ایک گھاس اگتی تھی اور وہ کہتی تھی اے داؤد مجھے لیجیئے کہ میں آپکی فلاں فلاں کام میں آؤنگی۔ پس حضرت داؤد نے اپنی آخر عمر میں دیکھا کہ انکی محراب میں ایک گھاس اگی ہے۔ حضرت

فقالت انا الخروبية فقال داؤد عليه السلام خرب المحراب فلا ينبت فيه شيئ بعده قال النبیؐ من لم يشفه الحمد فلا شفاه الله

(باب الاعتقاد فی الحديثين المختلفين) قال الشيخ اعتقادنا فی الاخبار الصحيحة عن الائمة انها موافقة لكتاب الله متفقة المعانی غير مختلفة لانها ماخوذة من طريق الوحی عن الله سبحانه ولو كانت من عند غير الله لكانت مختلفة؛ ولا يكون الاختلاف بظواهر الاخبار الا لعلل مختلفة مثل جاء فی كفارة الظهار عتق رقبة وجاء فی اخر صيام شهرين متتابعين وجاء فی اخر اطعام ستين مسكينا وكلها صحيحة فالصيام لمن لم يجد العتق والاطعام لمن لم يستطع الصيام وقد روی انه يتصدق بما يطيق وذلك محمول علی من لم يقدر

نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہی۔ اُسنے جواب دیا میرا نام خروبیہ ہے پس حضرت داؤدؑ نے فرمایا یہ میری محراب تباہ ہوگئی۔ اب اسکے بعد یہاں کوئی چیز نہ اُگیگی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جس کسیکو سورہ حمد شفا نہ دے تو اُسے خدا بھی شفا نہ دے

(دو مختلف حدیثوں کے متعلق اعتقاد)

شیخ رہ نے فرمایا ہمارا اعتقاد ان صحیح حدیثوں کیمتعلق جو ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں یہ ہی کہ وہ حدیثیں قرآن کے مطابق ہیں معنی کے لحاظ سے وہ سب متفق ہیں اُنمیں اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ سب ماخوذ ہیں وحی ربانی کے طریقہ سے جو اللہ سبحانہ کے پاس سے آئی ہی ہاں اگر خدا کے علاوہ کہیں اور سے آئی ہوتیں تو اُنمیں اختلاف ضرور ہوتا جن حدیثوں کے ظاہری لفظوں میں اختلاف ہی تو اسکے مختلف اسباب ہیں مثلاً کفارہ ظہار[عہ] کیمتعلق ایک حدیث میں ایک بندہ آزاد کرنا آیا ہی اور دوسری حدیث میں دو ماہ کے پے درپے روزے وارد ہوئے ہیں اور تیسری حدیث میں ساٹھ مسکینوں کا کھانا دینا مروی ہی اور یہ تینوں حدیثیں صحیح ہیں (وجہ اختلاف یہ ہی کہ) روزے اس شخص پر واجب ہیں جسے آزاد کرنیکو غلام نہ ملے اور اطعام اس شخص کیلئے ہی جو روزے رکھنے کی قوت رکھتا ہو اور یہ بھی مروی ہی کہ جتنی قدرت اُس کو حاصل ہو اتنا صدقہ دے دے یہ حکم اس شخص کیلئے ہی جو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور بعضی حدیثیں ایسی ہیں کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی قائمقام ہوجاتی

عہ ظہار کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دے لیں جو شخص ایسا کریگا تو اسکی زوجہ اسپر اسوقت تک حرام رہیگی کہ وہ کفارہ ادا کرے اور جبتک وہ کفارہ نہ دیگا اس زوجہ کیساتھ اسکو ہمبستری جائز نہ ہوگی ۱۲ مترجم بدایونی

على الاطعام ❊ ومنها ما يقوم كل
واحد منها مقام الاخر مثل جاء فی
كفارة اليمين اطعام عشرة
مساكين من اوسط ما تطعمون
اهليكم او كسوتهم او تحرير
رقبة و من لم يجد فصيام
ثلثة ايام
فاذا ورد فی كفارة اليمين ثلثة
اخبار احدها الاطعام و ثانيها
الكسوة و ثالثها تحرير رقبة كان
ذلك عند الجاهل مختلفة و ليس
بمختلف بل كل واحدة من هذه
الكفارات تقوم مقام الاخرى[۱]
وفی الاخبار ما ورد للتقية و روی
عن سليم بن قيس الهلالی انه قال
قلت لامير المؤمنين ع انی سمعت
من سلمان و مقداد و ابی ذر شيئا
من تفسير القرآن و من الاحاديث
عن النبی غير ما فی ايدی الناس و سمعت
منك تصديق ما سمعت منهم و رأيت
فی ايدی الناس شيئا كثيرة من تفسير

ہے۔ آدمی کو اختیار ہے جسپر چاہے عمل کرے۔ مثلاً قسم توڑنیکے
کفارہ میں وارد ہوا ہے۔ دس مسکینوں کو کھانا دو جو تم اکثر اپنے
گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یا ان دس مسکینوں کو کپڑا پہناؤ۔ یا ایک
بردہ آزاد کرو۔ اور جو آزاد کرنے کیلئے بردہ نہ پائے تو وہ تین روزے
رکھے۔ پس کفارہ قسم میں تین حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک میں
اطعام کا حکم ہے۔ دوسری میں لباس پہنانے کا حکم ہے
تیسری میں بندہ آزاد کرنیکا حکم ہے تو یہ حدیثیں جاہل کے نزدیک
مختلف ہیں۔ حالانکہ ان میں اختلاف[۱] بالکل نہیں ہے بلکہ ان تین
کفاروں میں سے جو ایک ادا کیا جائیگا وہ باقی دو کفاروں کا قایم مقام
ہو جائے گا۔
اور احادیث میں سے ایسی بھی ہیں جو تقیہ کی حالت میں وارد ہوئی
ہیں اور سلیم بن قیس ہلالی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت
امیر مومناں کی خدمت میں عرض کیا میں نے سلمان اور ابوذر اور
مقداد سے بعض آیات کی تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی بعض حدیثیں ایسی سنی ہیں کہ اور لوگ اسکے برخلاف
کہتے ہیں اور ابوذر وغیرہ سے جو کچھ سنا ہے اسکی حضور سے میں نے
تصدیق سنی ہے۔ اور لوگوں کے پاس میں نے اکثر آیتوں کی تفسیر
ایسی دیکھی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض
حدیثیں ایسی پائی ہیں کہ آپ حضرات ان کی مخالفت کرتے

[۱] اختلاف تو اس صورت میں ہوتا کہ بوجہ تین شخصوں کو قسم توڑنے کے عوض میں جدا جدا تین حکم دئے جاتے اور جبکہ ایک ہی شخص کو تین حکم دئے گئے اور اسے اختیار دیا گیا کہ جسپر چاہے عمل کرے کفارہ ادا ہو جائے گا تو پھر اختلاف کہاں رہا ۱۲ مترجم بدایونی

القرآن ومن الاحادیث عن النبی انتم مخالفون فیها وتزعمون ان ذلک کله باطل افتری الناس یکذبون علی رسول الله متعمدین ویفسرون بارائهم ۔

قال فقال علی علیه السلام قد سئلت فافهم الجواب فان فی ایدی الناس حقا وباطلا وصدقا وکذبا۔ وناسخا ومنسوخا وخاصا وعاما ومحکما ومتشابها وحفظا ووهما وقد کذب علی رسول الله صلی الله علیه وآله فی عهده حتی قام خطیبا فقال ایها الناس قد کثرت الکذابة علی فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ثم کذب علیه من بعده

وانما اتاکم الحدیث من اربعة لیس لهم خامس رجل منافق اظهر الایمان متصنع بالاسلام ولم یتاثم ولم یتحرج ان یکذب علی رسول الله متعمدا فلو علم الناس انه منافق کذاب لم یقبلوا منه ولم یصدقوه

ہیں اور آپ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ یہ عوام الناس کی تفسیریں باطل ہیں تو کیا حضور کی رائے ہیں یہ عوام الناس جناب رسول اللہ پر عمداً جھوٹ بولتے ہیں۔ اور یہ لوگ قرآن کی اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے سلیم جبکہ تم نے سوال کیا ہے تو اس کا جواب بھی سمجھ لو۔ ان آدمیوں کے پاس جو کچھ ہے حق بھی ہے باطل بھی ہے اور سچ بھی ہے۔ جھوٹ بھی ہے اور ناسخ بھی منسوخ بھی ہے۔ اور خاص بھی ہے۔ عام بھی ہے۔ اور محکم بھی ہے۔ متشابہ بھی ہے۔ بعض چیزیں انکو خوب یاد ہیں اور بعض میں وہم ہو گیا ہے۔ جناب رسولخدا کی حیات اور زمانہ میں انجناب پر جھوٹ بولا گیا یہانتک کہ حضرت خطبہ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا ایہا الناس مجھپر جھوٹ بولنے والوں کی کثرت ہو گئی ہے یاد رکھو جو شخص مجھپر عمداً جھوٹ بولیگا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائیگا۔ پھر حضرت کی وفات کے بعد ان جناب پر جھوٹ بولا گیا۔

جتنی حدیثیں تمہارے پاس آئی ہیں انکے راوی اور ناقل چار ہی قسم کے ہیں۔ پانچواں نہیں ہے۔ ایک وہ منافق ہے جس نے ایمان کو ظاہر کیا ہے وہ اسلام کو ضائع کرتا ہے اور اسکے نزدیک رسول اللہ پر عمداً جھوٹ بولنے میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ مضائقہ ہے۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص منافق اور بڑا جھوٹا ہے تو وہ لوگ نہ اسکی بات مانتے اور نہ اسکو سچا سمجھتے لیکن

ولکنهم قالوا هذا من صحب رسول الله ورآه وسمع منه فاخذوا منه وهم لا یعرفون حاله وقد اخبر الله عن المنافقین بما اخبرهم ووصفهم بما وصفهم فقال عز من قائل وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ثم تفرقوا بعده وتقربوا الی ائمة الضلالة والدعاة الی النار بالزور والکذب والبهتان فولوهم العمال واکلوا بهم الدنیا وحملوهم الی رقاب الناس وانما الناس مع الملوك والدنیا الا من عصمه الله فهذا احد الاربعة ورجل آخر سمع من رسول الله شیئاً لم یحفظه علی وجهه ووهم فیه ولم یتعمد کذباً فهو فی یده یقول به ویعمل به ویرویه ویقول انا سمعته عن رسول الله فلو علم المسلمون انه وهم لم یقبلوه ولو علم هو انه وهم لرفضه ورجل ثالث سمع من رسول الله

وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ کے صحابی ہیں اور ان جناب کو انھوں نے دیکھا ہی اور ان جناب کا کلام سُنا ہی جبھی تو عوام الناس ان منافقوں سے حدیثیں لیتے ہیں درآنحالیکہ انکو حال سے یہ لوگ بیخبر ہیں باوجودیکہ خدا نے منافقوں کے متعلق خبر دی ہی اور انکی پہچان بھی بتا دی ہی چنانچہ خدا نے فرمایا ہی اور جب اے رسول، تم لوگوں کو دیکھتے ہو تو انکا ڈیل ڈول تمہیں بھلا معلوم ہوتا ہی اور اگر وہ لوگ باتیں کرتے ہیں تو تم انکی باتیں سنتے ہو مگر یہ لوگ عقل اور علم سے خالی ہیں، گویا یہ لوگ چند لکڑیاں ہیں جو دیوار کے سہارے لگا دی گئی ہوں الغرض رسول اللہ کے بعد یہ منافقین متفرق ہو گئے اور جھوٹ بول بولکر بہتان لگا لگا کر مکر و فریب سے گمراہی کے سرغنا اور دوزخ کیطرف بلانیوالوں سے یہ منافقین جا ملے پس ان جباروں نے انکو حاکم بنا دیا اور انکی وجہ سے دنیا کو خوب کھایا۔ اور ان منافقوں کو ظالم بادشاہوں نے آدمیوں کی گردنوں پر سوار کر دیا۔ عوام الناس تو بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں مگر وہ لوگ مستثنے ہیں جنکو خدا نے عصمت عطا فرمائی ہی پس یہ ہی چار میں سے ایک راوی دوسری قسم کا راوی وہ شخص ہی جسنے رسول اللہ سے کوئی حدیث سنی لیکن اسکو پوری طرح یاد نہ رکھا اور اپنے وہم سے کچھ کا کچھ سمجھ لیا اسنے عمداً رسول اللہ پر جھوٹ نہیں بولا جو حدیث اسکے پاس ہی وہی دوسرں کو بتاتا ہی اور خود بھی اسپر عمل کرتا ہی اور کہتا ہی میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ہی پس اگر مسلمانوں کو علم ہو جاتا کہ اس حدیث میں وہم ہو گیا ہی تو وہ اس راوی سے اُس حدیث کو قبول نہ کرتے اور

شیئا امر به ثم نهی عنه وهو لا یعلم
فحفظ منسوخه ولم یحفظ الناسخ
فلو علم انه منسوخ لرفضه ولو علم
المسلمون ان ما سمعوه منه
انه منسوخ لرفضوه ورجل
رابع لم یکذب علی الله ولا علی
رسول الله مبغضا للکذب خوفا
من الله عز وجل و تعظیما
لرسول الله ولم ینسه حل
حفظ ما سمع علی وجهه فجاء بما
سمع ولم یزد ولا ینقص منه
وعلم الناسخ والمنسوخ فعمل
بالناسخ ورفض المنسوخ -
وان امر النبی مثل القرآن ناسخ
و منسوخ خاص و عام محکم و
متشابه - وقد یکون من رسول
الله کلام له وجهان کلام عام
وکلام خاص مثل القرآن قال
الله عز وجل فی کتابه ما اتکم
الرسول فخذوه وما نهکم
عنه فانتهوا فاشتبه علی من
لم یعرف ما عنی الله ورسوله
ولیس کل اصحاب رسول الله

اگر وہ راوی خود بھی جان لیتا کہ اُسے وہم ہو گیا ہی تو وہ خود بھی اُسے چھوڑ دیتا - اور تیسرا شخص وہ ہی جس نے رسول اللہ سے کسی چیز کے بارے میں سنا کہ آنجناب نے اسکا حکم دیا ہی پھر حضرت نے اس کی ممانعت کر دی مگر اس راوی کو خبر نہ ہوئی یا اس راوی نے سنا کہ حضور نے کسی چیز کی ممانعت فرمائی ہی پھر اسکا حکم دیدیا مگر اسے علم نہ ہوا پس اسنے حکم منسوخ کو یاد کر لیا اور ناسخ کو بوجہ لاعلمی کے یاد نہ کیا - اگر اسکو علم ہو جاتا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہی تو ضرور وہ اس حکم کو چھوڑ دیتا اسی طرح اگر مسلمانوں کو خبر ہو جاتی کہ یہ حکم منسوخ ہی تو وہ لوگ بھی اُس کو چھوڑ دیتے اور چوتھا شخص وہ ہی کہ جس نے نہ کبھی خدا پر جھوٹ بولا اور نہ رسول پر جھوٹ بولا وہ تو خدا کے خوف سے اور رسول اللہ کی تعظیم سے جھوٹ سے عداوت رکھتا ہی اور نہ وہ کوئی بات بھولا ہی بلکہ جس طور سے اُسنے کوئی حکم سنا ہی پوری طرح سے اسکو یاد ہی جیسا اُسنے سنا ہے ویسا ہی اُسنے بیان کیا ہی نہ اُسنے کچھ اسمیں بڑھایا ہی اور نہ کم کیا ہے اسے ناسخ اور منسوخ کا علم ہی اسنے ناسخ پر عمل کیا ہی اور منسوخ کو چھوڑ دیا ہی - جناب رسولخدا کے احکام مثل احکام قرآنی کے ناسخ اور منسوخ اور خاص و عام اور محکم و متشابہ ہیں - کبھی ایسا بھی ہی کہ رسول اللہ کے کلام کی احکام قرآنی کے مانند دو پہلو ہوتے ہیں ایک صورت کے لحاظ سے وہ عام ہے اور دوسرے پہلو کے اعتبار سے وہ خاص ہی خدائے عز و جل اپنی کتاب میں فرماتا ہی " جو احکام کہ رسول تمہارے پاس لائے ہیں ان کو لو اور جس بات سے منع کر دیا ہی اُس سے باز رہو - اس کلام مجمل سے بے علم پر وہ باتیں مشتبہ رہ گئیں جسکی خدا اور رسول نے

يسئلونه ويستفهمونه ـ
لان فيهم قوماما كانوا يسئلونه
ولايستفهمونه لان الله عزّو
جل نهاهم عن السوال يقول
يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا
عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ
وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ
الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَى اللّٰهُ عَنْهَا
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ۝ قَدْ
سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ
اَصْبَحُوْا بِهَا كَافِرِيْنَ ۝ فمنعوا
عن السؤال حتى كانوا يحبّون
ان يجيئ اعرابيٌّ فيسئل عنه
وهم يسمعون ۝
وكنت لادخل على رسول الله
فى كل ليلة دخلة واخلوا به كل
يوم خلوة يجيبنى عما اسئل وادور معه
حيث ما دار وقد علم اصحاب رسول
الله انه لم يكن يصنع ذلك باحد غيرى
وربما كان ذلك فى بيتى وكنت اذا دخلت
عليه فى بعض منازله اخلانى واقام

ممانعت کردی ہی اور رسول اللہ کے تمام صحابی ایسے نہ تھے کہ وہ
آنجناب سے ہر ہر بات کو دریافت کرتے اور کسی مطلب کے
سمجھنے کی درخواست کر سکتے۔ کیونکہ اصحاب میں کچھ لوگ وہ
تھے جو آنجناب سے نہ سوال کر سکتے تھے اور نہ کسی بات کے سمجھنے کی
خواہش کر سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ خدا نے انکو سوال کرنیسے روک دیا
تھا جیسا کہ قرآن میں فرماتا ہے اے ایمان والو تم ایسی چیزوں کی بابت
سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم سے ظاہر کیجائینگی تو تمہیں برا معلوم ہوگا
اگر قرآن نازل ہونے وقت دریافت کیا کروگے تو تمہارے لئے وہ
باتیں ظاہر کردیجایا کرینگی ان (گذشتہ باتوں) کو خدا نے عفو کردیا
(اب ایسے سوال نہ کرنا) خدا بخشنے والا حلیم ہے۔ تم سے پہلے لوگوں نے
بھی ایسی باتیں پوچھی تھیں پھر وہ لوگ ان کو منکر ہوگئے۔
الغرض سوال کرنیکی ان لوگوں کو ممانعت کردی گئی تھی جبھی تو وہ
لوگ خواہشمند رہتے تھے کہ کوئی بدوی آئے اور رسول اللہ سے
کوئی مسئلہ پوچھے تو یہ بھی سن لیں۔
اور میں تو رسول اللہ کی خدمت میں ہر شب حاضر ہوا کرتا تھا اور میں
ہر روز آنجناب سے گھر اتخلیہ کیا کرتا تھا۔ جو کچھ میں دریافت کرتا اسکا
وہ حضرت مجھے جواب دیتے تھے اور جسجگہ وہ حضرت جاتے تھے میں بھی
جاتا تھا۔ اور سارے صحابہ کو خبر تھی کہ وہ جناب میرے سوا کسیکے ساتھ
ایسا تخلیہ نہ کرتے تھے۔ اور اکثر یہ تخلیہ میرے ہی مکان میں ہوا کرتا
تھا اور جب کبھی میں آنحضرت کے پاس کسی مکان میں انکے داخل
ہوتا تھا تو وہ جناب خلوت میں مجھے بلا لیتے تھے اور اپنی بیبیوں کو

نسائه ولم يبق غيري وغيره واذا
اتاني هو للخلوة اقام من في بيتي
ولم يقم عنا فاطمة ولا احد
من ابني - وكنت اذا سألته
اجابني واذا سكت ونفدت
مسائلي ابتدأني فما نزلت على
رسول الله آية من القرآن
ولا شيئ علمه الله تعالى من
حلال او حرام او امر او نهي او
طاعة او معصية او شيئ كان
او يكون الا وقد علمنيه واقرأ
واملأه علي فكتبته بخطي واخبرني
بتاويل ذلك ظاهره وباطنه و
فحفظته ثم لم انس منه حرفا و
كان رسول الله اذا اخبرني
بذلك كله يضع يده على صدري
ثم يقول اللهم املأ قلبه علما
وفهما ونورا وحلما وايمانا و
علمه ولا تجهله واحفظه ولا
تنسه فقلت له ذات يوم بابي انت
وامي يا رسول الله هل تتخوف علي
النسيان فقال يا اخي لست اتخوف
عليك النسيان ولا الجهل وقد اخبرني

ہٹا دیتے تھے میرے اور آنحضرت کے سوا کوئی اسجگہ باقی نہ رہتا تھا اور
جسوقت وہ حضرت تخلیہ کیلئے میرے یہاں تشریف لاتے جو کوئی
میرے مکان میں موجود ہوتا اسکو ہٹا دیتے تھے مگر فاطمہ زہرا کو اور میرے
دونوں فرزندوں کو نہ اُٹھاتے تھے۔ اور جب میں سوال کرتا وہ جناب
مجھے جواب دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہوجاتا اور میرے مسائل
ختم ہوجاتے تو وہ حضرت خود ابتدا فرماتے تھے۔ پس نہ کوئی آیت قرآنی ہے
جو رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور نہ کوئی دوسری چیز ہے جو خدا نے انکو
سکھائی ہے خواہ حلال ہو یا حرام خواہ امر ہو یا نہی۔ خواہ طاعت ہو یا
معصیت یا گذری ہوئی ہو یا آنیوالی۔ مگر یہ کہ آنحضرت نے وہ سب
باتیں مجھے تعلیم کر دیں اور پڑھا دیں اور مجھے لکھوا دیں اور میں نے انکو
اپنے خط میں لکھ لیا اور انکے رموز اور مطالب اور ہر ایک کا ظاہر و باطن مجھے
بتا دیا پس میں نے انکو یاد کر لیا پھر میں اسمیں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔
اور جب وہ حضرت مجھے ان باتوں کی خبر دیتے تھے تو اپنا دست مبارک میرے
سینہ پر رکھکے خدا کی درگاہ میں یوں دعا کرتے تھے الٰہی تو اسکے دل کو علم
و فہم اور نور و علم و ایمان سے مملو کر دے اور اسکو ہر بات سکھا اور اسکو
کسی چیز سے جاہل نہ رکھ اور اسی حافظہ عنایت فرما اسکو کوئی چیز نہ
بھولنے دے۔ میں نے ایکدن عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ میرے ماں
باپ حضور پر فدا ہوجائیں۔ کیا جناب کو میرے نسیان کا خوف ہے۔ ارشاد
فرمایا اے برادر مجھے اندیشہ نہیں ہے کہ تم کسی بات کو بھولوگے اور کسی چیز سے
ناواقف رہوگے۔ بہ تحقیق خدائے عزوجل نے مجھے خبر دی ہے کہ اُس نے
میری دعا تمہارے حق میں اور تمہارے ان شریکوں کے بارے میں جو تمہارے

عز وجل انه قد اجابني فيك
وفي شركائك الذين يكونون من
بعدك - فقلت يا رسول الله و
من شركائي قال الذين قرن
الله طاعتهم بطاعته وطاعتي فقلت
منهم يا رسول الله قال الذين
قال الله فيهم يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ قلت يا رسول
الله من هم - قال الاوصياء و
الذين هم الاوصياء من بعدي
فلا يتفرقوا حتى يردوا علي حوضي
هادين مهديين لا يضرهم كيد
من كادهم ولا خذلان من خذ
لهم مع القرآن والقرآن معهم
لا يفارقونه ولا يفارقهم بهم تنتصر
امتي وبهم يمطرون وبهم يدفع البلاء
وبهم يستجاب لهم الدعاء فقلت يا رسول
الله سمهم لي. فقال انت يا علي ثم
ابني هذا ووضع يده على رأس الحسن
ثم ابني هذا ووضع يده على رأس
الحسين ثم سميك يا اخي وهو سيد
العابدين ثم ابنه سميي محمد باقر علمي وخازن
وحي الله وسيولد علي في زمانك يا اخي

بعد ہونگے قبول فرمالی ہے مینے عرض کیا رسول اللہ وہ میرے شرکا کون
ہیں - حضرت نے فرمایا وہ ہیں جنکی فرمانبرداری خدا نے اپنی اور میری
پیروی سے ملادی ہے - مینے عرض کیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ - ارشاد فرمایا
وہ ہیں جنکی شان میں خدا نے فرمایا ہے اے ایمان والو اللہ کی اطاعت
کرو اور فرمانبردار بنو رسول کے اور ان حاکموں کے جو تم میں سے تمپر خدا کیطرف
سے مقرر ہوئے ہیں - مینے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں فرمایا وہ میرے
بعد میرے اوصیاء ہیں جنکے باہم تفرقہ نہ ہوگا یہانتک کہ وہ سب
ہدایت کرتے ہوئے ہدایت یافتہ میرے پاس میرے حوض پر وارد
ہونگے - جو اُنسے مکر کریگا اسکا فریب انکو ضرر نہ پہنچائیگا اور جو انکی نصرت
ترک کریگا وہ ان کیلئے مضر نہ ہوگا - وہ قرآن کیساتھ رہینگے قرآن اُنکے
ہمراہ رہیگا - نہ وہ قرآن کو چھوڑینگے نہ اُنسے قرآن جدا ہوگا انھی کی
وجہ سے میری امت کی مدد کیجائیگی انھی کی برکت سے انپر مینہ برسایا
جائیگا اور انھی کے صدقہ میں بلائیں رد کیجائینگی اور انھی کے سبب سے
دعائیں قبول کیجائینگی - مینے عرض کیا یا رسول اللہ انکے نام مجھے
بتا دیجیے حضرت نے فرمایا اے علیؑ پہلے ان میں سے تم ہو پھر تمہارے
بعد میرا یہ فرزند اور ہاتھ رکھا حسنؑ کے سر پر - پھر اسکے بعد میرا یہ
دوسرا فرزند اور ہاتھ رکھا حسینؑ کے سر پر - پھر اسکے بعد اے برادر تمہارا
ہمنام ہوگا لقب سید العابدین ہوگا پھر اسکا بیٹا میرا ہمنام محمد ہوگا جو
میرے علم کو کھولیگا وہ خدا کی وحی کا خزانہ دار ہوگا - اور اے
برادر تمہارے زمانہ میں علی پیدا ہونگے تم اُنکو میرا اسلام کہدینا - اور اے
حسینؑ تمہاری حیات میں محمد پیدا ہونگے تم اُنکو میرا اسلام کہدینا

فاقرئه منی السلام وسیولد لمحمد فی
حیوتك یاحسینؑ فاقرئه منی السلام
ثم جعفرؑ ثم موسیٰ ثم علی بن موسیٰ
ثم محمد بن علیؑ - ثم علی ابن محمد ثم
الحسن بن علیؑ الزکی - ثم من اسمه
اسمی لونه لونی القائم بامر الله فی
اٰخر الزمان المهدیؑ الذی یملاٴ
الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت
ظلماً وجوراً انی لاعرفه یاسلیم
حیث یبایع بین الرکن والمقام
اعرف اسماء انصاره واعرف قبائلهم
قال سلیم بن قیس ثم لقیت الحسنؑ
والحسینؑ بالمدینة بعد ما ملك معاویة
فحدثتهما هذا الحدیث عن ابیهما
قالا صدقت قد حدثك امیرالمومنین
هذا الحدیث ونحن جلوس وقد
حفظنا ذلك عن رسول اللهؐ کما
حدثك لم یزد فیه حرفاً قال
سلیم بن قیس ثم لقیت علیؑ بن
الحسین علیه السلام وعنده ابنه
محمد ن الباقر فحدثته بما سمعته
عن ابیه فقال سمعتُ عن امیر
المؤمنین عن رسول الله وهو

پھر جعفرؑ۔ پھر موسیٰ ہونگے۔ پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن
علی۔ پھر علی بن محمد ہوں گے۔
پھر حسنؑ بن علیؑ زکی انکا لقب ہوگا۔ انکے بعد وہ ہوگا
جس کا نام میرا سا نام اور اسکا رنگ میرا سا رنگ
ہوگا جو احکامِ الٰہی کو آخر زمانہ میں قایم کرے گا۔ جو
مہدی ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردیگا
جسطرح کہ وہ ظلم وستم سے لبریز ہوچکی ہوگی اے سلیم خدا
کی قسم میں جانتا ہوں کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مابین
اس سے بیعت کی جائیگی اور میں انکے ناصروں کے نام بھی
پہچانتا ہوں اور انکے قبیلوں سے بھی واقف ہوں۔
سلیم بن قیس نے کہا ایک عرصہ کے بعد جب کہ معاویہ
ملک شام کا حاکم تھا۔ مدینہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ
کی ملاقات کے لئے گیں حاضر ہوا۔ میں نے ان دونوں
سے انکے والد ماجد کی یہ حدیث بیان کی۔ دونوں نے
فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ بہ تحقیق اس حدیث کو امیرالمومنین
علیہ السلام نے تم سے بیان کیا تھا اور ہم بھی اس جگہ بیٹھے
ہوئے تھے اور ہم نے یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سنی ہے
بعینہ ہمارے بابا نے تم سے بیان کی ایک حرف اسمیں نہیں
بڑھایا ہے۔ سلیم کہتے ہیں پھر میں علی بن الحسینؑ کی خدمت میں
حاضر ہوا اسوقت اُنکے پاس انکے فرزند محمد باقرؑ تشریف
رکھتے تھے پس میں نے انکے والد ماجد کی یہ حدیث جو

مریض وا ناصبی ثم قال ابوجعفر علیہ السلام واقرانی جدّی عن رسول اللہ وا ناصبی۔

قال ابان بن ابی عیاش فحدثت علی بن الحسین بھذا الحدیث کلہ عن سلیم بن قیس الھلالی فقال صدق وقد جاء جابر بن عبد اللہ الانصاری الی ابنی محمد وھو یختلف الی الکتاب فقبلہ واقراہ السلام عن رسول اللہ قال ابان بن ابی عیاش فحججت بعد موت علی بن الحسین فلقیت ابا جعفر محمد بن علی بن الحسین فحدثتہ بھذا الحدیث کلہ عن سلیم بن قیس فاغرورقت عیناہ فقال صدق سلیم رحمہ اللہ وقد اتی الی ابی بعد قتل جدی الحسین علیہ السلام وانا عندہ فحدثہ بھذا الحدیث بعینہ وقال لہ صدقت فی اللہ یا سلیم قد حدثنی بھذا الحدیث ابی عن جدی

آنحضرت سے سنی تھی بیان کی۔ ان جناب نے فرمایا میں نے اپنی بچپنے میں امیر المومنین سے رسول اللہ کی یہ حدیث سنی ہے اس وقت امیر المومنین بیمار تھے پھر حضرت ابو جعفر یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جبکہ میرے جد نامدار نے مجھے رسول اللہ کا سلام پہونچایا تھا اسوقت میں بچہ تھا۔

ابان ابن ابی عیاش کہتے ہیں میں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے سلیم بن قیس ہلالی کی بیان کی ہوئی پوری حدیث بیان کی حضرت نے جواب دیا سچ کہا سلیم نے۔ یہ تحقیق حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری میرے فرزند محمد باقر کے پاس آئے تھے وہ اسوقت مدرسہ جارہے تھے پس جابر نے انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور انکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا سلام پہونچایا ابان بن ابی عیاش کہتے ہیں حضرت امام زین العابدین کی وفات کے بعد میں حج کے لیئے گیا پس میں حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ حدیث جو سلیم بن قیس ہلالی سے سنی تھی پوری حضرت کے سامنے بیان کی جسے سنکر انجناب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا خدا رحم فرمائے سلیم پر اس نے سچ کہا تھا۔ وہ میرے جد بزرگوار کی شہادت کے بعد میرے بابا کے پاس آئے تھے میں بھی ان جناب کی خدمت میں موجود تھا پس سلیم نے بعینہ یہی حدیث بیان کی تھی میرے

امیر المؤمنین علیه السلام
قال الشیخ ابو جعفر رح و فی کتاب
الله عزّ و جلّ ما یحسبه الجاهل
مختلف متناقضا و لیس بمختلف
ولا متناقض و ذلک مثل قوله
تعالیٰ فالیوم ننسٰهم کما نسوا
لقاء یومهم هٰذا و قوله
نسوا الله فنسیهم ثم قال
بعد ذلک و ما کان ربک نسیا
و مثل قوله یوم یقوم الروح و
الملائکة صفا لا یتکلمون الا
من اذن له الرحمٰن و قال
صوابا و قوله تعالیٰ ثم یوم
القیمة یکفر بعضکم ببعض
و یلعن بعضکم بعضا و مثل
قوله تعالیٰ ان ذلک لحق

بابا نے فرمایا تھا اے سلیم تم سچ کہتے ہو خدا کی قسم مجھ سے
میرے بابا نے میرے جد بزرگوار جناب امیر المومنین
علیہم السلام کی یہ حدیث بیان کی تھی شیخ ابو جعفر صدوق
فرماتے ہیں خدائے عزوجل کی کتاب میں بعض آیتیں
ایسی ہیں جنکی نسبت جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آیتیں
باہم مختلف اور ضد ہیں حالانکہ نہ ان میں اختلاف ہے
اور نہ تناقض ہے مثلاً قول باری تعالیٰ۔ آج ہم ان کو
فراموش کرینگے جیسا کہ وہ لوگ ہماری اس دن کی ملاقات
بھولے ہوئے تھے (دوسرا) قول خدا کا۔ وہ لوگ
خدا کو بھول گئے خدا نے ان کو فراموش کر دیا پھر تیسری
آیت میں فرماتا ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔
اور مثلاً قول خدا اس دن روح فرشتہ اور دیگر ملائکہ صف
بستہ کھڑے ہونگے کوئی ان میں سے کلام نہ کرے گا مگر
وہ شخص جس کو خدا اذن دیگا اور وہ ٹھیک بات کہیگا
دوسرا قول پھر روز قیامت تم میں سے بعضے بعض کو

ے فالیوم ننسٰهم الخ اور نسوا الله اور وما کان ربک نسیا ان تینوں آیتوں میں اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ پہلی دو آیتوں میں نسیان کے معنی جزائے نسیان کے ہیں جیسا کہ ہمنے ابتدائے کتاب میں لکھا ہو کہ زبان عرب میں جو خطا کا نام ہو وہی نام اسکی سزا کا ہوتا ہی ہاں تیسری آیت میں نسیان کے معنی فراموشی ہیں پس اگر پہلی دو آیتوں میں نسیان کے معنی فراموشی کے ہوں تو اختلاف ہو جاتا لیکن انمیں تو نسیان بمعنی فراموشی نہیں ہی لہذا اختلاف نہ ہوا ۱۲ مترجم بدایونی عفی عنہ اس آیت میں لا یتکلمون الخ کے معنی ہیں کہ وہ لوگ شفاعت نہ کرینگے مگر وہ شخص شفاعت کریگا جسکو خدا کی اجازت ہوگی اور آیہ ثم یوم القیمة الخ میں یہ ہو کہ بعضے بعض کو کافر بنائینگے اور لعنت کرینگے لہذا اس آیت میں اور پہلی آیت میں اختلاف کی صورت یہ تھی کہ ایک آیت سے روز قیامت بات کرنیکی ممانعت اور دوسری سے اجازت ظاہر ہوتی۔ حالانکہ ان دونوں آیتوں میں ایسا نہیں ہے بلکہ پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ عام طور سے ہر شخص شفاعت نکریگا اور دوسری آیت سے ظاہر ہوا کہ جہنمی لوگ آپس میں برا کہیں گے۔ لہذا دونوں آیتوں میں بالکل اختلاف نہ ہوا ۱۲ مترجم بدایونی۔

تختاصم اھل النار ثم یقول
لا تختصموا لدی وقد قدمت
الیکم بالوعید وقولہ تعالیٰ
الیوم نختم علیٰ افواھھم
وتکلمنا ایدیھم وتشھد
ارجلھم بما کانوا یکسبون
ومثل قولہ تعالیٰ وجوہ
یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا
ناظرۃ ثم یقول لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار
وھو اللطیف الخبیر
ومثل قولہ تعالیٰ ما کان لبشر ان
یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء
حجاب ثم یقول وکلم اللہ موسیٰ
تکلیما وقال وناداھما

کافر بنائیں گے اور تم سے بعضے بعض کو لعنت کریں گے اور مثلاً قول خدا ہی بیشک یہ دن حق ہے۔ دوزخ والوں کا جھگڑا اس دن ہوگا۔ پھر فرماتا ہی میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔ مینے تمہارے پاس ڈرانیوالے پہلے ہی بھیجدیے تھے اور فرماتا ہی آج کے دن ہم انکے منہ پر مہر لگادیں گے اور ہم سے انکے ہاتھ کلام کریں گے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اسکی گواہی انکے پاؤں دیں گے اور مثلاً قول خدا ہے۔ اس دن بہت سے چہرے بارونق ہونگے اپنے رب کی نعمت دیکھتے ہونگے۔ پھر فرماتا ہی۔ آنکھیں اسکو نہ دیکھیں گی وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہی اور وہ باریک بیں ہر چیز کی حالت سے باخبر ہے۔ اور مثلاً قول خدا کا کسی بشر کی مجال نہیں ہی کہ اللہ اس سے بغیر وحی اور پردہ کے کلام کرے پھر فرماتا ہی کہ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔ اور فرمایا اور دونوں

عہ آیہ ان ذلک لحق الخ سو خدا نے روز قیامت کی حالت بیان کی ہو کہ اسدن دوزخیوں میں جھگڑا ہوگا - اور لا تختصموا الخ سے ظاہر ہوا کہ جھگڑا کرنے سے وہ لوگ روک دیے جاینگے - ان دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہی - اختلاف کی صورت تو یہ تھی کہ ایک آیت میں یہ ہوتا کہ قیامت کے دن لوگ جھگڑا کریں گے اور دوسری میں ہوتا کہ اسدن کوئی جھگڑا نہ کریگا ۱۲ مترجم بدایونی عہ آیہ الیٰ ربھا ناظرۃ الخ اور لا تدرکہ الابصار میں اختلاف نہیں ہی - پہلی وجہ یہ ہی کہ پہلی آیت الیٰ بمعنی نعمت ہی جو اسم ہی اور کلمہ ربھا کیطرف مضاف ہی - پس مطلب اور معنی یہ ہونگے کہ وہ چہرے یعنی خدا کے مومن بندے اپنے رب کی نعمت دیکھ رہے ہونگے - دوسری وجہ یہ ہی کہ کلمہ الیٰ حرف جر سمجھا جائے اور اس کا مجرور جو لفظ ربھا کی طرف مضاف ہو یعنی لفظ نعمت وہ محذوف مانا جائے پس معنی یہ ہونگے کہ مومن بقدر روز قیامت اپنے رب کی نعمت کا انتظار کرنیوالے ہونگے کہ جب حساب ختم ہو تو اللہ کی نعمت ہمیں میسر آئے - لہذا آیت میں اور دوسری آیت میں اختلاف نہ ہوا - اختلاف کی صورت تو یہ تھی کہ ایک آیت سے خدا کی رویت کا جواز اور دوسری سے اسکے دیدار کی نفی ظاہر ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہی ۱۲ مترجم بدایونی عہ خدا نے اپنے نبیوں سے دو طریقے سے کلام کیا ہی ایک وحی یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے دوسرے پردہ اور حجاب کے پیچھے سے جیسا کہ خدا نے درخت میں کلام پیدا کیا تھا جس نے حضرت موسیٰ سے باتیں کی تھیں ۱۲ مترجم بدایونی عہ آیہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ اور آیہ وکلم اللہ اور آیہ ونادٰھما الخ میں اختلاف نہیں ہی اسلیے کہ اختلاف تو اس صورت میں تھا کہ ایک آیت میں یہ ہو کہ اللہ نے کسی سے کلام نہیں کیا اور دوسری میں یہ ہوتا کہ اللہ نے موسیٰ سے باتیں کیں اور آدم و حوا کو آواز دی بلکہ پہلی آیت سے صاف ظاہر ہو کہ خدا کے کلام کرنے کے دو طریقے ہیں ایک وحی دوسرے وراء حجاب پس خدا نے حضرت موسیٰ سے جو باتیں کیں وہ وراء حجاب سے تھیں یعنی درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا اور حضرت آدم و حوا سے بذریعہ وحی کے ہمکلام ہوا تھا لہذا آیات میں اختلاف نہ ہوا ۱۲ مترجم

رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ ۝
ومثل قوله تعالى لَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ ثم يقول وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ويقول إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ لَمَحْجُوبُونَ ۝
ومثل قوله تعالى أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۔ وقوله تعالى الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ثم يقول وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۝ وقال مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

(آدم و حوا) کو انکے رب نے آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت کی ممانعت نہیں کی تھی۔

اور مثلاً قول خدا تمہارے رب سے ذرہ بھر نہ زمین کی کوئی چیز پوشیدہ ہے اور نہ آسمان کی۔ اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز مخفی ہے اور نہ بڑی۔ یہ سب چیزیں کتاب روشن میں مذکور ہیں عہ پھر فرماتا ہے روز قیامت اللہ نہ انکی طرف نظر ڈالیگا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور فرماتا ہے یہ لوگ (یعنی کفار) اپنے پروردگار سے محجوب رہیں گے۔

اور مثلاً قول خدا کیا تم لوگ نڈر ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ زمین کو دھنسا دے پس وہ حرکت میں آجائے۔ اور مثلاً قول خدا رحمٰن عرش پر مستوی (غالب) ہے پھر فرماتا ہے اللہ وہ ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے جو تمہارے بھید کو جانتا ہے اور کھلی ہوئی باتوں کو بھی اور جو تم کرتے ہو اس سے بھی آگاہ ہے۔

عہ آیہ لا یعزب آلخ اور ولا ینظر الیہم آلخ اور انہم عن ربہم آلخ میں اختلاف نہیں ہے اختلاف تو جب تھا کہ ایک میں یہ ہوتا کہ اللہ کو ہر شے کا علم ہے اور دوسری میں یہ ہوتا کہ اللہ کو بعض چیزیں معلوم نہیں ہیں ۱۲

عہ آیہ أأمنتم آلخ اور الرحمٰن آلخ اور وھو اللہ آلخ پہلی آیت کا مضمون یہ ہے کہ اللہ کی قدرت آسمان میں ہے اور تیسری آیت کا حاصل یہ ہے کہ اُس کی قدرت تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اور دوسری آیت سے یہ ظاہر ہے کہ اللہ عرش پر غالب ہے یعنی عرش اسکی مخلوق ہے ۱۲ مترجم بدایونی۔

إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ
مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ
أَيْنَمَا كَانُوا ۚ
وَيَقُولُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ
مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وَقَالَ
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ
تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ
رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ
رَبِّكَ ۗ ومثل قوله تعالى
يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي
وُكِّلَ بِكُمْ ثم يقول تَوَفَّتْهُ
رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝

خدا نے فرمایا نہیں ہوتی ہے تین شخصوں کی
بات چیت مگر اللہ اُن میں (گویا) چوتھا
ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں میں گفت گو ہوتی
ہے مگر اللہ ان میں (گویا) چھٹا ہوتا ہے۔
نہ اس سے کم اور اس سے زیادہ۔ مگر
جہاں کہیں ان کا مجمع ہو اللہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔
اور فرماتا ہے ہم بہ نسبت اپنے بندہ کے اس
کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں۔ اور فرمایا
بس ان (کافروں) کو اسی بات کا انتظار ہے[عہ]
کہ فرشتے اُس کے پاس آئیں یا تمہارا
رب آئے یا تمہارے پروردگار کی بعض
نشانیاں آئیں اور مثلاً قول خدا وفات[سہ]

عہ آیہ ما یکون الخ اور نحن اقرب الخ میں اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ پہلی آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ خدا ہر مجمع اور جلسہ کی گفتگو سے باخبر ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ خدا اپنے بندوں کے حالات سے اس طرح واقف ہے کہ جیسے وہ شخص واقف ہو جان کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہو اور ہر وقت اسکے ساتھ رہے بس دونوں آیتوں کا حاصل ایک ہی ہے۔ اختلاف کی صورت تو یہ تھی کہ ایک آیت میں یہ ہوتا کہ خدا کو بعض بندوں کے حالات معلوم نہیں ہوتے دوسری میں یہ ہوتا کہ خدا کو کل بندوں کے حالات معلوم ہیں ۱۲ مترجم بدایونی عہ او یاتی ربك اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کسی کے پاس آتا ہے یا کفار اس کے آنیکا انتظار کر رہے تھے اسلیئے کہ ان کفار نے جناب رسول خدا کے جواب میں یہ کہا تھا ہم بھی تو دیکھیں کہ تمہارے رب کا عذاب ہم پر کیونکر آتا ہے لہذا خدا کے آنے سے اس کے عذاب کا آنا مراد ہوا ۱۲ مترجم بدایونی سہ آیہ یتوفیکم الخ اور توفتہ الخ اور الذین تتوفھم الخ اور آیہ اللہ یتوفی الخ ان چاروں میں اختلاف نہیں ہے اسلیئے کہ پہلی تین آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے قبض روح کرتے ہیں اور چوتھی آیت سے معلوم ہوا کہ خدا موت دیتا ہے وجہ یہ ہے کہ خدا ہی نے ملک الموت کو قبض روح پر مقرر فرمایا ہے دوسرے فرشتے بھی اسکے حکم سے قبض روح کرتے ہیں پس فرشتوں کا روح قبض کرنا خدا کا اپنے بندوں کو ہلاک کرنا ہوا کیونکہ خدا نے ہی موت و حیات کو پیدا کیا ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے وہی ہلاک کر دیتا ہے یہ اسی وجہ سے ہے حتیٰ کہ تفسیر مجمع البیان نے آخر والی آیت کے یہ معنی لکھے ہیں کہ سوا خدا کے اور کسی کو موت پر قدرت نہیں ہے جبتک خدا کا حکم نہ ہو کسی کو موت نہیں آسکتی جب اسے منظور ہوتا ہے ذی روح کو موت آجاتی ہے۔ خواہ اس کے مقرر کئے ہوئے اسباب میں سے کسی ذریعہ سے موت آئے ۱۲
حاجی محمد عجاز حسن مترجم بدایونی۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَقَالَ اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ۔

ومثله في القرآن كثير قد سئل عنه رجل من الزنادقة عن امير المؤمنين عليه السلام فاخبره بوجه اتفاق معاني هذه الآيات وبين له تاويلها وقد اخرجت الخبر في ذلك مسندا بشرحه في كتاب التوحيد وساخرج في ذلك كتابه بمشيته وعونه تعالى ۔

تمت بالخير وترجمة الحاج الزائر الشيخ محمد اعجاز حسن البدايوني

۔۔۔

دیتا ہے تم کو وہ ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔ پھر فرماتا ہے ہمارے فرشتوں نے اُس کو مار ڈالا۔ اور وہ کسی کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ اور فرمایا فرشتوں نے ان کو موت دے دی اور فرمایا اللہ نفسوں کو ان کی موت کے وقت مار ڈالتا ہے ۔

اس قسم کی آیتیں قرآن میں بکثرت ہیں جن کے متعلق زندیقوں میں سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین سے سوال کیا تھا۔ حضرت نے اُن آیتوں کے معانی متفق ہونے کے وجوہ اور سب کے مطالب بیان فرما دیئے تھے۔ میں نے اس حدیث کو مع شرح کے کتاب التوحید میں درج کیا ہے اور خدا کی مشیت و مدد سے ایک مستقل کتاب اس باب میں لکھوں گا خیریت کے ساتھ رسالہ تمام ہوگیا ۔

اس کتاب کا حاجی زائر شیخ محمد اعجاز حسن بدایونی نے ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ بخیریت تمام ہوگیا۔ الحمد للہ۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ھ

تمت بالخیر

قول مترجم میرا یہ پہلا ترجمہ ہے۔ میں نے یہ رسالہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں ہدیہ دیا تھا۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ ترجمہ طبع نہیں ہونے پایا تھا کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اس رسالہ کا نام ہدیۂ جعفریہ رکھا تھا۔

قطعۂ تاریخ انتقال والد مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ

حاجی و زائر جہاں گرد زمانہ قانعے — نیک سیرت پاک صورت بہر ہر بیکس پناہ

چند نوبت حج بیت اللہ آوردہ بجا — باوجود بے سرو برگی نمودہ طے راہ

از زیارات ائمہ ہم شرف اندوز شد — در رواج خیر بودہ شغل او شام و پگاہ

مدرسہ قائم نمودہ جا بجا از سعی خود — اجرای خیرات جاری بہر او بدہد اللہ

روز شنبہ از مہ شعبان دوم تاریخ بود — شد بوفق کل نفس در زیر زمینش جایگاہ

مسکنش شہر بدایوں آنکہ مشہور جہان است — مدفنش اندر جلالی اہل آن ذی عز و جاہ

مصرع سال وفاتش زد رقم کلک جلیل

مولوی جعفر حسن رفتہ ز دنیا آہ آہ۔

۳۲ ——— ۱۳ھ

احقر افقر عبد الجلیل مارہروی

۳۲ ——— ۱۳ھ